نظام الاسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

کیا جواب دیتے ہو تم اے علمای دین داران سوالون کا اللہ تعالی تمپر رحمت کرے
پہلا سوال نبی نے شروع نماز کی تکبیر مین کانون تک ہاتھ اوٹہائے ہین اسپر
کیا دلیل ہے **جواب** حدیث سے اسکا ثبوت ملتا ہے مشکوۃ شریف کی ۳۸ صفحہ مین حدیث
مَالِکِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ رض قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِہِمَا اُذُنَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ حَتّٰی یُحَاذِیَ
بِہِمَا اُذُنَیْہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ روایت ہے مالک ابن حویرث رض سے کہا کہ تہے رسول خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب تکبیر کہتے اوٹہاتے اپنے دونون ہاتون کو یہان تک
کہ برابر کرتے انکو اپنے دونون کانون کے اور ایک روایت مین ہے یہان تک
کہ مقابل کرتے دونون ہاتون سے اپنے دونو کانون کی لہرون کو بخاری اور مسلم
نے روایت کی وفی المشکوۃ وفتح القدیر وجامع الاصول وتیسیر الوصول
عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّہٗ اَبْصَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَامَ اِلَی
الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی کَانَتَا بِحِیَالِ مَنْکِبَیْہِ وَحَاذٰی اِبْہَامَیْہِ اُذُنَیْہِ ثُمَّ
کَبَّرَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ یَرْفَعُ اِبْہَامَیْہِ اِلٰی شَحْمَۃِ اُذُنَیْہِ اور مشکوۃ کی ۱۵ ۲

صفحہ مین اور فتح القدیر اور جامع الاصول اور تیسیر الوصول مین ہی وائل ابن حجر ہی

مقرر دیکہا اونہون نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کہڑی ہوی نماز کو اوٹہای آپ نے

اپنی ہاتہ یہان تک کہ ہوی وہ برابر اونکی مونڈہون کی اور برابر کئی اپنی انگوٹہون کو اپنی

کانون کی پہر تکبیر کہی اور ایک روایت مین ہی کہ اوٹہاتی تہی اپنی انگوٹہا اپنی کانون

کی لو تک اور اوسی مضمون کی حدیث ہدایہ اور کافی اور تبیین الحقایق اور لمعات التنقیح

اور بحر الرایق مین ہی لیکن مضمون مین کچہہ اختلاف ہی طوالت کی خوف سی ہر ایک

کتاب کی عبارت بالتفصیل نہین لکہی گئی **دوسرا سوال** حنفی جو ناف

کی نیچی ہاتہ باندہتے ہین اسپر کیا دلیل ہی **جواب** تیسیر الوصول کی ۲۱۶

صفحہ مین حدیث ہی عَنْ اَبِی جُحَیْفَۃَ رض اَنَّ عَلِیًّا رض قَالَ السُّنَّۃُ وَضْعُ

الْکَفِّ فِی الصَّلٰوۃِ وَ یَضَعُھَا تَحْتَ السُّرَّۃِ اخرجہ رزین

روایت ہی ابی جحیفہ رض سی مقرر علی رض نی فرمایا سنت ہی ہاتہ رکہنا نماز مین اور

رکہنا اونکا نیچی ناف کی اور احمد اور ابو داود اور دار قطنی اور بیہقی کی روایت

مین ہی حضرت علی رض سی کہ فرمایا اَلسُّنَّۃُ وَضْعُ الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ تَحْتَ السُّرَّۃِ

یعنی سنت ہی رکہنا ہاتہ کا دوسری ہاتہ پہ نیچی ناف کی اور ہدایہ اور بحر الرایق

اور کفایہ اور عنایہ اور نہایہ اور کافی مین بہی اسی مضمون کی حدیث ہی صرف لفظون مین

اختلاف ہی اور معنی مین اتفاق اور بحر الرایق مین ہی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ ثَلٰثٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ وَذَکَرَ مِنْ جُمْلَتِھَا

وَضْعُ الْیَمِیْنِ عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّۃِ یعنی تین چیزین ہین پیغمبرون کے

سنت سے اور بیان کیا ان تین سی رکہنا دہنی ہاتہہ کا بائین ہاتہ پر نیچی ناف کے

تیسرا سوال حنفی جو پکار کی نماز مین بسم اللہ نہین پڑہتی بلکہ آہستہ اسکی کیا

دلیل ہی جواب مشکوۃ شریف کی ۲ ۷ صفحہ میں حدیث ہی عن انس

رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُ

يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اخرجہ مسلم انس رض

نے کہا مقرر نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رض شروع کرتی تہی

نماز الحمد للہ رب العالمین سی نکالا اسکو مسلم نے اور تیسیر الوصول کی ۲۱۹ صفحہ

مین انس سی روایت ہی عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَءُ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اخرجہ الستة روایت ہی انس رض سی کہا نماز پڑہے

مینی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رض کی ساتہہ سو نہین سنا

مینی اون مین سی کسی کو کہ پڑہتی بسم اللہ الرحمن الرحیم نکالا اسکو بخاری اور مسلم او

ترمذی اور ابو داود اور مالک اور نسائی نی اور کافی مین ہی قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثَلٰثٌ

يُخْفِيْهِنَّ الْاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَالتَّسْمِيَةُ وَاٰمِيْنَ فرمایا علیہ السلام نی تین چیزین

ہین کہ آہستہ انہین کہیگا امام تعوذ اور تسمیہ اور آمین وَرُوِيَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ

اللهُ عَنْهُ مَا جَهَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّسْمِيَةِ فِيْ صَلٰوةٍ

مَكْتُوْبَةٍ اور روایت کیا ابن مسعود رض نی نہین پکار کر کہا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نی بسم اللہ کو فرض کی نماز مین اور شرح مختصر الوقایہ مین ملا علی قاری سے

ہی وَفِيْ لَفْظِ مُسْلِمٍ فَكَانُ يَسْتَفْتِحُوْنَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

لَا يَذْكُرُوْنَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا

مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَ

اَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ فَكَانُوْا لَا يَجْهَرُوْنَ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وفی آثار الطحاوی ومعجم الطبرانی وحلیۃ ابن نعیم ومختصر

خزیمۃ فکانوا یسرون ببسم اللہ الرحمن الرحیم اور مسلم کی عبارت مین ہی
شروع کرتی تہی اصحاب نبی کی نماز کو الحمد للہ رب العالمین کے ساتہہ نہ کہتی تہی بسم
اللہ الرحمن الرحیم اور ایک روایت مین ہی نہین سنا مینی ان مین سی کسیکو
پکار کر پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور روایت کیا اسکو نسائی اور دارقطنی
اور احمد اور ابن حبان نی سو تہی وہ کہ پکار کر نہین پڑہتی بسم اللہ الرحمن الرحیم
اور آثار طحاوی اور معجم طبرانی اور حلیہ ابن نعیم اور مختصر ابن خزیمہ مین ہی کہ آہستہ
پڑہتی تہی اصحاب بسم اللہ الرحمن الرحیم اور لمعات التنقیح اور فتح القدیر
مین ہی وقد روی الطحاوی عن ابن عباس رض لم یجہر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بالبسملۃ حتی مات روایت کی طحاوی
نی ابن عباس رض سی پکار کر نہین کہا ہی نبی صلعم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو
یہان تک کہ وفات پائی **چوتہا سوال** حنفی نماز مین امام کی پیچہی سورہ
فاتحہ نہین پڑہتی اسکے کیا دلیل ہے **جواب** تیسیر الوصول کے
۲۱۵ صفحہ مین حدیث ہی عن جابر رض قال من صلی رکعۃ لم یقرأ
فیہا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام اخرجہ مالک والترمذی
جابر رض سی ہی جسنی نماز پڑہی ایک رکعت اور نہ پڑہی اوس مین سورہ فاتحہ تو
نہ پڑہی اوسنی نماز مگر امام کی پیچہی یعنی امام کی پیچہی یہہ حکم نہین ہی اور پہلی جلد
مشکوۃ شریف کے ۲۰۰ صفحہ مین ہی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا
کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا رواہ ابو داود والنسائی وابن ماجہ

روایت ہی ابوہریرہ رضی سے کہا فرمایا رسول صلعم نے مقرر ٹہہرایا گیا ہی امام اس لیے
کہ پیروی کیا وی اسکی سو جب وہ تکبیر کہی تم تکبیر کہو اور جب وہ قران پڑہی تو تم چپ
رہو روایت کیا اسکو ابوداود و نسائی اور ابن ماجہ نے اور جامع الاصول اور
مالک کی موطا اور امام محمد کی موطا میں بہی اس مضمون کی حدیثیں ہیں اور مسند
امام ابو حنیفہ میں اور لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح اور شرح مختصر الوقایہ
اور فتح القدیر میں ہی عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اَنَّ رَجُلًا قَرَأَ خَلْفَ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الظُّہْرِ اَوِ الْعَصْرِ فَاَوْمٰی اِلَیْہِ رَجُلٌ فَنَہَاہُ
فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَتَنْہَانِیْ اَنْ اَقْرَأَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَذَاکَرَا ذٰلِکَ حَتّٰی سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ
الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ جابر سے روایت ہی کہ قرات کیا یعنی کوئی سورہ پڑہا ایک شخص
نے پیچہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہر کی نماز یا عصر کی نماز میں اور اشارہ کیا اوسکی
طرف ایک آدمی نے سو منع کیا اوسکو پہر جب پڑہ چکا کہا اوسنی منع کیا اسکو پہر جب پڑہ
چکا کہا اوسنے کیا منع کیا تو نے مجہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیچہے قران پڑہنے
سے سو بحث کرتی تہی اوس میں اور وہ دونوں جماعت میں پہنچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی سو فرمایا رسول صلعم نے جس کسی کا امام ہو تو قرات اوسکی امام کی اوس کی
لیے قرات ہی یعنی قرات امام کی مقتدی کی لیے کافی ہی اور شیخ عبد الحق نے
مشکوۃ کی ترجمے میں لکہا ہی کہ یہہ حدیث صحیح ہی اور بخاری اور مسلم کی سوا
نے اسکو روایت کیا ہی اور شرح مختصر الوقایہ میں اور جامع الاصول اور فتح
القدیر میں ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا سُئِلَ ہَلْ یَقْرَأُ اَحَدٌ مَعَ

الامام وقال اذا صلی احدکم مع الامام فحسبه قرأة الامام واذا صلی وحده فلیقرء ابن عمر رض سی روایت ہی جب سوال کیا اونسی کیا قرأن پڑہی کوئی امام کی ساتہہ فرمایا جب پڑہی کوئی تم مین سی نماز امام کی ساتہہ تو کفایت کرتا ہی اوسکو امام کا قرأن پڑہنا اور جب اکیلا نماز پڑہی تو چاہی کہ قرأن پڑہی اور فتح القدیر اور لمعات التنقیح مین ہی ذکر ہی مرقد فی موطاہ سئل عبد الله بن مسعود رض عن القراءة خلف الامام قال انصت ویکفیک الامام روایت کیا امام محمد نی اپنی موطا مین سوال کیا عبد الله ابن مسعود کو قرأن پڑہنی کی مقتدی مین امام کی پیچہی فرمایا چپ رہو اور بس ہی تجکو امام کا قرأن پڑہنا اور کفایہ اور کافی اور عنایہ اور نہایہ مین ہی قال النبی صلی الله علیه وسلم من قرء خلف الامام فما فی فیه جمرة وفی الکفایة وانه قال علی رض من قرء خلف الامام فقد اخطأ الفطرة فرمایا نبی صلعم نے جو قرأن پڑہی پیچہی امام کی بہرا جاتا ہی وہ اپنی موہنہ مین چنگاری اگ کے اور کفایہ اور کافی مین ہی فرمایا علی رض نی جسنی قرأن پڑہا پیچہی امام کی مقرر اوسنی چہوڑ دی قدیم چال دعن سعد ابن ابی وقاص وزید بن ثابت من قرء خلف الامام فلا صلوٰة له سعد ابن ابی وقاص اور زید ابن ثابت رض سی روایت ہی کہ جسنی قرأن پڑہا پیچہی امام کی اوسکی نماز درست نہین اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح مختصر الوقایہ اور عنایہ مین ہی ومنع المقتدی عن القراءة ماثور عن ثمانین نفرا من کبار الصحابة ممنوع ہونا مقتدی کا قرأن پڑہنی سی روایت ہی اسکی اسی اوپر تین اصحابون مین سی اور فتح القدیر اور ماخذ التنقیح اور شرح مختصر الوقایہ مین ہی عن عبد الله بن عمر وزید بن ثابت وجابر بن عبد الله قالوا لا تقرء خلف الامام فی شیء من الصلوٰة

عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَا تَقْرَءْ خَلْفَ الْاِمَامِ اِنْ جَهَرَ وَلَا اِنْ خَافَتَ وعن ابن مسعود رض نحوہ عبد اللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور جابر بن عبد اللہ رض نے فرمایا کہ قران مت پڑھو پیچھے امام کے کسی نماز میں اور جابر نے کہا ہے نہ پڑھو تو قرآن پیچھے امام کے پکار کر پڑھے امام یا چپکے اور عبد اللہ بن مسعود رض سے بھی اس طرح کے روایت ہے

پانچوان سوال حنفی جو نماز مین امین پکار کے نہین پڑھتے اوس کی کیا دلیل ہے **جواب** دار قطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین جو حدیث کی معتبر اور مشہور کتابین ہین لکھا ہے عَنْ وَائِلٍ رض اَنَّهُ صَلَّى اللہ علیہ والہ وسلم لَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهُ رواہ احمد وابو داود روایت ہے وائل رض سے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پہنچے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک کہا امین اور پوشیدہ کی اپنی اواز اور مختصر الوقایہ مین مصنف نے عبد الرزاق محدث کی اور بحر الرائق مین ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی رض کی روایت کو لکھا ہے قَالَ اَرْبَعٌ يُخْفِيْهِنَّ الْاِمَامُ اَلتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ وَاَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَاٰمِيْنَ کہا چار چیزین ہین کہ پوشیدہ کہے وہ نہین امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور اللہم ربنا لک الحمد اور امین اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح نے مشکوہ شریف کی شرح عربی اور شرح سفر السعادت مین لکھا ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض اَنَّهُ قَالَ يُخْفِي الْاِمَامُ اَرْبَعَةَ اَشْيَاءَ اَلتَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَةَ وَاٰمِيْنَ وَسُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وعن ابن مسعود رض مثلہ روایت ہے عمر بن الخطاب سے مقرر فرمایا اونہون نے کہ پوشیدہ پڑھے امام چار چیزین اعوذ باللہ اور امین اور سبحانک اللہم اور عبد اللہ بن مسعود رض سے بھی اسی طرح کی روایت ہے وفی الهدایة لقوله

ابن مسعود رض اربع يخفيهن الامام وذكر منها التعوذ والتسمية و
التامين۔ ہدایہ میں لکہا ہے عبد اللہ ابن مسعود رض کی روایت سے چار چیزیں ہیں کہ
پوشیدہ کہے اونکو امام اور بیان کیا اونمیں سے اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور امین اور
تخریج احادیث الہدایہ اور فتح القدیر میں ہے کہ احمد اور ابو داود اور طیالسی اور ابو یعلی
اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نے روایت کی وائل سے اور اوسنے اپنے باپ سے انہ
صلے اللہ علیہ وسلم لما بلغ غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال امين
واخفى بها صوته ترجمہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب پہنچے غیر المغضوب علیہم ولا
الضالین تک فرماتے امین اور پوشیدہ کرتے اوسکے ساتہہ اپنی اواز کو چھٹا **سوال**
حنفی جو سوای شروع کی تکبیر کی وقت ہر ہاتہہ نہیں اوٹہاتے اسکی کیا دلیل ہے
جواب تیسیر الوصول کی ۱۵ صفحہ اور جامع الاصول میں ہے عن براء قال رایت
رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع يديه الى قريب
من اذنيه ثم لا يعود اخرجه ابو داود روایت ہے براء رض سے کہا دیکہا
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شروع کرتے نماز باندہ کر تو دونوں کو اپنے کانوں
کی نزدیک تک پہر نہ دہراتے نکالا اوسکو ابو داود نے اور تیسیر الوصول کی اوسی
۱۵ صفحہ میں ہے عن علقمة رض قال قال لنا ابن مسعود رض يوما الا
اصلي بكم صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى ولم يرفع يديه
الا مرة واحدة مع تكبيرة الافتتاح اخرجه اصحاب السنن روایت
ہے علقمہ رض سے کہا فرمایا مجکو عبد اللہ ابن مسعود رض نے ایکدن میں بتاتا ہوں میں تمکو
نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہر نماز پڑہی اور نہ اوٹہائے اپنے ہاتہہ مگر ایکدفعہ
شروع کی تکبیر کی ساتہہ نکالا اسکو ترمذی اور نسائی اور ابو داود نے وفی التیسیر۔

الحقایق قال ابن مسعود رض صلیت مع النبی صلی الله علیه وسلم وابی بکر وعمر فلم یرفعوا ایدیهم الا عند افتتاح الصلوة کہا ابن مسعود رض نے نماز پڑھی مینے نبی صلعم کے ساتھہ اور ابوبکر و عمر رض کے سو نہ اوٹہاے اوہنون نے اپنے ہاتھہ مگر نماز کے شروع مین دفی الکفایه والکافی والعنایه والنهایه قال ابن عباس رض ان العشرة مبشرة بالجنة رضی الله عنهم ماکانوا یرفعون ایدیهم الا فی افتتاح الصلوة اور کہا ابن عباس نے عشرہ مبشرہ یعنی دس اصحاب بہشتی رض نہ اوٹہاتے تہے اپنے ہاتھہ مگر نماز کے شروع مین دفی شرح مختصر الوقایه عن براء بن عازب رض قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوة رفع یدیه حتی یکون ابهاماه قریبا من شحمتی اذنیه ثم لا یعود روایت براء بن عازب رضی کہا نبی صلعم جب تکبیر کہتے شروع نماز مین اوٹہاتے اپنے ہاتھہ یہان تک کہ پہنچتے دونون انگوٹہے اونکے دونون کانون کی لو تک پہر نہ دہراتے اور جامع الاصول اور بحر الرایق اور عینی الحقایق مین بہی قال جابر رض رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم رفع یدیه حین افتتح الصلوة ثم لم یرفعهما حتی انصرف اخرجه ابوداود اور کہا جابر نے دیکہا مینے رسول صلی الله علیه وسلم کو کہ بلند کئے حضرت نے اپنے ہاتون کو شروع نماز کے وقت پہر نہ اوٹہاے اونکو جبتک کہ پڑہ چکے نماز نکالا اسکو ابوداود نے ورد دی الطحاوی والطبرانی باسناده الی ابن عمر وابن عباس رض ان النبی صلعم قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوة

ترفع الیدین بتکبیر القنوت فی الوتر و فی العیدین الحدیث روایت کیا ہی طحاوی
نی اور طبرانی نی جو دونون کتابین معتبر حدیث کی ہین اپنی سندسی کہ ابن عمر اور ابن
عباس کے طرف تک ہی حضرت نبی صلعم نی فرمایا کہ نہ اوٹہائی جاوین ہاتہہ مگر سات
جگہون مین نماز کی شروع مین اور قنوت کی تکبیر جو وتر مین ہی اور عیدین کی نماز
مین آخر حدیث تک اور مسند امام ابو حنیفہ مین ابراہیم نخعی سی ہی بعینہ یہہ حدیث
مروی ہی اور کفایہ اور نہایہ اور کافی جو فقہ کی معتبر اور مشہور کتابین ہین اونمین
لکہا ہی عن قول ابن مسعود رض رفع النبی صلعم فرفعناه وترک فترکناه
فرمایا ابن مسعود رض نی اوٹہائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی ہاتہہ تو اوٹہائی ہمنی اور
چہوڑدیا حضرت نی تو چہوڑدیا ہمنی اوسی او نہایہ اور عنایہ مین جو ہدایہ کی شرح ہے
لکہا ہی ان عبد اللہ ابن زبیر رض رای رجلا یصلی فی المسجد الحرام ویرفع
یدیہ عند الرکوع وعند رفع الراس منہ فلما فرغ من الصلوة قال لہ
لا تفعل فان ہذا شیء فعلہ رسول اللہ صلعم ثم ترکہ عبد اللہ
ابن زبیر رضی اللہ عنہ نی دیکہا ایک شخص کو نماز پڑہتی ہوی مسجد الحرام مین اور وہ اوٹہاتا
تہا اپنی ہاتہہ رکوع کی وقت اور رکوع سی سر اوٹہانیکی وقت پہر جب وہ چکا نماز کہا
اوسکو مت کر یہہ ایک چیز ہی کہ کیا تہا اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی پہر
چہوڑدیا اسکو اور تبیین الحقایق اور شرح مختصر الوقایہ مین ہی وان جابر بن سمرة
قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما لی اریکم رافعی
ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوة شمس ای صعب
جابر ابن سمرہ رض نی کہا آئی ہماری سامنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہر فرمایا
کیا سبب ہے کہ دیکہتا ہون مین تمکو اوٹہاتی والی ہاتون کو اپنی گویا دم گہوڑون کے

ضبت وار کہرو نماز مین یعنی حرکت کرو نماز مین اور بنا بیٹے. وَحِيْنَ رَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وسلم اَقْوَامًا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِى الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ

مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ مَالِىْ اَرٰكُمْ رَافِعِىْ اَيْدِيَكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ

اُسْكُنُوْا فِى الصَّلٰوةِ حَتّٰى رِوَايَةٍ كُفُّوْا فِى الصَّلٰوةِ جب دیکہا نبی صلعم

نی کہ اوٹہاتی ہین اپنی ہاتون کو نماز مین رکوع کی وقت اور رکوع سی سر اوٹہانی کے

وقت تو فرمایا کیا وجہ ہی کہ دیکہتا ہون مین تمکو اوٹہانیوالی ہاتون کو اپنی گویا

دم گہوڑون کی جو سخت ہی قرار پکڑو نماز مین اور دوسری روایت مین نہیں ہے

رہو نماز مین یعنی ہاتون کو حرکت مند و **ساتوان سوال** حنفی جو صبح کی

نماز مین دعای قنوت نہین پڑہتی اسکی کیا دلیل ہی **جواب** حدیث

ہی ہندی ترجمہ کی پہلی جلد مشکوۃ شریف کی ۴۰۳ صفحہ مین عن انس رض

اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَهٗ رَوَاهُ اَبُوْ

دَاوٗدَ وَالنَّسَائِىُّ روایت ہی انس رض سی مقرر نبی صلعم نی قنوت پڑہی مہینے بہر پہر

چہوڑ دیا اسکو نکالا اسکو ابو داود اور نسائی نی اور اسی کی ۴۰۴ صفحہ مین ہے

عَنْ اَبِىْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِىِّ رض قَالَ قُلْتُ لِاَبِىْ يَا اَبَتِ اِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ

خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ صلعم وَاَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِىٍّ

هٰهُنَا بِالْكُوْفَةِ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ سِنِيْنَ اَكَانُوْا يَقْنُتُوْنَ قَالَ اَىْ

بُنَىَّ مُحْدَثٌ اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِىُّ وَالنَّسَائِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ روایت ہی

ابی مالک اشجعی رض سی کہا پوچہا مینی اپنی باپ سی البتہ نماز پڑہی تمنی رسول الله

صلعم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رض کی یہان کوفہ مین قریب پانچ

برس کی کیا قنوت پڑہتی تہی تو کہا او سی اے میری لڑکی یہہ بدعت نکالا اسکو

ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور تیسیر الوصول کی ۲۲۲ صفحہ میں ہی قنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم شہراً بعد الرکوع فی صلوۃ الصبح وفی روایۃ ابی داود والنسائی قنت شہراً ثم ترکہ قنوت پڑہی رسول صلعم نے مہینہ بہر بعد رکوع کی صبح کی نماز میں اور روایت میں ابو داود اور نسائی کی ہی کہ قنوت پڑہی حضرت نے ایک مہینہ پہر چہوڑ دیا اوسکو **اٹھواں سوال** حنفی جو نماز میں دہنا پانو اوٹہا کر بائیاں پانون بچہا کر بیٹہتی ہیں اس کے کیا دلیل ہی **جواب** حدیث مشکوۃ شریف کی ۷۸ صفحہ میں عن عائشہ رض قالت کان رسول اللہ صلعم یفرش رجلہ الیسری وینصب رجلہ الیمنی رواہ مسلم روایت ہے عائشہ رض سے کہا بچہاتی تہی رسول اللہ صلعم بائیاں پانون اپنا اور کہڑا رکہتی تہی دہنا پانون اپنا نکالا اسکو مسلم نے اور تیسیر الوصول کی ۲۲۳ صفحہ میں ہی عن علی بن عبد الرحمن قال صلیت الی جنب ابن عمر رض فقلبت الحصی فقال لا تقلب الحصی وافعل کما رایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم یفعل قلت وکیف رایت رسول اللہ صلعم یفعل قال ہکذا ونصب الیمنی واضجع الیسری الحدیث روایت ہی علی ابن عبد الرحمن سے کہا نماز پڑہی میں ابن عمر کی پہلو کی طرف سو سرکائیں میں نے کنکریاں کہا مجکو ابن عمر نے نہ سرکا کنکریاں اور کر تو جیسا دیکہا میں نے رسول اللہ صلعم کو کرتے پوچہا میں نے کس طرح دیکہا تم نے رسول اللہ صلعم کو کرتے کہا اس طرح اور کہڑا کیا دہنی پانون کو اور بچہایا بائیں کو آخر حدیث تک اور اوسی صفحہ میں ہی عن وائل ابن حجر رض قال افترش رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رجلہ الیسری ورفع یدہ علی فخذہ الیسری ونصب الیمنی روایت ہی وائل ابن حجر رض سے کہا بچہایا

رسول اللہ صلعم کی اپنا بائیان پاؤن اور اوٹہایا اپنا ہاتہ اپنی داہنی ران پر اور
اوکہڑا کیا داہنا پاؤن اور اسی کتاب کی ۲۲۳ صفحہ مین ہی عن عبد اللہ
بن عبد اللہ بن عمر رض قال انما سنة الصلوة ان
تنصب رجلك اليمنى وتثني اليسرى اخرجه البخاري ومالك والنسائي
روایت ہی عبد اللہ عمر رض کی وہ کہتی ہی کہا ابن عمر نی سنت نماز مین یہی ہی کہ کہڑا
رکہی تو اپنا داہنا پاؤن اور بچہا دی بائیان نکالا اسکو بخاری اور مالک اور نسائی
وفي رواية النسائي ان تنصب القدم اليمنى واستقباله باصابعها
القبلة والجلوس على اليسرى اور ایک روایت مین نسائی کی سنت ہی
کہڑا کرنا داہنی قدم کو اور برابر رکہنی اوسکی انگلیونکو قبلہ کی طرف اور بیٹہنا بائین
قدم پر **سوال** حنفی نماز مین جو سجدہ کرتیکی وقت پہلی گہٹنون کو
زمین پر رکہتی ہین بعد اوسکی ہاتون کو اور سجدہ سی اوٹہتی وقت پہلی ہاتون کو
زمین سی اوٹہاتی ہین بعد اوسکی گہٹنون کو اسکی کیا دلیل ہی **جواب** حدیث
ہی تیسیر الوصول کی ۱۲۲ صفحہ مین عن وائل بن حجر رض قال كان النبي
صلعم اذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه واذا نهض رفع يديه
قبل ركبتيه اخرجه اصحاب السنن وفي اخرى لابي داود واذا نهض
نهض على ركبتيه واعتمد على فخذيه روایت ہی وائل رض سی کہا تہی
نبی صلعم جب سجدہ کرتی رکہتی اپنی گہٹنون کو پہلی اپنی ہاتون کی اور جب کہڑی
ہوتی اوٹہاتی اپنی ہاتہ پہلی اپنی گہٹنون کی نکالا اسکو اصحاب سنن یعنی
ترمذی نسائی ابو داود نی اور دوسری روایت مین ابو داود کی اور جب
اوٹہتی حضرت اوٹہتی اپنی گہٹنون پر اور زور دیتی ہاتون کا اپنی زانو پر اور اوسکی

صحیح میں ہی عن ابن عمر رض نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ان یعتمد الرجل علی یدیہ اذا نہض من الصلوۃ منع فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ بوجہ دیوے آدمی اپنی ہاتون پر کہڑی ہونے کی وقت نماز مین اور
مشکوۃ کی شرح فارسی مین شیخ عبد الحق دہلوی نے جو لکہا ہی اوسکا ترجمہ یہ ہے
ابن خزیمہ کی صحیح مین ہی کہ جب حضرت سجدے مین جاتے تہی گہٹنون سی شروع کرتے
اور ابن ابی وقاص اور ابو سعد خدری کی حدیث مین آیا ہی کہ ہم رکہتی تہی ہاتون
کو پہلی گہٹنون کی پہر حکم ہوا کہ رکہین اپنی گہٹنون کو پہلی ہاتون کی **سوال**
سوال حنفی نماز مین جو پہلی رکعت اور تیسری رکعت کی سجدے کی بعد بغیر
بیٹہنے اور بدون ٹیک لگائے ہاتون سی زمین پر اوٹہتی ہین اسکی کیا دلیل ہے
جواب حدیث ہی تیسیر الوصول اور لمعات التنقیح مین عن ابی ہریرۃ رض
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینہض فی الصلوۃ علی
صدور قدمیہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوٹہتی تہی نماز مین اپنے پیرون کی سرون
پر یعنی اونگلیون کی جڑ پر یعنی بغیر بیٹہنے اور بدون ٹیک لگائے ہاتون سی زمین پر
اور کافی مین ہی ان النبی علیہ السلام کان اذا رفع راسہ من السجود فی
رکعۃ الاولی والثالثۃ نہض علی صدور قدمیہ جب سر اوٹہاتی حضرت
اپنا سجدے سی پہلی اور تیسری رکعت مین اوٹہتی پیرون کی اونگلیون کے جڑ پر اور فتح
القدیر اور شرح مختصر الوقایہ اور لمعات التنقیح مین ہی اخرج ابن ابی شیبۃ
عن ابن مسعود رض انہ کان ینہض فی الصلوۃ علی صدور قدمیہ
ولم یجلس واخرج نحوہ عن علی رض وکذا عن ابن عمر وابن زبیر
وعن عمر رض ولنخرج عن الشعبی کان عمر وعلی واصحاب رسول

النبي صلى الله عليه وسلم ينهضون في الصلوة على صدور اقدامهم واخرج

النعمان بن ابي عياش ادركت غير واحد من اصحاب رسول الله صلى

الله عليه وسلم فكان اذا رفع راسه من السجدة الثانية في الركعة

الاولى والثالثة نهض كما هو ولم يجلس نقلا ابن ابي شيبة نے ابن مسعود رض

سے مقرر روایت کی ہے اونچے ہی نماز میں اپنی پیرون کی او انگلیون کی جڑ پر اور نہ بیٹھتی تھے

اور نقلا ایسا ہی علی رض سے اور ایسا ہی ابن عمر اور ابن زبیر اور عمر رض سے اور

نقلا نعمان ابن عیاش نے پایا مین بہت سے اصحاب کو رسول خدا صلی الله

علیہ وسلم کی سو جب اوٹھاتے اپنا سر دوسرے سجدے سے پہلی رکعت اور تیسرے

رکعت مین اوٹھتی جس حال مین تھی اور نہ بیٹھتی **گیارہوان سوال** حنفی

جو رمضان مبارک مین تراویح کی نماز مین بیس رکعت نماز پڑھتی ہین اسکی کیا

دلیل ہے **جواب** ما ثبت بالسنہ مین لکہا ہی بیہقی نے روایت کی سند

صحیح سے انهم يقومون على عهد عمر رض بعشرين ركعة وفي عهد عثمان

وعلي رض مثله یعنی صحابہ رسول صلی الله علیہ وسلم کی قیام کرتی ہی یعنی پڑہتی

ہتی حضرت عمر رض کی خلافت مین بیس رکعت اور حضرت عثمان اور حضرت علی کے

وقت مین بہی اسی طرح اور علمای حرمین یعنی مکہ اور مدینہ کی عالمون کا ہمیشہ

سے اسی طور پر عمل چلا آتا ہی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح فارسی مین

مشکوۃ شریف کی جو لکہا ہی اوسکا ترجمہ یہہ ہی اور ابن شیبہ نے ابن عباس رض

سے روایت کی ہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم نے جو نماز پڑہی بیس

رکعتہ تہی اور بعد حضرت کے عمر رض کی خلافت تک اسی طور پر حال گذرا

کہ ہر کوی گہر مین اپنی پڑہتا یا مسجد مین اور جب کچھ زمانہ حضرت عمر رض

کی خلافت کا گذرا تب انہون نے لوگون کو جمع کروایا یعنی اسی بیس رکعت کو جماعت
سے پڑہنے کو حکم فرمایا اور نہایۃ المراد مین جامع الجوامع سے منقول ہے کہ التراویح
مؤکدۃ ومن لم یرہا سنۃ مؤکدۃ فہو رافضی یقاتل لمن لا یری
الجماعۃ قال اہل السنۃ والجماعۃ انہا سنۃ رسول اللہ صلعم صلاہا
لیلتین وقد صلاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ بعشر
تسلیمات ثم ترکہ مخافۃ ان تجب وکان لرسول اللہ صلعم واصحابہ حرص
فی قیام اللیل کان الرجل منہم یصلی مائۃ رکعۃ واکثر وکذا فی
زمن ابی بکر رض فلما ظہر الکسل فی زمن عمر رض خاف ان
یندرس فالصحابۃ اتفقوا معہ علی ان یصلوا الجماعۃ وزینوا
المساجد بالقنادیل ولم یکن علی رض حاضرا فلما رای الجماعۃ
والقنادیل قال اقام اللہ امر عمر کما اقام سنۃ نبینا فثبت
وصح ان النبی صلعم صلاہا عشرین رکعۃ وفی الخبر سنۃ
مؤکدۃ باجماع الصحابۃ تارکہا مبتدع غیر مقبول الشہادۃ وہی
سنۃ للرجال والنساء یعنی نہایۃ المراد مین جامع الجوامع سے جو حدیث کے
معتبر کتاب ہے منقول ہے کہ نماز تراویح سنت موکدہ ہے اور جو کوئی اسکو سنت موکدہ
اعتقاد نکرے تو وہ رافضی ہے مقاتلہ کیا جاویگا اوسکے ساتھ جیسا جماعت کو سنت
موکدہ نجاننے والے کے ساتھ اور اہل سنت وجماعت نے کہا ہے کہ یہہ تراویح سنت
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے پڑہا تہا حضرت نے اوسکو دو رات اور بے شبہہ
حضرت نے تراویح پڑہی بیس رکعت دس تسلیمات سے پہر چہوڑ دیا اوسکو خوف سے واجب ہو
جانیکی یعنی اگر واجب ہوجاتی تو امت پر مشکل پڑجاتی اور تہا رسول اللہ صلی

الله علیہ وسلم اور انکی اصحاب کو تراویح کی نماز پڑہتی مین رمضان کی راتکو کوی اونمین سی اٹہ رکعت پڑہتا اور کوی زیادہ اور اسی طرح زمانی مین ابوبکر رض کی پڑہتی رہی پہر جب سستی ظاہر ہوی عمر رض کی زمانہ مین ڈری اس سنت کی چہوٹنی سی تب اصحابون نی عمر کی ساتہ اتفاق کیا اس بات پر کہ تراویح کے نماز کو جماعت سے پڑہین اور مسجد کو قندیلون سی آرایش کرین اور اوسوقت حضرت علی حاضر نہ تہی پہر جب اونہون نی جماعت اور قندیلین دیکہین فرمایا الله تعالی قایم رکہی عمر کی کامون کو جیسا اونہون نی قایم کیا ہمارے نبی کی سنت کو بس ثابت اور صحیح ہوا حضرت نی تراویح کی نماز بیس رکعت پڑہی اور بہت جو کتاب معتبر ہی اونمین لکہا ہی کہ تراویح سنت موکدہ ہی صحابہ کی اجماع سے اور ترک کرنیوالا اوسکا بدعتی گواہی اوسکی قبول نہو گی اور وہ سنت ہی مردون اور عورتون کی حق مین کیونکہ جب خلفای راشدین نی اس نماز تراویح مین اہتمام اور التزام کیا تو ہر شخص کے حق وہ سنت موکدہ ہو گئی کہ جیسی سنت پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم کے امت پر سنت ہے ویسی ہی سنت خلفای راشدین کی ہر کسی کے حق مین سنت ہے جیسا کہ مشکوۃ کی باب الاعتصام مین لکہا ہی عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ لازم پکڑو اپنی اوپر یہہ سنت ہماری اور سنت ہمارے سب خلیفون کی کہ رشد اور ہدایت پای ہوی ہین اور چنگل مارو ان سب سنتون پر اور سخت پکڑو ان سبکو والتوفیق

ابی بارہوان **سوال** حنفی جو وتر کی نماز مین تین رکعت پڑہتی ہین اسکی کیا دلیل ہی **جواب** حدیث ہی تیسیر الوصول کی فصل صلوۃ الوتر مین وعن عبد العزیز بن الجریج قال سألنا عائشۃ رضی الله عنہا

السوال الرابع

۱۷

هل يجوز للمقلد اذا وصل اليه حديث يخالف ظاهره مذهب ذلك المقلد ان يترك مذهبه ويعمل على ظاهر الحديث وان لم يعلم ان ذلك الحديث منسوخ او مصروف عن ظاهره او صحيح او ضعيف ويخفى ذلك [illegible]

اَیِّ شَیْءٍ کَانَ یُوْتِرُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ کَانَ
یَقْرَءُ فِی الْاُوْلٰی بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَفِی الثَّانِیَۃِ بِقُلْ یٰاَیُّہَا الْکٰفِرُوْنَ
وَفِی الثَّالِثَۃِ بِقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ اَخْرَجَہٗ اَصْحَابُ السُّنَنِ
عبد العزیز بن جریج نے کہا کہ سوال کیا مینے حضرت عائشہ رض سے کہ کن سورتوں سے
وتر پڑھتی تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تب عائشہ رض نے فرمایا کہ حضرت پڑھتے تھے
وتر کی پہلی رکعت مین سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسرے مین قل یا ایہا
الکافرون اور تیسرے مین قل ھو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب
الناس کو۔ اس حدیث کو ترمذی اور نسائی اور ابو داود نے اور اوسی تیسیر الوصول
مین ہی وعن عائشۃ رض کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسلم
رکعتی الوتر اخرجہ النسائی حضرت عائشہ رض سی روایت ہی کہ پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم سلام نہین پھیرتے تھے وتر کی دو رکعت مین یعنی وتر کی نماز مین دو رکعت
کے بعد سلام نہین پھیرتے بلکہ تینون رکعتون کو ایک ساتھہ پڑھتے تھے اور ہدایہ اور تبیین
الحقائق اور سفر السعادت مین ہی روت عائشۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کان یوتر بثلٰث وحکی الحسن اجماع السلف علی الثلث روایت
ہی عائشہ رض کہ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑھتے تھے تین رکعت اور حسن بصری سے
حکایت ہے کہ اگلے لوگون کا اجماع ہے وتر کی تین رکعت ہونے پر اور تبیین الحقائق
مین ہی اَنَّہٗ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُوْتِرُ بِثَلٰثِ رَکَعَاتٍ یَقْرَءُ فِی
الْاُوْلٰی بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَفِی الثَّانِیَۃِ بِقُلْ یٰاَیُّہَا الْکَافِرُوْنَ وَفِی الثَّالِثَۃِ
بِقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑھتے تھے
تین رکعت پہلی رکعت مین سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسرے مین قل

یا ایہا الکافرون اور تیسری مین قل ہو اللہ احد اور رکوع کی پہلی دعا قنوت پڑہے
اور اسی طرح عبد الرزاق مین بہی لکہا ہی **تیرہوان سوال** حنفی علما کی نزدیک
وہ سب حدیثین جو اوپر کی جوابون مین لکہی گئی ہین نماز کی افعال کی دوسرے
حدیثون کی بہ نسبت جو دوسرے مجتہدون کی مذہب کے موافق ہین حدیث کے راویون
اور اونکی تحقیقات کی روسی صحیح اور غیر منسوخ ہین یا نہین **جواب** یہہ سب
حدیثین جو اوپر لکہی گئی ہین حدیث کی معتبر کتابون سے منقول ہین اور اونکے
جمع کرنیوالون نے اپنی اوپر یہہ لازم کر لیا ہی کہ جو حدیث صحیح پاوی اوسیکو اپنے
کتاب مین لکہا پہر دوسرے علما اور محدثین اور فقہای معتبرین نے بہی اون
حدیثون کو جو تحقیق کیا تو صحیح اور معتبر پایا پہر اسی واسطے ان حدیثون کو فقہ
کی کتابون مین بہی داخل کیا اور فقہ کی مسئلہ پر اون حدیثون کو دلیل گذرانا چنانچہ
جتنی حدیثین کہ سابق مذکور ہوئی ہین ہر ایک کتاب حدیث اور فقہ کی سند
اور تعیین مقام کی ساتہہ لکہا گیا ہی جسکو شبہہ ہو تو ان کتابون سی ملا لے مثلا
امام زیلعی نے تخریج احادیث الہدایہ مین لکہا ہی کہ روایت کیا ہی حدیث آہستہ
آمین کہنے کو امام احمد حنبل اور ابو داود اور طیالسی اور ابو یعلی نے اپنی مسندین اور طبرانی نے
اپنی معجم مین اور دار قطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین انہ صلے
اللہ علیہ وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
قال امین و اخفی بہا صوتہ اور کہا کہ یہہ حدیث صحیح الاسناد ہی بلکہ جو حدیث
کہ امین پکار کر کہنی مین وارد ہی اور امام شافعی رح اوسی دلیل لاتی ہین اوسکو
یحیی ابن معین نے کہ سردار محدثون کی اور شیخ اور استاد ہین امام محمد بخاری
کی جیسا کہ تیسیر الوصول کے خطبہ مین لکہا ہی ضعیف کہا ہی جیسا کہ امام عینی

19

نی تبیین الحقایق مین لکہا ہی قَالَ الشَّافِعِيُّ يَحتَجُّ لَنَا عِندَ الجَهرِ بِالقِرَاءَةِ بِحَدِيثِ وَائِلٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ آمِين وَمَدَّ بِهَا صَوتَهُ وَمَا رَوَاهُ ضَعَّفَهُ يَحيَى ابنُ مَعِينٍ وَذَكَرَ بَكرُهُم حُجَّتَهُ اور شیخ ابن ہمام نی کہ تمام محدثون کی نزدیک معتمد علیہ مین فتح القدیر مین اس حدیث کو معلول کہا ہی اور اسی طرح سے وہ حدیث جس مین مذکور ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی صرف پہلی تکبیر مین رفع یدین کیا پہر اور تکبیرون کی وقت نہین بلکہ ارسال فرمایا ترمذی وغیرہ نی اسی حسن کہا ہی جیسا کہ شیخ عبد الحق دہلوی نی مشکوٰۃ شریف کی ترجمہ اور سفر السعادت مین لکہا ہی کہ ترمذی گفت حدیث ابن مسعود حسن است اور اسی طرح بڑی بڑی محدث علماؤن نی اس حدیث کو روایت اور تصحیح کی ہی جیسا کہ ابو داود نی اور امام محمد نی موطا مین اور دار قطنی نی اپنی سند مین اور طبرانی نی اور امام احمد نے اور طیالسی نے اور ابو یعلی نی اور حاکم نی اور اگر کسی شافعی المذہب نے اپنی تحقیق کی رو سی یا اپنی مذہب کے رعایت سی یا تعصب سے یا اس جہت سے کہ جس سے اوسنی سنا تہا یا جسکی وسیلہ سی اوسکو پہنچا تہا وہ راوی معتبر نہ تہا اس سبب سے اوسکو ضعیف کہا ہو تو یہہ کہنا اوسکا کچہہ معتبر نہین ہی اگر ہو تو اوسکی حق مین اور اوسکی زعم مین ضعیف ہو گا اسوا سطے کہ اوستاد اوسکا ضعیف تہا ہمارے علماے محدثین اور فقہای محققین کی نزدیک تو معتبر اور صحیح اور ثابت ہی کیونکہ اون کی استاد جس سے اونہون نی سنا تہا وہ سب عادل اور فقیہ تہی اور سب علماء حنفی کا ان سب حدیثون پر عمل ہے پس بے شک ان کی نزدیک یہہ حدیثین غیر منسوخ ہین اسواسطی کہ منسوخ پر عمل کرنا جائز نہین بلکہ علماء حنفی کی نزدیک حدیث پکار کر آمین کہنی

کی منسوخ ہی جیسا کہ عنایہ اور نہایہ اور کفایہ میں کہ شہر میں مسلمانوں کے
مشہور ہی اور بڑی معتبر کتابیں ہیں لکہا ہی قال عبد الله بن مسعود
رضی ترک الناس لبحکی بالنافیۃ ما ترکی الا علیہم بالنسخ یعنی
لوکوں نی شور کرکی امین کہنا چہوڑ دیا اور نہیں چہوڑا اوسکو مگر جبکہ یقین حاصل
ہوا اونکو اوسکی منسوخ ہونی پہ اور اسی طرح سی حدیث رفع یدین کی بہی منسوخ
ہی جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نی شرح سفر السعادۃ میں لکہا ہی اور
ہدایہ اور فتح القدیر اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور عنایہ میں ابن زبیر رضی سی روایت
ہی کہ قال مہ یا ہذا فان ہذا شی فعلہ النبی صلعم ثم ترکہ
یعنی مکر رفع یدین اپنی قلالی کیونکہ اس رفع یدین کو حضرت نبی صلی الله علیہ وسلم
نی پہلی کیا تہا پہر چہوڑ دیا اور کفایہ اور نہایہ اور کافی اور شرح سفر السعادۃ
میں عبد الله ابن مسعود رض سی روایت ہی رفع النبی صلی الله علیہ
فرفعناہ وترکہ فترکناہ یعنی حضرت نبی صلی الله علیہ وسلم نی جب رفع یدین
کیا تہا ہم نی بہی کیا تہا اوسی اور جب چہوڑ دیا ہمنی بہی چہوڑ دیا اوسی ⁂

چودہوان سوال اگر کوئی ظاہر میں حنفی کہلاوی اور حقیقت میں
کسی امام کا مقلد نہو پہر وہ ان حدیثون کی برخلاف عمل کری اور اونکو صحیح
سمجہانی اور دوسری حنفیونکو برخلاف اونکی سکہاوی اور دوسری حدیثونکو
اون حدیثون کی بہ نسبت صحیح غیر منسوخ سمجہی اور دوسرونکو سمجہاوی
اور لوگونکو فقہ کی کتابون سی بد اعتقاد کر داوی اور یون کہی کہ قرآن اور
حدیث میں جو پاؤ عمل کرو فقہ کی بات نہ سنو اور تقلید کسی کی خصوصا مذہب
حنفی کی نکرو اور حنفی علما کی فتوی اور اتفاق کو نہ مانو اور اوسکی سبب لوگوں

سخت اختلاف اور بڑی لڑائی پڑی اور اپسمین ایک دوسرے کی توہین اور تحقیر
کری بلکہ اکثر علما حنفی اور کتب حنفی کی اہانت کری اور اونکی حق مین کلمہ حقارت کا
کہی تو وہ حقیقت مین اکثر حنفی علما کا بلکہ تینون اماموں کا مخالف ہوا اور اون
پہلی علما کو بہ نسبت اپنی کم علم اور کم سمجہہ اور حقیر سمجہا یا نہین اور ایسی حرکت سے
اوسکی یہہ جو سیکڑون برس سی علماؤن کی دین محمدی مین چار مذہب حقہ قرار دیکر
متفق ہوگئی تہی اور جمعیت باندہی تہی اوسی اس اتفاق اور جمعیت کو توڑ کر لوگون
کو خصوص عوام مسلمانون کو ہدایت سے باز رکہا اور گمراہ بنایا یا نہین **جواب**
تیرہوین سوال کے جواب یہ ظاہر ہی کہ وہ سب حدیثین علماء حنفی کی نزدیک صحیح اور
غیر منسوخ ہین پس جو کوی انکو غلط سمجہی او صحیح غیر منسوخ نجانی اور اون پر عمل نکری
وہ شخص البتہ علماء حنفی کا مخالف ہوا پہر جب وہ مقلد کسی کا نہو تو بلاشبہہ سب کا مخالف
ٹہیرا اور ظاہر ہی کہ جب وہ کسی امام کی تقلید نہین کرتا اور اون حدیثون کو صحیح اور
غیر منسوخ نہین سمجہتا بلکہ اپنی گمان مین خلاف اوس کی بوجہتا ہی بلکہ وہ اور
حنفیون کو اون حدیثون پر عمل کرنیسی باز رکہتا ہی اور برخلاف اوس کے سمجہاتا
ہی اور ترغیب دیتا ہی اور اونسی بد اعتقاد کرواتا ہی تو پہلی تمام اون پہلے
علما کو اپنی بہ نسبت کم علم اور کم سمجہہ اور حقیر جانتا ہی او بےشبہہ مسلمانون کے
جمعیت اور اتفاق کو توڑتا ہی اور لوگون کی دل مین شک اور تردد ڈالتا ہے
اور عوام کو اس راہ مستقیم سی پہیرتا ہی اور اون علما سے بداعتقاد کرواتا ہی اور
جب عوام اوس کی ایسی باتون اور حرکتون سی اور برخلاف سمجہانی سی علمای
حنفی اور اونکی کتابون کو برا کہتی اور اون کی حقارت کرتی ہین اور اونکی
مقلدون کو برا جانتی ہین تو بیشک وہ لوگون کو ہدایت سے باز رکہنی والا ہوا اور گمراہ بنانے

والا ہیر اولیلیین اسکی اکی آتی ہین **ہندرہوان سوال** اس گروہ
کا جب حال ہی کہ حنفیون کی جماعت سی دور رہتی ہین اور جن جن مسجدون مین
یشی ہماری جماعت حنفیون کی ہوتی ہی حاضر نہین ہوتی خصوصا جس مسجد مین
کہ منفی علما حاضر ہون نہین جاتی اور اون کی اقتدا نہین کرتی بلکہ اوس جماعت
کو چھوڑ کر اپنی گروہ کی ساتھہ ہو کر دوسری جماعت کرتی ہین اور لوگون کو بہی
اسی طرح سیکہاتی ہین اور ائمہ حنفیہ کو برا کہتی ہین اور اونکی اور اونکی کتابون
کی حقارت کرتی ہین اور دوسرون سی بہی کرواتی ہین اور انکی مقلدون کو برا کہتی
ہین اور اکثر مسایل مین فقہ کی خلاف کرتی ہین اور حنفیون کو اونکی خلاف مذہب
کی باتین سکہلاتی ہین اور اونکی مذہب کی اہانت اور فقہ کی مسایل کی حقارت
اور اپنی زعم کی موافق اعتراضات کرتی ہین اور اونکو علمای حنفی اور کتاب فقہ
سی بداعتقاد کرواتی ہین اور اون سی اور دوسری حنفیون سی لڑواتی ہین
اور اونکی آپسمین خلاف اور جدال اور فتنہ اور فساد ڈالتی ہین اور عداوت اور
کینہ اونکی اقربا اور دوستون مین ڈلواتی ہین یہان تک کہ اونکی آپسمین مہنا اور
کہنا اور بیٹہنا اور ایک جماعت مین نماز پڑہنی بالکل موقوف ہو جاتی ہی اور علما جب
اونکو وعظ اور نصیحت کرتی ہین کہ ایسی فتنہ اور فساد کو چھوڑ دو اور ایسی افعال سی
باز آؤ تو وہ گروہ ہرگز اس سی نہین پھرتی بلکہ اور زیادہ ضد اور تکرار کرتی ہین
اسی طور کی بہت سی گفتگوئین کرتی ہین اور بہت سی کام کرتی ہین کہ تفصیل کو
اونکی ایک دفتر چاہی بلکہ متعذر ہی تو یہہ سب افعال اور اقوال اون کی شرع
شریف مین قبیح اور برا اور وہ لوگ مفسد ہین اور قران اور حدیث مین ایسی
افعال اور اقوال کی مذمت اور برائی مذکور ہی یا نہین اور جسکو قوت اور قدرت

ہو جیسا حاکم یا نایب اوسکا تو ایسی مفسدون کو سزا دینی اور جسکو اس قدر لیاقت ہو تو ایسی شخص کو نصیحت کرنی اور جسکو اسکی بہی قدرت ہو تو ایسی شخص سے احتراز کرنا اور کنارے رہنا اور دلسی برا جاننا لازم ہی یا نہین

جواب اون لوگون کا جب یہہ سب احوال ہی تو بیشک سب افعال اور اقوال اون کی قبیح اور شنیع اور وہ لوگ دین مین مفسد ہین اور قران اور حدیث مین اس طرح کی افعال اور اعمال کی بہت مذمت آئی ہی اور بادشاہ اور نایب کو اونکی سزا دینی اون لوگو اور جسکو قدرت ہو تو اونکو نصیحت کرنی اور باقی مسلمانون کو ایسی گروہ سی احتراز اور کنارہ کرنا اور اونکی ساتھہ صحبت نرکھنی اور اونکو دلسی برا جاننا لازم اور واجب ہی جیسا کہ اللہ تعالی نی قران شریف مین تیرہوین سیپارہ کی نوین رکوع مین فرمایا ہے قال وَالَّذِينَ يَنقُضُونَ الی اٰخرہٖ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ یعنی جو لوگ فساد ڈالتی ہین ملک مین ایسی لوگ اونپر لعنت ہی اور اونکو ہی برا گہر اور بیسوین سیپارہ کی گیارہوین رکوع مین لکہا ہی قال اللہ تعالی وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ یعنی اور نہ چاہ فساد ملک مین مقرر اللہ نہین دوست رکہتا ہی فساد ڈالنی والون کو اور دوسری سیپارہ کی نوین رکوع مین ہی وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور اللہ تعالی دوست نہین رکہتا فساد کو اور جامع الاصول مین ہی عن عرفجۃ رضی قال رأیتُ رسولَ اللّٰہِ صلعم عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّهَا سَتَكُونُ بَعْدِي هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ فَمَنْ رَأَيْتُمُوهُ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ أَوْ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ كَائِنًا مَنْ كَانَ فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّ يَدَ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْمُفَارِقِ لِلْجَمَاعَةِ يَرْكُضُ اخرجہ مسلم روایت ہی عرفجہ رضی سی کہا دیکہا مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو منبر پر خطبہ پڑھتی سو فرمایا حضرت نے نزدیک ہے کہ میری پیچھے بڑی بھول
بھیلیگی سو جبکو دیکھو تم کہ وہ جدا ہوا جماعت سے یا وہ ارادہ کرتا ہے تفرقہ ڈالنے
کا محمد کی امت میں جو کوئی ہو مار ڈالو تم اوسکو کیونکہ بیشک اللہ کا ہاتھ ہے جماعت
پر اور مقرر شیطان ساتھ ہے جدا ہونے والے کی ہتو کرتا ہوا لیکن اسقدر
جاننا چاہیے کہ ایسی شخص کو مار ڈالنا حاکم کو پہنچتا ہے دوسری کو نہیں کیونکہ
اس میں فساد اور زیادہ ہوگا اور مشکوۃ باب الاعتصام میں وعن ابن عمر
رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ
فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ روایت ہے ابن عمر رض سے کہا فرمایا پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانوں کی یعنی اکثر علما جس
طرف ہوں اون کی متابعت کرو کیونکہ جو شخص دور رہا جماعت سے اور نکلا
اجماع سے جمہور علما کے توڑ الا جاویگا وہ جہنم کی آگ میں وعن ابن عمر رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی
ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی کہا ابن عمر
نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک خدا تعالی نہیں جمع کرتا ہے میری
امت کو گمراہی پر یعنی ہماری امت جس بات پر اتفاق کریگی وہ حق اور ثواب ہوگا
خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے یعنی اللہ تعالی جماعت کا نگہبان اور مددگار ہے جو
کوئی جماعت سے نکلیگا اور اونکی طریقہ کو چھوڑیگا پڑیگا یا ڈالا جاویگا جہنم
کی آگ میں اور مشکوۃ کی باب الامر بالمعروف میں ہے عن ابن سعید
الخدری رض عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا
فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ

وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ رَوَاہُ مسلم پیغمبر خدا علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوی
تم مین سی دیکھی بری کام کو تو چاہی کہ تغیر دیوی اوسکو اور باز رکھی اوسکو اپنے
ہاتہہ سی یعنی مارنی اور توڑنی اور کرنی سی جس طرح سی ہو سکی اگر قدرت رکہے
اوسکی پہر اگر ہاتہہ سی قدرت نہ رکہی تو زبان سی تغیر دی یعنی منع کری اور ڈرائے
اور سخت کہی اگر اوسکی قدرت رکہی پہر اگر قدرت رکہی پہر اگر زبان سی بہی طاقت
نہ رکہی تو دل سی اوسکو تغیر دیوی یعنی دل سی اوسکو برا جانی اور اوس سی دور
رہی اور اوس سی صحبت نہ رکہی اور خالی دل سی برا جاننا ضعیف تر ایمان کا ہی
یعنی ادنی درجہ ایمان کا یہہ ہی کہ دل سی تو برا جانی اور اسی باب مین ابو بکر صدیق
رض سی روایت ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی مَا مِنْ قَوْمٍ یُّعْمَلُ
فِیْهِمْ بِالْمَعَاصِیْ ثُمَّ یَقْدِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْ یُّغَیِّرُوْا ثُمَّ لَا یُغَیِّرُوْنَ اِلَّا یُوْشِكُ
اَنْ یَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ یعنی نہین ہی کوی قوم کہ کئی جاوین اونکی درمیان برے
کام پہر وہ قوم قدرت رکہین دفع کرنی پر اوسکی پہر اوسکی ساتہہ اوسکو دفع نکرین
تو نزدیک ہی کہ گہیر لیوی ان سب کو عذاب خدا کا اور مشکوۃ کی جلد رابع کی ۱۹۲
صفحہ مین باب الامر بالمعروف مین لکہا وعن ابی ثعلبة فی قوله تعالٰی عَلَیْکُمْ
اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ
سَاَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم فَقَالَ بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا
عَنِ الْمُنْکَرِ حَتّٰۤی اِذَا رَاَیْتَ شُحًّا مُّطَاعًا وَّهَوًی مُّتَّبَعًا وَّدُنْیَا مُؤْثَرَةً
وَّاِعْجَابَ کُلِّ ذِیْ رَاْیٍ بِرَاْیِهٖ وَرَاَیْتَ اَمْرًا لَا بُدَّ لَکَ مِنْهُ فَعَلَیْکَ نَفْسَکَ
وَدَعْ اَمْرَ الْعَوَامِّ فَاِنَّ وَرَآءَکُمْ اَیَّامَ الصَّبْرِ فَمَنْ صَبَرَ فِیْهِنَّ کَانَ کَمَنْ
قَبَضَ عَلَی الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِیْهِنَّ اَجْرُ خَمْسِیْنَ رَجُلًا یَّعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِهٖ قَالُوْا

يا رسول الله اجر خمسين منهم قال اجر خمسين منكم رواه الترمذي
وابن ماجة روایت ہی ابی ثعلبہ سی تفسیر مین اس آیت کی علیکم انفسکم سو کہا
ابی ثعلبہ نی سن رکھو قسم خدا کی مقرر مینی پوچھا ہی اس ایت سی پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کو کیا چھوڑ دین ہم اس آیت کی لحاظ سی امر معروف اور نہی منکر
کرنا فرمایا حضرت نی چھوڑو بلکہ لوگون کو اچھی باتین بتاؤ اور بری باتون سی روکو
یہان تک کہ دیکھی تو ای سننے والی بخل کی صفت کو آدمیون مین کہ اوسکی اطاعت
کی جاتی ہی اور دیکھی تو خواہش نفس کو کہ اوسکی پیروی کی جاتی ہی اور دیکھی تو دنیا
کو کہ اختیار کی جاتی ہی آخرۃ پر اور دیکھی تو اچھا جاننا اور بہتر سمجھنی ہر ایک سمجھ
والی کو اپنی سمجھ اور اپنا مذہب اور رجوع نکرنا عالمون کی طرف بلکہ آپ ہی فتوا
اپنی خاطرخواہ اور اپنی سمجھ کے موافق دینا اور دیکھی تو ایسی کام کو کہ جس سے
تو الگ نہین ہو سکتا یعنی ایسا کوی کام برا لوگون مین رواج پایا ہو کہ اگر تو لوگون کو
روکنا اختیار کری تو تیری اختیار پر تیری طبیعت اوپر رجوع کری اور اوس مین جا پڑی
یا مطلب یہہ ہی کہ ایک کام ضروری تجھی درپیش ہو کہ جسکی تجھکو احتیاج ہی اور اوسکو
چھوڑنا مشکل ہی سو اگر امر اور نہی لوگون کو کری تو اوسمین خلل واقع ہوتا ہی یا مراد
یہہ ہی کہ تجھکو کچھ چارہ اور اختیار اوسپر نہو یعنی تو لوگون کو منع نکر سکتا سو بس
ان باتون پر لحاظ کرکی اپنی تئین سنبہال اور بچا رکھ آپ کو بری کامون سی اور
چھوڑ دی عوام لوگون کو اور الگ ہو جا اونسی اور اونکی کامون کی پکڑ نکر کیونکہ
مقرر آگی زمانی مین ایسی دن تمہاری سامنی آنی والی ہین کہ جسمین تمکو صبر کرنا
چاہی انا للہ وانا الیہ راجعون پہر جسنی صبر کیا اون دنون مین گویا اوسنی
آگ کی چنگاریان ہاتہ مین لین ایسی وقت مین شریعت کی حکم پہ چلنی والے

کو پچاس آدمیون کی برابر ثواب ہی کہ جو اوسکی عمل کی برابر عمل کرتی ہیں اور
اس وقت میں ہمیشہ نہیں ہیں اور اس زمانی میں ہیں نہیں عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ
اوس شخص کو کیا ثواب ملیگا پچاس آدمیون کا جو اونمیں سی ہیں فرمایا نہیں بلکہ
پچاس آدمیون کا ثواب جو تم میں سی ہیں روایت کیا اس حدیث کو ترمذی اور ابن
ماجہ نی یہہ عبارت فارسی شرح سی شیخ عبد الحق دہلوی کی ترجمہ کیا گیا ہی اور چوتھے
جلد شرح فارسی مشکوۃ شریف کی باب اشراط الساعۃ میں ۳۰۳ صفحہ کی درمیان
یہہ حدیث ہی عن جابر بن سمرۃ رض قال سمعت النبی صلعم
اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ کَذَّابِیْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ روایت ہی جابر سی کہا سنا
میں نی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتی تھی مقرر پیدا ہونگی قیامت کی قریب جھوٹی
لوگ سو بچیو تم اون کی برائیون سی اور مراد جھوٹون سی یا وہ لوگ ہیں جو حدیثیں
بنا لیتی ہیں اور بناتی ہیں یا وہ لوگ ہیں جو دعوی پیغمبری کا کرتی ہیں یا وہ
لوگ ہیں جو نئی باتیں دین میں ظاہر کرتی ہیں اور اپنی خواہش اور بری اعتقاد کو
اصحابون سی اور اگلی بزرگون سی نسبت دیکر اپنی دل میں گمان کرتی ہیں کہ
راہ حق اور سنت کا طریق یہی ہی اسی بنیاد میں رکھتی ہیں الحاصل یہہ ترجمہ
شیخ عبد الحق دہلوی کی فارسی شرح مشکوۃ شریف کا اور پہلی جلد باب الاعتصام
میں ہی عن ابی هریرة رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
یَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ
تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ
رواہ مسلم روایت ہی ابو ہریرہ رض سی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نی ہونگی آخری زمانہ میں فریب کرنوالی جھوٹی یعنی ایک گروہ ہونگی

گمراہ اپنی تئین کراوینگی فریب سی عالمون اور بزرگون اور نیک کارون اور فقیرون
کی صورت بناکر لوگون مین ظاہر ہوینگی تاکہ اپنی جھوٹھ کو ملک مین پھیلادین اور
لوگون کو جھوٹی مذہب اور بری راستی کی طرف بلاوین اور لاوینگی تمہارے
پاس حدیثین کہ نہ تم نی سنی انہین نہ تمہارے باپ دادا نی اور مراد اون حدیثون
سی یا حدیثین پیغمبر خدا صلعم کی ہین یا عام ہی دوسری آدمیون کی بھی باتون کو
سو دور رکھو تم آپ کو اون سی اور دور رکھو اونکو آپ سی اس لئی کہ کہین گمراہ
نکرین تمکو اور فتنہ اور فساد مین نہ ڈالدین تمکو مراد اس سی یہہ ہی کہ دین کی مسایل
سیکھنی مین خوب احتیاط کرو اور نئی مذہب والون سی اور جن باتون پر اگلی اچھی
سب مسلمان نہون اون سی الگ رہو خصوصا ان لوگون سی جو آدمیون کو بدعت
کرنیکی فریب سی اپنی طرف جھکاتی ہین مثلا سنت کے بہانی سی بری طریقی کی طرف رجوع
کراتی ہین مثنوی مولوی روم قدس سرہ **نظم** چون بسی ابلیس آدم روی ہست
پس بہر دستی نباید داد دست * حرف درویشان بدزدد مرد دون * تا بخواند
بر غبی آن فسون * کار صیاد آورد بانگ صفیر * تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر *
یہہ ترجمہ فارسی شرح مشکوۃ کا ہی اور مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی عن
علی رض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یُوشِکُ اَنْ یَاْتِیَ
عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُهٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ
اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِیَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدٰی عُلَمَاؤُهُمْ شَرُّ
مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِیْهِمْ تَعُوْدُ
رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ یعنی قریب ہی کہ اویگا آدمیون پر ایک زمانہ کہ باقی نہین
رہیگا اسلام سی مگر نام اوسکا اور باقی نہین رہیگا قران سی مگر لفظ اور خط اوسکا

مسجدین اونکی ظاہر مین آباد ہونگی لیکن ویران ہونگی ہدایت سے عالم سب اونکی
بدتر ہونگی اون سی جو آسمان کی نیچی ہین فتنہ دین کا اونسی نکلیگا اور
پہر اونہین کی طرف پہریگا اور مشکوۃ فارسی کی چوتہی جلد باب اشراط الساعۃ
کی ۱۴۳ صفحہ مین ہی وعن ابی ہریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اذا اتخذ الفیء دولا والامانۃ مغنما والزکوۃ
مغرما وتعلم لغیر الدین واطاع الرجل امراتہ وعق
امہ وادنی صدیقہ واقصی اباہ وظہرت الاصوات فی المساجد
وساد القبیلۃ فاسقہم وکان زعیم القوم ارذلہم
واکرم الرجل مخافۃ شرہ وظہرت القینات والمعازف
وشربت الخمور ولعن اخر ہذہ الامۃ اولہا فارتقبوا عند
ذلک ریحا حمراء وزلزلۃ وخسفا ومسخا وقذفا وایات
تتابع کنظام قطع سلکہ فتتابع رواہ الترمذی روایت ہی ابوہریرہ رضؓ
سی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ جب ٹہیر الیوین لوٹ کی مال کو
دولت یعنی دولت مند اور منصب والی لوگ لوٹ کی مال کو کہ شرعی حکم سی
تمام غازیون کا حق اوس مین متعلق ہی اپنی قابو مین لیکر آپسمین حصہ کر
لیوین اور غریب اور مستحق کو اوس سی محروم رکہین اور سمجہا جاوی امانت کو غنیمت
یعنی جو چیز امانت رکہی جاوی کسی کی پاس اوسمین خیانت کرین اور اوسکو
بجای لوٹ کی مال کی جو کافرون سی ہاتہ لگتا ہی اپنا حق سمجہین اور سمجہا
جاوی زکوۃ کو ڈاڑ یعنی زکوۃ کی دینی سی لوگون پر اس قدر سختی گذری
گویا ظلم ہے اور ڈاڑ باندہ سی اون کی پاس سے مال لیا جاتا ہی اور سیکہا

بجاویں علم دین کی واسطی اور شریعت کی حکومت کی پھیلانی کی اور اللہ تعالی
کی جناب میں نزدیکی حاصل کرنیکی لئی بلکہ دنیا سمیٹنی کو اور عزت اور نام بڑائی کو
اور دنیا کی بہبود اور دین سی طلب کرنیکو اور تابعداری کری مرد اپنی عورت کی ایسی
بات میں جس میں دین کی مصلحت نہو اور نہ اللہ تعالی کی فرمودہ کی موافق او ر
دکھہ دیوی آدمی بی وجہ شرعی کی اپنی ماکو اور ملاپ رکھی اپنی آشنا سی اور
کنارہ پکڑی اپنی باپ سی اور ظاہر ہو دین آوازین اور بیہودہ باتیں مسجدون میں
جیسا اس زمانی میں رایج ہوائی اور سرداربنی اپنی گروہ کا وہ شخص جو اونمین
بدکار ہوا اور کارہ باری اور مستمد بنی اپنی قوم کا کہ لوگ سب اپنی کامون میں اسکی
طرف حاجت لیجاوین جو اونمین کمینہ ہوا اور بزرگی اور تعظیم کی جاوی کسی آدمی
کی اوسکی برائی کی ڈرسی مثلا ایک ظالم بدکار حکومت پاوی اور غالب ہو جاوی پہر
لوگ لاچار ہو کر اوسکی ڈرسی تعظیم کرین اور اوسکی تابعداری بجالاوین اور
علانیہ بڑہی پہرین لوگون مین گانی والی عورتین اور اون مین ملجاوین اور ظاہر
ہون بجانیکی چیزین جیسی ڈہولک طنبور ستار وغیرہ اور پیجاوی شراب اور نشہ
کی چیزیں اور لعنت کرین اوس امت کی پچہلی لوگ اگلون پر یعنی پچہلی اگلون
پر طعن کرین اور اونکو بد کہین اور کلمہ حقارت کا کہین اور اوسکی پیروی سے
انکار کرین اور اونکی تقلید کو برا جانین اور اوسکو عار سمجہین جب ایسا کیا تو گویا
اون پر لعنت بہیجی جیسا کہ خارجی اہل بیت کو اور رافضی لوگ اصحاب رسول اللہ
اور اونکی بعد کی لوگون پر لعنت کرتی ہین اور اونکو برا جانتی ہین سو منتظر رہو تم
جب یہہ باتین ظاہر ہو دین سرخ ہوا کی اور زمین مین زلزلہ ہونی کی اور اوسکی
دہس جانی کی اور آدمیون کی صورت بدل جانی کی دوسری صورتون

اور پہر کرنی کی آسمان سی اور قیامت کی علامتون کی کہ ایک پہر ایک ظاہر
ہونگی جس طرح جواہر کا ہار جو گوندہا ہوا ہی اور پہر ٹوٹ گیا اور جواہر اوسکی گرنی
لگی ایک کی بعد ایک روایت کیا اسکو ترمذی نی

سولہوان سوال

اگر کوئی شخص مسایل شرعیہ مین حنفیون کی ساتہہ جدال کری مثلا وہ روایت
فقہ کی رد مین کوئی حدیث لاوی تب اوس کی جواب مین کہا جاوی کہ وہ حدیث
ضعیف ہی فلانی محدث نی اوسکو ضعیف کہا ہی تو کہی کہ پیغمبر خدا کا قول
بہی کہین ضعیف ہوتا ہی پہر جب اوسکی جواب مین کہا جاوی کہ حدیث ضعیف
اوسکو کہتی ہین کہ جسکی راوی مین کچہہ خلل ہو اور اگر یقین ہو کہ یہہ کلام فی الحقیقت
پیغمبر خدا علیہ السلام کا ہی تو پہر ضعیف ہونا اوسکا محال ہے نعوذ باللہ من
ذلک تو پہر وہ کبہی چپ رہے کبہی اس بات کو چہوڑ کر دوسرا مسئلہ ذکر کرے
کبہی اور کچہہ بات درمیان مین لاکر شور و غل مچاوی کبہی اوس محدث پر
طعن و تشنیع کری اور اسی طرح سے جب فقہ کی ہدایت سی کہا جاوی کہ آمین
شور سی کہنا اور رفع یدین کرنا رکوع کی ارادہ کی وقت مثلا مکروہ ہی تب کہی کہ
پیغمبر خدا کا فعل کیسے مکروہ ہوتا ہی اگر وہ مکروہ ہی تو پیغمبر خدا نی کیون مکروہ کام
کیا تہا تو ہم پہر کیا چیز ہین پہر جب اوسکی جواب مین کہا جاوی کہ یہہ مکروہ ہمارے
حق مین ہی اسواسطی کہ آمین آہستہ کہنا سنت موکدہ ہی تو پہر شور کی کہنی مین
وہ سنت موکدہ ترک ہوتی ہی اس لئی ہمارے حق مین مکروہ ہوگیا اور ایسے
ارسال یعنی رکوع کی ارادی کی وقت ہاتہہ نیچی کو ڈالنا سنت موکدہ ہی تو پہر
اوپر کو ہاتہہ اوٹہانی سی وہ سنت موکدہ چہوٹتی ہی اسواسطی ہماری حق مین
مکروہ ہوا پہر وہ اس جواب کی سننی کی بعد اوسی طرح کی حرکات کری اور اور

کی جواب مین کچہہ غور نکری اور اسی طرح سی جب اوسکو کہا جاوی کہ امین
زور سی کہنا اور رفع یدین کرنا منسوخ ہے تو کہی کہ اگر منسوخ ہوتا تو
امام شافعی رح کیون عمل کرلی تب اوسکی جواب مین کہا جاوی کہ منسوخیت اسکی
امام ابو حنیفہ کی تحقیق کی رو سی ثابت ہی اگر یہہ منسوخیت امام شافعی رح کو
معلوم نہوی اور حدیث ناسخ اونکو نہ پہنچی تو اوسمین کچہہ خلل نہین امام شافعی
رح کچہہ عالم الغیب نہی کہ سب حدیث اور سب احکام شرع کی اون کو معلوم
ہوتی اور اسی کی زعم کی موافق کہا جاوی کہ رفع یدین اگر سنت ہوتا تو کیا
امام اعظم عمل نکرتی باوجود اس بات کی کہ زمانا امام اعظم کا بہت قریب تہا حضرت
کی زمانہ سی اور تحقیق انکی سب سے زیادہ تہی اگر سنت ہوتا تو اونکو معلوم نہو
تو پہر جو جواب تمہارا تہی وہی جواب ہمارا ہی پہر اس جواب کی بعد بہی سابق کی
طرحسی واہی تباہی باتین کہی اور اسی طرحسی جب کوئی مسئلہ فقہ کی خلاف لوگون
مین ظاہر کری تب اوسکو کہا جاوی کہ یہہ مسئلہ فقہ کی کتاب کی خلاف ہی تو
کہی کہ فقہ کی کتاب کی مسئلہ پہ کیا اعتماد ہی اوسکو تو آدمی نی بنایا ہی اس مسئلہ
کو حدیث مین دکہلا دیتے اوسکو جواب دیا جاوی کہ اس مسئلہ کی دلیل یہہ حدیث
فلانی فقہ کی کتاب مین ہی تو کہی کہ فقہ کی حدیث پہ کیا اعتماد ہی اسکو تو فقہا نے
لکہا ہی حدیث کی کتاب مین بتلاو جسکو محدثون نی جمع کیا ہی پہر جب کہا جاوی
کہ یہہ حدیث طحاوی یا طبرانی یا رزین یا مستدرک یا موطا محمد یا مسند امام ابو
حنیفہ مین ہی تب یون کہی کہ ہم ان سب کو نہین مانتی ہین وہ حدیث صحاح
ستہ میں دکہلاؤ پہر جب اوسکو بتایا جاوی کہ وہ حدیث ترمذی مین مثلا ہی
تب کہی کہ وہ حدیث ضعیف ہی اوسکو تو ابوداود نی ضعیف کہا ہی پہر

جب اوسکی جواب مین یون کہا جاوی کہ اس حدیث کو مجتہدون نی اور بہت سے
فقہانی صحیح غیر منسوخ کہا ہی ہر ایک محدث کا اوسکو ضعیف کہنا اون سب مجتہدون
اور فقہا کی مقابل مین کچھہ اعتبار نہین رکہتا ہی پر وہ شخص یہہ جواب سنکر بہی سابق کی
طرح لایعنی اور بی معنی بکتا ہی تو اب علما سی سوال کیا جاتا ہی کہ یہہ جواب کہ اوس
شخص کی سوالات مین لکہی گئی ہین صحیح ہین یا نہین اور جو کوئی اس طرح سے
سوالات بنا کری اور اوس کی بی جواب جو سابق سب کو دی چکی نہ سنی اور
اپنی جدال اور نزاع سی باز نآوی اور اپنی ضد اور ہٹ پر اڑا رہی اور اس حدیث
کو جسکو امام اعظم نی اور ہزارون فقہانی صحیح اور غیر منسوخ کہا ہی نہ مانی اور
اونکی تحقیقات پر اعتماد نکری اور فقہ کی کتابون کو نہ مانی اور فقہای محدثین کی جمع
کرنی پر اعتماد نکری بلکہ کلمہ حقارت کا کہی اور اس حدیث قوی کی مقابل مین دوسرے
محدث کی کتاب سی کہ جسکا حال اوپر کی صفحہ مین مذکور ہوا خلاف پر دلیل لاوے
اور اونکی مقلدون کو اونکی پیروی سی باز رکہی اور بیچارے عوام کو شک مین ڈالے
بلکہ مذہب حنفی سی بد اعتقاد کروادی اور امام اعظم کی تقلید سی چھوڑوا دیوے
اور اسی طرح کی بی معنی شبہ اور بیجا اعتراض کہ اوپر کی صفحون مین مذکور ہو چکا
جاہلون کی سامنی بیان کری اور اونکو سکہلاوی اور جواب اوسکا نہ مانی تو
وہ گروہ دین مین جدال اور خصومت ڈالنی والا اور ضال اور خود گمراہ اور
لوگون کو گمراہ بنانیوالا ہی یا نہین **جواب** دی سب جوابات کہ اوس شخص کی
سوالات مین دی گئی ہین سب درست اور راست بلا کم و کاست ہین ان سب
جوابون کی صحت و حقیقت مین کچھہ شک اور شبہ نہین ہی اور ایسا شخص جس کا
احوال سوال مین مذکور ہوا ظاہر حال اور قال سی اوسکی واللہ تعالی اعلم ہے

حقیقت حال یہ ہی اوسکی جبکہ اہل خصومت اور جدال اور ضلال اور خود گمراہ
ہی اور لوگونکو گمراہ بنانیوالا اور حدیثون سی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ وہ شخص
جدالی مثل مشرکین کی اہل جدال سی ہی اور آیہ شریف وَمَا ضَرَبُوهُ لَكَ
إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ کی مورد کی جنس مین داخل ہی جیسا کہ مشکوۃ
کی اول جلد باب الاعتصام ۱۱۲ صفحہ مین لکہا ہی وعن ابی امامۃ رض
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى
كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أُوتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْآيَةَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ
رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ روایت ہی ابو امامہ رض سی کہا فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نی گمراہ ہوئی کوئی قوم بعد راہ پانی کی کہ جسپر وہ تہی مگر
جبکہ دی گئی اونکو جدل اور جدل کی معنی دشمنی اور لڑنی اور جہگڑا
اور یہہ اپنی طریق کی جس سے مشہور اور جاری کرین جہوٹی مذہب کو اور
گرادین سچی بنیاد کو پہر پڑہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی آیت ما ضربوہ آخر
تک اس آیت کی نازل ہونی کا سبب یہ ہے کہ جب فرمایا اللہ تعالی نے
إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ مقرر تم اور سوا
اللہ کی جس چیز کو تم پوجتی ہو سب لکڑی ہین جہنم کی شرک کرنیوالے خوش ہوے
اور دہوم مچائی اور کہنی لگی کہ ہمارے بت کچہہ عیسی عم سی بہتر نہین ہین
اور عیسی عم جو معبود نصارا کی ہین اگر اس آیت کی حکم سی دوزخ مین جاوین
گی تو ہم راضی ہین کہ ہمارے معبود بہی انکے ساتہہ رہین اس مقام مین فرمایا
ہی کہ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ یعنی یہہ بحث

مذهبنا صواب يحتمل الخطاء ومذهب مخالفينا خطاء يحتمل الصواب

جو کافرون کی تیری ساتہہ کی ہی ہنین کی اونہون نی کفر جہگری اور ضد اور شرارت
کی روی کیونکہ لفظ ما تعبدون کا صنم کو شامل ہنین ہو سکتا اس لیئے کہ کلمہ
ما کا عقل والون کی لئی ہنین ہی جبر کی معنی ہین مقرر ہی جسکے معنی جو چیز
اور کلمہ من کا عقل والون کے لئے مقرر ہے جس کے
معنے جو شخص اور یہہ لوگ جانتی ہین کہ عرب کی لغت ہین اسی طرح پر آیا ہے
باوجود اسکی صرف ضد اور شرارت سی اور اپنی طریق کی پہچہ کر کی یون کہتے
ہین اور روایت ہی کہ ابن زبعری نی یہہ بحث کیے تہی حضرت نے فرمایا اسکو
کہ افسوس ہے تیری بوجہہ پر کیا اچہا نادان ہی تو اپنے قوم کی زبان سے

ستروان سوال اگر کوی حدیث کہ جسپر عمل حضرت امام اعظم کا ہوا ہو
اون کی بعد ہزارون محدثین اور فقہا اور علما نی اوس حدیث کو صحیح غیر
منسوخ کہا ہو اور اوسی کی موافق عمل کرتی چلی آی ہون اور فقہ کی کتاب
ہین بہی مندرج ہو پہر اوسی حدیث کو اور کسی محدث نی جو امام کا مقلد نہو ضعیف
کہا ہو یا دوسری حدیث اوس کی خلاف کسی حدیث کی کتاب ہین ملی تو
اوس حدیث ہین کچہہ شبہہ یا خلل ہو گا یا ہنین اور اس حدیث کی موافق عمل
کرنی ہین کچہہ نقصان ہی یا نہین **الجواب** اس بات کا جواب موقوف
ہے اس بات کی جانتی پر کہ پہلی درمیان مجتہد اور فقیہ اور محدث کی فرق
جانی اور وہ فرق یہہ ہی کہ مجتہد کا مرتبہ بلکہ فقیہ کا رتبہ زیادہ ہی اس سے
جو صرف محدث ہی اس واسطی کہ مجتہد وہ شخص ہے جو سب آیات احکامی
کو اور اوسکی معانی اور تفاسیر اور تاویلات اور شان نزولات اور تمام
اقسام اوسکی جیسا اصول کی کتابون ہین مفصل لکہا ہی خوب یاد رکہتا

سو اور سب احادیث احکامی اور اسکی سند کو اور سب راویون کی احوال
کو اور معانی اور مرادات اور تاویلات کو اچھی طرح تحقیقات کیا ہو جیسا کہ
جواب مین سوال عمل بالحدیث کی بطور مثال کی چند امور مذکور ہونگی اور سب تمام
احادیث احکامی کی جیسا کہ شروح مین کتب احادیث کی مذکور ہی ہر حدیث
کو مفصلا جانتا ہو اور اوسی یاد ہو اور سب احکام اجماعی کو بھی یاد رکھتا ہو
اور قوت تمام اور استعداد کمال قیاس کی نکالنی کی بھی رکھتا ہو اور فقیہ اوسکو
کہتی ہین کہ احکام شرعی عملی کو اونکی دلیل کی ساتھ جانتا ہو یعنی ہر مسئلہ
کو اوسکے دلیل سے قران شریف یا حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
یا اجماع یا قیاس سی جانتا ہو اور ہر ایک دلیل کی معنی اور مراد اور تاویل کو
خوب تحقیق کیا ہو اور محدث وہ شخص ہی کہ صرف احادیث کی عبارت کو
جیسا سنا جمع کیا ہو معنی اور مراد اور محل اور تاویل اوسکی جانتا ہو یا نہین اور
احکام عملی کو دلیلون سی جانی یا نجانی جیسا کہ بہت سے محدثون کا یہی حال
تہا پہر جب کسی مجتہد اور فقیہ نی جس حدیث کو صحیح کہا ہو تو اور کسی محدث
کا اوسکو ضعیف کہنا کچہہ معتبر نہین ہی خصوصا جیسی مجتہد امام اعظم رح جنکا
زمانہ حضرت کی پیغمبر خدا علیہ السلام کی زمانہ سی بہت نزدیک تہا اور وہ تابعین
مین سی اتنی بہت سی حدیثین اونہون نی صحابی سی سنین تہین اور بہت سے
تابعین سی جیسا کہ در مختار کی خطبی مین ہی سو اونہون نی جس حدیث کو صحیح
غیر منسوخ کہا ہی اور بعد اونکی ہزارون فقیہون نی بہی جو اس حدیث کو تحقیق
کیا تو جیسا امام اعظم رح نی فرمایا تہا ویسا ہی پایا تب اونہون نی بہی اپنی کتابون
مین درج کیا اور فقہ کی مسئلہ پر اوس حدیث کو دلیل لائی تو اب اہل حدیث

کی صحیح غیر منسوخ ہونے میں کسی طرح کا شک شبہہ نہیں رہا پھر اونکی بعد کوئی ایسی
محدث جو امام سے بہت بڑے تھے اور درمیان اونکی اور حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے
ایک ایک دو دو واسطے راویوں کے بلکہ زیادہ گذرے اور اونکا مرتبہ اجتہاد
کا جیسا کہ امام اعظم کا تھا نہ تھا بلکہ قریب بھی نہ تھا بلکہ اونکو فقاہت میں بھی ایسا
کمال نہ تھا جیسا کہ فقہای حنفی کو علم فقہ میں تبحر تھا اگر اونھوں نے اپنی مذہب کے
رعایت کی راہ سے یا تعصب کے روسے یا اپنی تحقیقات کے لحاظ سے یعنی جن راویوں
کے وسیلہ سے اونکو وہ حدیث پہنچی وہ لوگ اونکی نزدیک معتبر نہ تھے اگر اس حدیث
کو ضعیف کہا تو ایسے شخص کا ضعیف کہنا امام اعظم اور ہزاروں فقہا کی صحیح
کہنے کی مقابل میں اون کی مقلد کی حق میں بلکہ ہر منصف کی نزدیک ہرگز قابل
اعتماد کے اور لایق اعتبار کے نہیں ہے اور دوسری بات یہہ ہے کہ جو حدیث فقہ
کی معتبر کتاب میں ہے عمل کے باب میں زیادہ معتبر ہے اوس حدیث سے کہ کتاب حدیث
میں ہے اسواسطے کہ فقہا نے التزام کیا ہے کہ جو حدیث صحیح اور غیر منسوخ ہے فقط اوس
کو فقہ کی کتاب میں درج کرکے ہر مسئلہ پر دلیل لائے ہیں اور جو حدیث ضعیف ہے
اوسکو اکثر تصریح کردیا ہے کہ فلانی حدیث ضعیف ہے اور اگر کوئی حدیث ماول ہے
تو اوسکی تاویل کو دلیل کے ساتھہ بیان کیا ہے اور اگر منسوخ ہے تو اوسکی منسوخیت
کی وجہہ کو لکھا ہے برخلاف محدثوں کے کہ انھوں نے صرف اسی بات کا التزام کیا
ہے کہ جو حدیث کسی معتبر سے سنا اوسکو اپنی کتاب میں جمع کیا پھر وہ اوسکی طرح سے
ضعیف ہو یا ماول ہو یا منسوخ ہو یا نہو جیسا کہ چھہ کتابیں حدیث کی کہ صحاح ستہ
کرکے مشہور ہیں اون میں ان تینوں قسم کے حدیثیں بھری ہوئی ہیں چنانچہ
شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوۃ فارسی کی مقدمہ میں لکھدیا ہے جسکا خلاصہ

ہیہہ ہی اور امام ہمام نے فتح القدیر مین لکہا کہ بسم اللہ پڑہنے کی مسئلہ مین لکہا ہی ہیہ
کوئی ایسی حدیث کہ جسپر امام اعظم مجتہد مقدم کا اور بہت سے مجتہدون اور محدثون
اور فقہا اور فضلا کا عمل ہوا اور اون سبہون نے بالاتفاق اوسکو صحیح غیر
منسوخ لکہا ہو اور فقہ کی کتابون مین بہی وہ مندرج ہوا گر اور کوئی محدث اوسکو
ضعیف کہی یا دوسرے حدیث اس کی مخالف کسی حدیث کے کتاب مین ملی
تو حنفی کی حق مین بلکہ ہر منصف کے کی نزدیک اوس حدیث سابق مین کچہہ
خلل واقع نہوگا اور اوسکی موافق عمل کرنیمین ہرگز نقصان نہین **اٹہارون**
سوال اگر کوئی اصلا رعایت مذہب حنفی کی نکری مثلا ہو یا ہیپ کسی ہو ری
سی نکلتی ہین جو ابو حنیفہ رح کی مذہب مین ناقص وضو ہی وضو نکری یا کہ کسی مذہب
کی رعایت نکری مثلا ذکر کی چہولی سی ہی جو شافعی رح کی مذہب مین ناقص وضو
ہی وضو نکری بلکہ اگر ایک وقت مین یہہ دونون واقع ہون ہرگز وضو نکرے
حاصل یہہ ہی کہ جو مذہب حنفی مین نماز کا مبطل ہو اوسکو کبہی کری اور جو فرض
ہو اوسکو کبہی نکری اور علماء حنفی سے بغض اور عداوت رکہی اور جو
کوئی ابو حنیفہ کا مقلد ہو اوس سے نفرت رکہی سو ایسی کے پیچہی نماز مین اقتدا
جایز ہی یا نہین **جواب** ایسی کے پیچہی ہرگز نماز درست نہین ہی درمختار
فقہ کی کتاب جو بہت معتبر ہی اور حرمین شریفین مین اوسکا درس ہوتا ہی اور
وہان کی علما کا اوسپر بہت اعتماد اور عمل ہے اوسمین لکہا ہی وَمُخَالِفٌ
كَالشَّافِعِيِّ اِنْ تَيَقَّنَ الْمُرَاعَاةَ لَمْ يُكْرَهْ اَوْ عَدَمَهَا لَمْ يَصِحَّ وَاِنْ
شَكَّ كُرِهَ یعنی جو کوئی حنفی مذہب کا مخالف ہو مثلا شافعی تو اوسکا تین

حال ہے اگر یقین ہو کہ وہ حنفی مذہب کی رعایت کرتا ہی یعنی مثلا جو چیز

کہ حنفی مذہب مین اوسکی ساتھ نماز جایز نہین ہی اوس کی وہ شخص احتراز کرتا ہے
تو اوسکی پیچھی نماز مکروہ نہین جیسا کہ مکہ معظمہ مین امام شافعی المذہب کے رعایت کرتی
ہین اور اگر معلوم ہو کہ وہ رعایت نہین کرتا تو اوسکی اقتدا درست نہین اور
اگر اوسکی حال مین شک ہو یعنی ایسی شخص کا حال معلوم نہو کہ رعایت کرتا ہی یا نہین
تو ایسی کی پیچھی نماز مکروہ ہی پہر جب معلوم ہوا کہ جو شافعی مذہب کہ ہماری مذہب
کی رعایت نکری اوسکی اقتدا درست نہین تو جو شخص کہ کسی مذہب کی رعایت نہ
کری تو بلا شبہ اوسکی اقتدا کسی طرح سی ہرگز درست نہووی کی اور فتاوی عالمگیری
مین کہ تمام علماء ہندوستان کی نزدیک وہ بہت معتمد اور معتبر ہی لکھا ہی اَلْاِقْتِدَاءُ
بِالشَّافِعِيِّ قَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ اِذَا لَمْ يَكُنْ مُتَعَصِّبًا اور جامع الرموز میں ہے
لَا بَأْسَ بِهٖ اِذَا لَمْ يَتَعَصَّبْ اَيْ لَمْ يَبْغُضْ لِلْحَنَفِيِّ یعنی شافعی المذہب کے
پیچھی اقتدا مضایقہ نہین اگر متعصب نہو یعنی حنفی لوگون سی بغض نرکھتا ہو پہر
جبکہ کوئی شخص شافعی المذہب کہ حنفی سی بغض رکہتا ہو تو اوسکی اقتدا درست
نہین ہے تو پہر ایسا شخص کہ علمای حنفی سی بغض اور نفرت رکہی ہرگز اوسکی
اقتدا درست نہین ہے بلکہ نماز باطل ہے اور بحر الرائق مین ہی وَاَمَّا الصَّلٰوةُ
خَلْفَ الشَّافِعِيَّةِ فَمُحَصَّلُ مَا فِي الْمُجْتَبٰى اَنَّهٗ اِذَا كَانَ مُرَاعِيًا لِلشَّرَائِطِ
وَالْاَرْكَانِ عِنْدَنَا فَالْاِقْتِدَاءُ صَحِيْحٌ وَاِلَّا فَلَا يَصِحُّ وَلَا خُصُوْصِيَّةَ
لِلشَّافِعِيَّةِ بَلِ الصَّلٰوةُ خَلْفَ كُلِّ مُخَالِفٍ لِلْمَذْهَبِ كَذٰلِكَ جو کوئی
شخص شافعی المذہب اگر رعایت کرتا ہو اون سب شرطون اور رکنون کے
جو ہمارے مذہب مین ہی تو اوسکی اقتدا صحیح ہے اور اگر رعایت
نکرتا ہو تو اوس کی اقتدا صحیح نہین ہے اور یہہ حکم شافعیہ کی حق میں

خاص نہیں ہی بلکہ اسی قسم سی جو شخص کہ حنفی مذہب کا مخالف ہو اوسکی اقتدا کا
یہی حکم ہی اور مولانا عبد العزیز مرحوم نی زاد نجات کی ۱۴ صفحہ مین لکہا ہی کہ جس
شخص کے مذہب مین خلل ہو اوسکی پیچہی نماز جائز نہین **اکیسوان سوال**
سوای صحاح ستہ کی اور کتابین حدیث کی مثل رزین اور طحاوی اور مسند امام ابو
حنیفہ اور موطای امام محمد اور مستدرک حاکم اور بیہقی اور طبرانی وغیرہ علماے
سنت و جماعت اور محدثین کی نزدیک معتبر ہین یا نہین اور صحاح ستہ مین حدیثین
ضعیف اور معلول بہی ہین یا نہین **جواب** اولا جاننا چاہی کہ حضرت پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی قرآن کی لکہنی اور جمع کرنیکو فرمایا تہا پہر ہر ایک اصحاب
نی اپنی سمجہہ اور یاد کی موافق قرآن شریف کو جمع کیا تہا لیکن ترتیب اور تقدیم
و تاخیر مین اختلاف تہا پہر بعد حضرت کی سب صحابیون نی اتفاق کرکی ایک
طور پر مقرر کیا اس سبب سے کلام الہی ایک جگہہ جمع ہوا اور اوسمین اختلاف نہ رہا
بخلاف احادیث کی کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی نہ لوگون کو جمع کرنیکو
حکم فرمایا اور نہ صحابہ نی ملکر جمع کیا بلکہ بعد اونکی بہت پیچہی لوگون نی کہ بعضے
اون کی فاضل تہی اور بعضی صرف لکہنی جانتی تہی الگ الگ اونہون نے
اپنی یاد کی موافق اور جیسے جسقدر لوگون سی سنا ایک جگہہ جمع کرکے
ایک کتاب بنائی سو اس لئی احادیث مین بہت اختلاف واقع ہوا اور سب
احادیث ایک جگہہ مین جمع نہوئین اور اسی جہت سی صحاح ستہ جو حدیث
کی چہہ کتابین لوگون مین مشہور ہین اون کی آپس مین بہی بہت اختلاف ہے
اور اون مین سب قول اور فعل حضرت کی جمع نہین ہین بلکہ ان چہہ کتابون
کی سوا بہت سے کتابین حدیث کی ہین اور جیسی وہ چہہ کتابین معتبر ہین ویسی

وہ یہی ہیں جیسی مسند امام ابو حنیفہ اور موطا امام محمد اور کتب امام محمد اور آثار امام محمد اور رزین اور طحاوی اور طبرانی وغیرہ اور اس قدر جاننا بہت ضرور ہے کہ یہہ چہہ کتابیں جنہیں صحاح ستہ کہتے ہیں اون میں سب حدیثیں صحیح نہیں ہیں بلکہ انمیں حدیثیں ضعیف اور معلول بہی ہیں جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ فارسی کی مقدمہ میں لکہا ہی اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکہا کہ بسم اللہ پڑہنی کی مسئلہ میں لکہہ دیا ہی اور عبارت فتح القدیر کے یہہ ہی لَيْسَ حَدِيْثٌ صَرِيْحٌ فِيْ جَهْرِ التَّسْمِيَةِ اِلَّا وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَلِهٰذَا اَعْرَضَ عَنْهُ اَرْبَابُ الْمَسَانِيْدِ الْمَشْهُوْرَةِ فَلَمْ يُخَرِّجُوْا شَيْئًا مِنْهَا مَعَ اشْتِمَالِ كُتُبِهِمْ عَلٰى اَحَادِيْثَ ضَعِيْفَةٍ **بیسوان سوال** حدیث میں آیا ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میری امت میں تہتر فرقہ ہونگی اونمیں سی بہتر ناری اور ایک ناجی اس سی معلوم ہوا کہ ہر فرقہ محمدی کہلاوی گا اور کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلعم کو اپنی دلیل ٹہیراویگا سو اب اوسکی کیا وجہ ہی کہ ایک فرقہ ناجی اور باقی سب ناری باوجودیکہ ہر ایک اپنی دانست میں کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کی موافق عمل کرنیکا دعوے رکہتا ہی **جواب** یہی جانا جاتی کہ ایک فرقہ سنت کا اور بہتر فرقی اون کے سوا سب قرآن اور حدیث سی دلیل لاتی ہیں اور اپنی خیال میں اوسی پہ عمل کرتے ہیں باوجود اس بات کی ایک گروہ اونمیں سی سنت وجماعت کا ناجی اور باقی بہتر جہنمی ہیں اسکا سبب یہی ہی کہ اہل سنت وجماعت کا طریق یہہ ہی کہ جو بات ظاہر حدیث سے ثابت ہوئی اوسپر عمل واجب جانتی ہیں اگرچہ اوس کی حقیقت بالکل عقل میں نہ آوی بلکہ اگر اونکی عقل یا خواہش نفسانی کی خلاف اوسکے

جلد کرتی تو بہی عقل اور خواہش کی پیروی نہین کرتی سنت کا اتباع اپنی اوپر
لازم اور واجب جانتی ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جس بات پر
اتفاق کرین اوسکو بجان ودل قبول کرلتی ہین اگرچہ اجماع اونکی کسی کے عقل
یا خواہش کی برخلاف ہو یا اوسکا دل اوسی ناخوش ہو برخلاف اور گروہون
کی جیسی رافضی خارجی معتزلہ کا انکا یہہ طریقہ ہی کہ جو قران وحدیث مین آیا ہی
اگر اونکی عقل کی موافق اور خواہش کے مطابق ہو تو جلد لیتی اوسکو قبول کر
لیتی ہین اور اگر مخالف ہوا تو قران وحدیث کے تاویل کرلتی ہین ہرگز نہ اوسپر
اعتقاد کرلیتی نہ عمل مین لاتی بلکہ اپنی عقل ناقص اور نادانی اور خواہش نفسانی
کی پیروی کرکی جس بات کو اونکی عقل قبول اور خواہش اونکی پسند کرتی اوسی
اعتقاد اور عمل رکہتی ہین اور اوسپر قران یا حدیث سی تاویل کرکے ہو یا کیسے
حیلہ اور فریب سی ہو دلیل لاتی ہین اور اسی طرح اوسی اجماع کو مانتی ہین جو
اونکی عقل اور خواہش کی موافق ہو اور جو برخلاف ہو تو اوس کی تاویل
کرلتی ہین اور کبہی اہل اجماع پر طعن وتشنیع کرتی ہین اور خلاف پر اوسکے
دلیلین ضعیف ہون یا قوی ظاہر ہون یا تاویل سی ہون گذرانتی ہین اسی
واسطی اہل سنت وجماعت اون لوگون کو اہل ہوا کہتی ہین یعنی خواہش نفسانی
کی پیروی کرنیوالی چنانچہ رافضیون نی نِسَآءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ
أَنَّىٰ شِئْتُمْ ایہ قران کی معنو مین خواہش نفسانی کو دخل دیکر شیطان کے
بہکانی سی سیاق وسباق کلام اللہ پر لحاظ نکرکی اندہی بن کی حکم کیا کہ عورت
کی دبر مین بہی دخول کرنا جائز ہی اور معتزلہ نے عذاب قبر کی حقیقت سے جو اونکی
عقل مین نہ آئی وجود یہہ احادیث صریح اور صحیح اوسمین وارد ہین منکر ہوگئی

اہل سنت وجماعت اسپر ایمان لاکر قایل ہوی اور اوسکی کیفیت کو علم الہی پر
چھوڑا کہ عقل آدمی کی اوس کی دریافت سی عاجز ہی اور قوم رافضی حضرت ابو
بکر رض کو خلیفہ برحق نہین جانتی ہین باوجود اسکی کہ تمام صحابہ کا اونکی خلافت
پر اجماع تہا لیکن چونکہ اونکی خواہش کی مطابق نتہا اس اجماع کو نہین مانتی
ہین اور حضرت صدیق کو اور جو اوس اجماع کی بانی اور مددگار تہی اون کو
برا جانتی ہین اور یہ کہتی ہین الغرض سوای اہل سنت وجماعت کے کہ فرقہ اہل
حق یہی ہی اور فرقون نی شرع کی احکام مین اپنی عقل اور خواہش کو دخل دیا
اسواسطی وہ جہنمی ہوی نعوذ باللہ منہا اور انہی لوگون نی سنت اور جماعت
کی پیروی کی اس لئی وہ جنتی ہوی اللہم ثبتنا معہم فی الدنیا والآخرۃ

الیسوان سوال اس زمانہ مین اگر کسی گروہ کا حال بعینہ ان لوگون
کا سا ہووی یعنی اپنی عقل اور اپنی سمجھ اور اپنی خواہش کو مسایل شرعیہ مین
دخل دیوین اور مجتہدین سلف کے تقلید اور پیروی نکرین اور علما کی اجماع
کو بلکہ تمام اہل اسلام کی اتفاق کو نہ مانین اور اوسکو حق نہ سمجہین اور سواد اعظم
یعنی بڑے جماعت کے تبعیت نکرین بلکہ اپنی رای پر چلین اور اوسکو رواج
دیوین اور جو حدیث کہ اونکی خواہش کی موافق ہو اوسپر تو عمل کرین اور
جو برخلاف ہو اوسکو نہ مانین یا اوس کی تاویل کرین مثلا جب وہ قوم کہین
کہ عمل ہمارا قران اور حدیث پر ہی تب اونسی کہا جاوی کہ بہت سے حدیثون
مین صاف آیا ہی کہ مسلمانون کی اجماع کی پیروی کرو اور خلاف اوس کے
ہرگز عمل مین نلاؤ بلکہ یون ہی آیا ہی کہ جس بات پر اکثر مسلمان اور بڑے
جماعت ہون آدمی کو لازم ہی کہ جو اوس کی خلاف کریگا جہنم مین پڑیگا

جیسا کہ یہہ حدیث مشکوۃ شریف کی باب الاعتصام کی ۲۲ صفحہ میں موجود ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَا
يَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ روایت ہی ابن عمر سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نی بیشک اللہ جمع نہیں کرتا میری امت کو گمراہی پر اور اللہ کا ہاتھ ہے
جماعت پر اور جو کوئی جدا ہوا وہ جا پڑا دوزخ میں وَعَنْهُ قَالَ اتَّبِعُوا السَّوَادَ
الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ رواہ ابن ماجہ اور اونہیں ابن عمر رض
سی روایت ہی پیروی کرو بڑی جماعت کے سو مقرر لوگ ہی کہ جو جدا ہوا جماعت
سی وہ گرا آگ میں وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ عَنْ عُنُقِهِ
رواہ احمد روایت ہی ابی ذر رض سی کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نی کہ جسنی جدا کیا جماعت کو ایک بالشت بہر پس نکالی اوسنی ڈوری اسلام کے
اپنی گردن سی پہر تمام علما بلکہ تمام امت کا اتفاق اسپر ہے کہ جسکا مرتبہ مجتہد کا نہو
بلکہ اکثر علماؤں نی یوں لکہا ہے کہ اس زمانے میں اگرچہ کسی کا مرتبہ اجتہاد کو پہنچی تو
بہی اوسپر لازم ہی کہ ایک طریقہ ان چار مذہبوں سی اختیار کرلی ان چار کے
خلاف نکری اور کوئی نیا مذہب نکالی اور کسی مذہب کے پیروی سوا ان کی نکرے
چنانچہ اگلی سوال میں مسلم الثبوت اور فتوی سی علمای حرمین شریفین سے کے
اور فتوی سی مولانا محمد اسحق اور مولانا عبد العزیز اور شیخ عبد الحق دہلوی کے
کی اور اشباہ و نظایر اور نہایۃ المراد وغیرہ کی تحریر سے ظاہر ہوگا سو تم
اوسپر کیوں نہیں عمل کرتی ہو سب اس کی جواب میں کہی جیسے تہا دین

کبھی اوس حدیث کی تاویل کریں کبھی اجماع پر طعن کریں اور کہیں کہ بہت سے مسلمان
تو تعزیہ داری اور شرک اور بدعت بھی کرتے ہیں تو کیا یہہ سب بھی درست ہو جاویگا
نعوذ باللہ منہم کہاں افعال جہلا اور اہل بدعت اور اہل شرک اور کہاں اجماع علما
الغرض علما کی اجماع کو ایسی ایسی افعال مشرکین اور جہال کی ساتھہ تشبیہ دیکر بیچارے
عوام کو علما کی اجماع سے بد اعتقاد اور بدگمان کراویں اور کبھی اوس حدیث کو ضعیف
کہیں اور کبھی حدیث کی معنی اور کچھہ اپنی دل سے ٹہیرا کر کے عوام کو بہکاویں
دوسرے مثال یہہ کہ جب اونکو کہا جاوے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو مسلمانوں
میں فتنہ اور فساد ڈالے اور اون کی جماعت میں تفرقہ کروا دے تو اوسکو قتل کرو
وہ بہت برا شخص ہے جیسا کہ اس مضمون کی حدیث اگلی سوالات کی جواب میں
مذکور ہوئی سو تم مسلمانوں کی گروہ میں فساد اور تفرقہ کیوں ڈالتے ہو اور
اللہ تعالی نے تو منافقوں کی حال میں یوں فرمایا ہے وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا
فِي الْأَرْضِ یعنی جب اونکو کہا جاتا ہے لوگوں میں فساد نہ ڈالو یہہ بہت برا کام ہے
تو اوسکی جواب میں یوں تقریر ظاہر کرتے ہیں کہ ہم تو کلام اللہ اور احادیث رسول
اللہ کی موافق چلتے ہیں اور دوسروں کو چلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو سنوار
لی ہیں اور منافقوں کی طرح اس آیت کی مضمون کو بیان کرتے ہیں قَالُوا إِنَّمَا
نَحْنُ مُصْلِحُونَ تو اس گروہ کی یوں کلام کرنے سے صاف ظاہر ہوا کہ اماموں
کو اور اون کی مقلدوں کو خصوصا مقلدوں کو امام اعظم رح کی سمجھتے ہیں کہ وہ
لوگ کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف عمل کرتے
ہیں سو یہہ جہوٹے ہیں أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ
یعنے مقرر وہی فساد ڈالتے ہیں مگر اپنی نفسانیت اور جہالت کی سبب سے غور نہیں کرتے

اور نہ باز آئی تو اب سوال کیا جاتا ہی کہ یہہ گروہ جنکا احوال اور اقوال سابق گذر
ہوا ہی بدعت شیطانی اور وسواس نفسانی میں مانند گروہ معتزلی اور رافضی
کی اور اقوال اور افعال میں مانند بہت فرقہ ضالہ اور گمراہ کی اور گفتگو اور
سوالات اور جوابات میں مانند منافقوں اور مشرکوں کی ہیں یا نہیں **الجواب**
واللہ اعلم بالصواب وہ گروہ برحسب سوال کی اور اللہ اعلم ہی اون سے
حقیقت حال سی بی شک وشبہ مثل معتزلہ اور رافضی وغیرہ کی احوال اور
اعمال کی رو سی بدعت اور ہوا میں بڑی ہوی ہیں اور بہت سی فرقہ ضالہ و
مضلہ کی مانند اقوال اور افعال میں خود گمراہ اور لوگوں کو گمراہ بنانیوالی ہیں
اور مشرکوں اور منافقوں کی مانند سوالات اور جوابات میں جھگڑنیوالی ہیں یا
اسکی جوابوں میں دلیلیں اونکی آیات اور احادیث اور اقوال اسلاف سے
مذکور ہو چکی ہیں تکرار اور ذکر بار بار کی حاجت نہیں ہی بلکہ جسکو ذرا سا بھی
علم اور اوسکی دل میں کچہ انصاف ہی تو اوسپر ظاہر و باہر ہی نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ
شُرُورِ أَنْفُسِهِمْ وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِهِمْ وَمِنْ قَبِيحَاتِ أَقْوَالِهِمْ
وَقَبَائِحِ أَحْوَالِهِمْ وَشَنَائِعِ أَفْعَالِهِمْ **بائیسوان سوال**
کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافق عمل کرنا ان
چار مذہبوں میں سی ایک کے تقلید اور پیروی کرنیسی جو تمام اہل اسلام کے
ملکوں میں محمدی ملت کے درمیان مروج اور مشہور ہے حاصل ہوتا ہی یا اون
کی خلاف نیا مذہب نکالنی سی اور کسی کو اون کی مقلدپر انکار کرنا پہنچتا ہی
یا نہیں **جواب** یہہ چار مذہب جو مشہور ہیں انمیں سی ایک کی پیروی
کرنی سی کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافق

عمل کرنا حاصل ہوتا ہی یا درکسیکو اونکی مقلد پر انکار درست نہین ہی فتوی
مین علماء الحرمین المعظمین زادہما اللہ شرفا کی کتاب تحنیس وفریدی منقول ہے
فابو حنیفۃ ومالک وشافعی واحمد کل واحد
منہم من اہل ذکر الذین وجب سؤالہم واتباعہم لمن لم
یصل الی درجۃ النظر والاستدلال فاذا عمل احد من
المقلدین فی طہارتہ او صلاتہ او فی شیء مما جری بہ التکلیف
بقول واحد منہم مقلدا لہ فقد ادی ما علیہ ولیس لاحد
ممن ہو فی درجۃ التقلید ولا مجتہد الانکار علیہ خلاصہ اسکا
یہہ ہی کہ امام ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد رح ہر ایک انمین سے ایسے
عالم ہتی کہ جنسی دین کی باتین سوال کرنی اور اونکی پیروی کرنی واجب ہے
اوس شخص کے حق مین کہ جو اجتہاد کی مرتبہ کو نہین پہنچا ہی پہر جب کوے
مقلدین پیروی کری انمین سی ایک کے اپنی طہارت مین یا نماز مین یا اورکسی
امر شرعی مین تو ادا کیا اوسنے جو واجب تہا اسپر اور نہین پہنچتا ہی کسیکو مقلد
ہو یا مجتہد انکار کرنا ویسی شخص پر اور مولانا محمد اسحق دہلوی نی مایۃ المسایل
کے ۱۰۲ صفحہ مین مسایل کے جواب مین لکہا ہی اسکا ترجمہ یہہ ہے چارون
مذہب بدعت نہین بدعت سیئہ نہ حسنہ بلکہ پیروی ان مذہبون کی عین پیروی
سنت کی ہی کیونکہ اختلاف ان چار مذہبون کا اختلاف اصحاب کے جہت سے
ہی اور صحابہ کی پیروی کرنی مین حدیث الصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم
اہتدیتم وارد ہی یعنی صحابہ میری تارون کی مانند مین تم جنکی اقتدا کرو
گی ہدایت پاوگی یا اختلاف چارون مذہبون کا بسبب اختلاف قیاس کے

ہری اور قیاس کا صحیح ہونا نصون سی یعنی مضبوط دلیلون سے ثابت ہی پس
پیروی ان مذہبون کی حقیقت مین پیروی نص کے ہی اور اختلاف ان
مذہبون کا اس سبب سے بہی ہے کہ کسی نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور کوی
اوسکی حقیقت اور غرض پر گیا چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ مین یہہ
حدیث ہی کہ جب حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو بنی قریظہ کی طرف
بہیجا فرمایا کہ نہ پڑہی کوی تم مین سی عصر کی نماز مگر بنی قریظہ مین پہر بعضون نے
اون مین سی راہ مین نماز پڑہ لی یہہ سمجہہ کر کہ حضرت کو اس فرمانے سی منظور یہی تہا
کہ کہین راہ مین توقف نکرین نہ یہہ کہ وقت آی پر بہی نماز نہ پڑہین اور بعضون نے
حدیث کی ظاہر لفظون پر لحاظ کر کے راہ مین نماز نہ پڑہی یہان تک کہ بنی
قریظہ مین پہنچ گئی پہر حضرت نے یہہ بات سنی دونون قسم کے لوگون پر اعتراض
نفرمایا اسی سبب سے عمل دونون طور پر جایز ہوا اور یہی خبر ہی چارون مذہبون
کی اختلاف کا پس کیونکر بدعت ہوگی اور اسی کتاب مین ہی ہرگز ان کی مقلد
کو بدعتی کہنا درست نہین کیونکہ تقلید انکی تقلید حدیث شریف کی ہی ظاہر
اور باطن کی اعتبار سی پس پیرو حدیث کو بدعتی کہنا گمراہی ہی اور باعث
عذاب کا اور یہہ عبارت بہی اوسمین ہی فرض و نفل سب نمازاون سب
مقلدون کی البتہ مقبول ہوگی اور تقلید نہین چہوٹے جاوی گی کیونکہ
تقلید اونہون کی تقلید سنت کی ہی اور دلیلین اوسکی بہت کتابون سے
کی مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالی **تیسوان سوال** اس زمانی مین
ان چار مذہبون کو چہوڑ کر پانچون طریق نکالنا یا اور کسی مذہب پر چلنا درست
ہی یا باطل اور حرام **جواب** جب اجماع علما کی ثابت ہوا کہ ان چار مذہب

کی سوا پیروی کرنی کسی کی خصوصا ایک نیا مذہب نکالکر اوسکو رواج دینا بہت
سی عوام لوگون کو بلکہ خواص کو شک اور تردد اور تہلکہ مین ڈالتا ہی اور
اس جہت سی شریعت کا انتظام جاتا رہتا ہی اور دین مین فتنہ اور فساد پڑتا
ہی اس لیی اس زمانی مین نیا مذہب بالخصوص نکالنا اور اوسکو رواج دینا باطل
اور حرام ہی چنانچہ اکثر علما دیندار اور فضلا نیک کردار نی اسکو اپنی کتابون
مین لکہا ہی جیسا کہ مسلم الثبوت مین ہی اَجْمَعَ الْمُحَقِّقُوْنَ عَلٰی مَنْعِ الْعَوَامِ
مِنْ تَقْلِيْدِ اَعْيَانِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بَلْ عَلَيْهِمْ اِتِّبَاعُ الَّذِيْنَ سَبَرُوْا وَوَضَعُوْا
وَنَقَّحُوْا وَجَمَعُوْا وَعَلَيْهِ بَنٰی اِبْنُ الصَّلَاحِ مَنْعَ تَقْلِيْدِ غَيْرِ الْاَرْبَعَةِ
لِاَنَّ ذٰلِكَ لَمْ يَدْرِ فِيْ غَيْرِهِمْ اتفاق کیا محققون نی منع کرنی پر عوام کو تقلید
کرنی سی صحابہ کی بلکہ اونپر واجب ہی پیروی کرنی اون مجتہدون کی جنہون نی
علم فقہ کو جمع اور تفصیل کیا اور آراستہ اور خلاصہ بنایا اور اوسی بات پر ابن صلاح
نی بنا کیا کہ سوائی ان چار امامون کی اور کسی کی تقلید منع کی جاوی کی اس واسطی
کہ یہہ سب باتین اور کسی مجتہد مین معلوم نہین ہوئین اور اشباہ مین ہی وَمَا
خَالَفَ الْاَئِمَّةَ الْاَرْبَعَةَ مُخَالِفٌ لِلْاِجْمَاعِ وَقَدْ صَرَّحَ فِي التَّحْرِيْرِ اَنَّ
الْاِجْمَاعَ اِنْعَقَدَ عَلٰی عَدَمِ الْعَمَلِ بِمَذْهَبٍ مُخَالِفٍ لِلْاَرْبَعَةِ لِاِنْضِبَاطِ
مَذَاهِبِهِمْ وَكَثْرَةِ اَتْبَاعِهِمْ اور جو حکم مخالف ہو ان چار امامون کی قول کا
سو وہ اجماع کا مخالف ہی او تصریح کیا ہی امام ابن ہمام نی تحریر مین کہ تمام علما
کا اجماع ہوا ہی عمل نکرنی پر اوس مذہب کی جو مخالف ان چار امامون کی اسواسطی
کہ ان اماموں کا مذہب منضبط اور آراستہ ہوا ہی اور انکی پیروی کرنیوالی بڑی
بڑی جماعت ہین یعنی ان امامون کی مقلدین سواد اعظم اور بہت لوگ

ہین اور سواد اعظم کی تبعیت کرنیکو حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی وہ بہ
فرمایا ہی تو پہر اس سی معلوم ہوا کہ جسنی ان چار اماموں سی کسی ایک کی پیروی
نہین کی تو وہ سواد اعظم سی دور رہا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم کا
مخالف ہوا اور اونکی فرمانیکی بموجب مستحق جہنم کا ہوا جیسا سابق مذکور ہوا ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ
شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانوں کی کیونکہ جو شخص دور
رہا جماعت کے پیروی سی تو وہ پڑیگا جہنم مین اور نہایۃ المراد مین لکہا ہی وَفِیْ
زَمَانِنَا ھٰذَا قَدِ انْحَصَرَتْ صِحَّۃُ التَّقْلِیْدِ فِیْ ھٰذِہِ الْمَذَاھِبِ
الْاَرْبَعَۃِ فِی الْحُکْمِ الْمُتَّفَقِ عَلَیْہِ بَیْنَھُمْ وَفِی الْحُکْمِ الْمُخْتَلَفِ فِیْہِ اَیْضًا
قَالَ الْمُنَاوِیْ فِیْ شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ وَلَا یَجُوْزُ الْیَوْمَ تَقْلِیْدُ غَیْرِ
الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ فِیْ قَضَاءٍ وَلَا اِفْتَاءٍ ہماری اس زمانہ مین منحصر ہوی ہے
تقلید ان چار مذہب مین خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پہر ان چار مین سے
سوا اور کسی کی تقلید درست نہین ہی اور کہا ہی مناوی نی جامع صغیر کے
شرح مین جائز نہین ہی اس زمانہ مین تقلید کرنی سوای ان چار اماموں کی نہ
تو قضا مین نہ فتوی مین یعنی نہ تو قاضی کو درست ہے ان کی مذہب کے سوا حکم
کرنا اور نہ مفتی کو جائز ہی فتوا دینا اور تفسیر احمدی مین ہی قَدْ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ
عَلٰی اَنَّ الْاِتِّبَاعَ اِنَّمَا یَجُوْزُ لِلْاَرْبَعِ فَلَا یَجُوْزُ الْاِتِّبَاعُ لِمَنْ حَدَثَ مُجْتَہِدًا
مُخَالِفًا لَّھُمْ بیشبہ واقع ہوا ہی اجماع اس بات پر کہ تقلید نہین جائز ہی مگر
ان چار اماموں مین سی ایک کی پہر جائز نہین ہی پیروی کرنی اوس شخص
کی جو اس زمانہ مین نیا مجتہد ہو اور وہ مخالف ہو ان چار اماموں کا

اور اوسی تفسیر احمدی مین لکہا ہی وَالاِنصَافُ اَنَّ انْحِصَارَ الْمَذَاهِبِ فِی الاَرْبَعَةِ وَاتِّبَاعِهِمْ فَضْلٌ اِلٰهِیٌّ وَقَبُولِیَّةٌ عِنْدَ اللهِ تَعَالٰی لَا مَجَالَ فِیْهِ لِلتَّوْجِیْهَاتِ وَالاَدِلَّةِ اور انصاف یہہ ہی کہ منحصر ہونا مذہبون کا ان چار مذہب مین اور منحصر ہونی پیروی انہین چار مین یہہ فضل ہے اللہ کا اور مقبولیت ہی اسکی پھر اس بات مین دلیل اور توجیہہ کو کچھہ دخل نہین ہے اور شرح سفر السعادت کی ۳۰۴ صفحہ مین جو لکہا ہی اوسکا خلاصہ یہہ ہی کہ دین کی مجتہدون نی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون اور اونکی اصحاب کیے روایتون کو چن کر ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سی جدا کر کی تحقیق اور تاویل فرما کی آپس مین اونکی موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہے عوام مسلمانون بلکہ عالمون کو اس زمانی کی وہ قوت اور طاقت کہان ہی کہ یہہ کام اون کی ہاتہہ سی نکلی انکی راہ یہی ہی کہ مجتہدون کی پیروی کرین اور اونکی طریقی پر چلین ترجمہ تمام ہوا اور بعضی علمانی مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی روایت سی یون لکہا ہی کہ چارون مجتہدون نی جو فرمایا ہی کہ جو کوئی ہمارے قول کو برخلاف حدیث صحیح کی پاوی تو چاہی کہ وہ حدیث پر عمل کرے کہ فی الحقیقت ہمارا مذہب یہی ہی تو یہہ کہنا اونکا ان کی زمانی سی علاقہ رکھتا ہے کیونکہ ان کی بعد اجتہاد جاتا رہا تقلید لازم ہوی اس لئی بعد انکی جتنی علما گذرے باوجودیکہ ان کو مسایل کی نکالنی کی قوت اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا علم اور فقیہون کی اختلاف کی شناسائی حاصل تہے پھر بہی وہ اجتہاد کی راہ نہ چلی اسی واسطی کہ جیسی سمجہہ کی مضبوطی اور غور کے قوت اور دل کی ستہرائی اور قلب کے روشنی اور بی طمعی اور نیت کے درستی اور خواہش

نقصان بہی دوری اور بے ہنرگاری اور سلیقہ عربی زبان کی توجیہ کا قدیم [illegible]
کی موافق اون مجتہدون مین تہی اپنی ذات مین اونہون نی بتائی اور ویسی
تحقیقات اور تلاش اور قوت مسایل کی نکالنی کی اونہین حاصل ہوئی اور
مسالون کی نادرست اور درست کرنی مین کوئی دوسری راہ سوا اون لوگون
کی مقرر کی ہوئی میسر نہ آئی حکم کیا اجتہاد کے حرام ہونی اور چارون امامون
کی تقلید کی واجب ٹہیر جانی پہ اور اللہ تعالے اونپر رحمت کری کہ اچہی
طریقی اور مضبوط راہ پہ چلی کہ جن مین بہت باتین نیک پائی جاتی ہین اونمین
سی ایک یہہ ہی کہ لوگون کی سرشت مین یہہ بات ہی کہ ہر شخص اپنی سمجہہ پر
نازان ہوتا ہے اور دوسری کی کمال کو اگرچہ بہلا اسپر اعتقاد رکہتا ہو
پہر بہی بسبب اسکی کہ اوسکی دل مین ایک بات ٹہیر رہی ہی اچہی بات کو بہی
ان کی قبول نہین کرتا پہر اپنی برابر کی لوگون کی قول کا تو کیا ٹہکانا ایسی
صورت مین اگر کوئی شخص اجتہاد کی شرطین حاصل کر کی خلاف اگلون کے
احکام جاری کرتا تو ہر کوئی کیا ناقص اور کیا متوسط اپنی استعداد کی موافق
ایک نئی راہ پر چلنی لگتا اسمین یہان تک اختلاف واقع ہوتا کہ جمعیت
شریعت کے احکام کی عبادات اور معاملات کی مقدمہ مین باقی نرہتی اور
ٹوٹ جاتی اور امر معروف اور نہی منکر کا دروازہ بند ہو جاتا چنانچہ جب تک
چار مذہب یہ لوگ مضبوط نہین ہوئی تہی اور اونکی پیروی اختیار نہین کے
ہتی ستر اور کئی فرقی ہو گئی تہی اور اونکی تابعدار باقی رہ گئی مگر بعد اسکے
جب علماؤن نی ان چار مذہبون کو خوب ضبط کیا اور اونکی موافق احکام
کو ہر طرف جاری فرمایا اور ایک نیا مذہب بنانیکو باطل اور حرام ٹہیرایا تب

ان عبارتون سے واضح ہوا کہ سوا ان چار مذہبون کے اور مذہب کسی نے نہ نکالا اور شاید کسی نے نکالا ہو تو بسبب

اجماع علماء دین دار کی اور مدد بادشاہ دین پناہ کی جاری اور رواج نہو سکے

یا یہ خلاصہ اونکی عبارت کا تمام ہوا اور فتوی مین علماء حرمین شریفین کی یہ ہی

والخامس انہ لا ینبغی لعاقل ان یختار فی الدین طریقۃ الا ما ارتضاہ

السلف والخلف وتواترت روایتہ وحصل الاجماع فی کل

عصر علی حقیتہ ذلک ولم یوجد متصف بذلک الا ما اجمع

علیہ العلماء من حقیۃ المذاہب الاربعۃ عصرا بعد عصر

وتلقتہم الامۃ بالقبول واما ما لم ینقل متواترا ولم یجمع

علی حقیتہ ولم تلقہ الامۃ کلہا بالقبول فلا یلتفت الیہ

ولا یعول علیہ حاصل یہہ ہی کہ لایق نہین ہی کسی عاقل کو کہ اختیار کرے

دین مین کسی طریقہ کو مگر وہ طریقہ کہ پسند کیا ہو اوسکو اگلی علما اور پچہلی فضلانے

اور روایت اوسکی تواتر سی نقل ہوئی ہو اور حقیت اوسکی اجماع سے علما کے

ہر زمانہ مین ثابت ہوئی ہو اور ایسا کوئی مذہب نہین پایا گیا مگر یہی چار مذہب

کو سب علمانی انکی حقیت پر اجماع کیا ہی اور تمام امت نے انکو قبول کیا ہی اور جو مذہب

کہ تواتر سی منقول نہین ہی اور علمانی سب نے اوس کے حقیت پر اجماع نہین

کیا ہی اور سب مسلمانون نی بہی اوسکو قبول نہین کیا ہی تو اوس کے طرف التفات

اور اوسپر اعتماد نکیا جاویگا یعنی ایسا مذہب تقلید کی قابل نہین **چوبیسوان سوال** جو

کوئی اجتہاد کا رتبہ نرکہتا ہو اوسکو واجب ہے کہ کسی ایک مجتہد کی ان چار

مجتہدون مشہورون مین سی پیروی کری یا اوسکو جایز ہی کہ قران اور

حدیث مین جیسا پاوی ویسا عمل کری **جواب** تقلید یعنی پیروی کرنی

٥٤

کسی امام مجتہد کے اوپر واجب ہی اور اوسکو قران اور حدیث پر عمل کرنا موافق اپنے سمجھ کے درست نہین لیکن یہہ معلوم کر لینا ضرور ہے کہ مراد مجتہد سی وہ شخص ہی کہ جس کے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہوا اور سب فاضلون کے نزدیک اجتہاد اسکا مقبول ہوا اور اوسکا مذہب نقل تواتر سے منقول ہو سو ایسی یہی چار امام ہین کہ مشہور ہین تمام اہل مشرق اور مغرب مین اور سب اہل عجم اور عرب کا ان کی اجتہاد پر اجماع ہی اور بہت سی علمای کرام اور اولیای عظام کہ ان کی بعد گذرے انہیں چار مین سی ایک کی تقلید مین گذر گئی اور اونکی سوا اور کسی مجتہد کے مذہب پر اجماع علما کا اور اتفاق مسلمانون کا نہین ہی اور نہ کسی کا مذہب تواتر سے مروی ہے جیسا کہ تفصیل ان باتون کی جواب مین سوال سابق کے مذکور ہوئی نہ وہ شخص کہ خود دعوی اجتہاد کا رکھتا ہو یا بعضے جاہل یا بعضی فاضل خوشامد سی یا بعضی مرید یا شاگرد معتقد سے یا اپنے زعم سی اوسکو مجتہد کہتی ہون تو ایسی کی تقلید ہرگز جایز نہین ہی دلیل اس حکم کی بہت سی کتابون مین لکھی ہی اختصار کی واسطی چند کتابین لکھا جاتا کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم مین ہی اَلْعَامِّيُ اِذَا سَمِعَ حَدِيْثًا لَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّاْخُذَ بِظَاهِرِهٖ لِجَوَازِ اَنْ يَّكُوْنَ مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاهِرِهٖ اَوْ مَنْسُوْخًا بِخِلَافِ الْفَتْوٰی یعنی عامی جب سنی کسی حدیث کو تو جایز نہین ہی کہ اس حدیث کے ظاہر سے جو سمجھا جاوی اسپر عمل کرے کیونکہ ممکن ہے کہ ظاہر معنی اسکے مراد نہون یا وہ منسوخ ہو بخلاف فتوی کی یعنی حکم مجتہد کے کہ یہہ شبہہ اور گمان وہان نہین ہی اس واسطی کہ مجتہد خوب تحقیق کر کے حکم دیتا ہے اور اسے

کفایہ کی کتاب الصوم مین ہی ان المفتی ینبغی ان یکون ممن یؤخذ منه
الفقه ویعتمد علیه فی البلدة فی الفتوی واذا کان المفتی علی
هذه الصفة فعلی العامی تقلیده وان کان المفتی بخلاف
ذلك ولا یعتبر بفتواه هکذا روی الحسن عن ابی حنیفة وابن
رستم عن محمد وبشیر عن ابی یوسف رحمهم الله تعالی یعنی لایق
یہی ہی کہ مفتی ایسا شخص ہو کہ جس ہی لوگ سب مسئلہ فقہ کا پوچھتی ہون اور
علم فقہ کو سیکھتی ہون اور اوس شہر مین اوسکی فتوی پر اعتماد رکھتی ہون
اور مفتی جب اس طرح کا ہو تو عامی پر پیروی اوسکی واجب ہے اگرچہ مفتی
خطا ہی کرے اور عامی اوسکی پیروی کی سوا اور کچھ اعتبار نکری یعنی جو مفتی
اس طرح کا نہو تو اوسکی پیروی نکرے روایت کیا اس بات کو حسن نے
امام ابو حنیفہ سی اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشر نے ابی یوسف
سے اور تقریر شرح تحریر مین ہی لیس للعامی الاخذ بظاهر الحدیث
لجواز کونه مصروفا عن ظاهره او منسوخا بل علیه الرجوع الی
الفقهاء لتقدمهم لاهتدائهم فی تحصیله الی معرفة صحیح الاخبار وسقیمها
وناسخها ومنسوخها فاذا اعتمد کان تارکا للواجب علیه یعنی عامی کو
حدیث کی ظاہر کی موافق عمل کرنا درست نہین ہی شاید اوسکی ظاہر معنی مراد نہون یا
وہ منسوخ ہو بلکہ کسی مجتہد کی پیروی کرنی اوسپر واجب ہے اسواسطی کہ اوس عامی
کو معلوم نہین ہی کہ کون سی حدیث صحیح اور کون سی غیر صحیح ہے اور کون ناسخ
اور کون منسوخ ہے پھر ایسا شخص جب اپنی فہم پر اعتماد کرکی کسی حدیث پر عمل کری
تو اوسپر جو واجب ہے اوسکو چھوڑنیوالا ہوا یعنی اس واسطی کہ اللہ تعالی نے

فرمایا ہی فَاسْئَلُوا اَہْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی سوال کرو امور دین کے
کو جانی والون سی اگر تم نہین جانتی اور تحریر مین ابن ہمام کی اور تیسیر شرح مین اوسکے
آیا ہی غَیْرُ الْمُجْتَہِدِ الْمُطْلَقِ یَلْزَمُہٗ عِنْدَ الْجُمْہُوْرِ التَّقْلِیْدُ وَاِنْ کَانَ
مُجْتَہِدًا فِیْ بَعْضِ الْمَسَائِلِ الْفِقْہِیَّۃِ اَوْ بَعْضِ الْعُلُوْمِ یعنی جو کوئی مجتہد
مستقل ہو اگرچہ بعضی مسائل فقہیہ مین یا بعضی علم مین وہ اجتہاد کی طاقت
رکہتا ہو تو اوسکو ضروری ہی کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اور ارشاد مین ہی اَلْفَتْوٰی
فِیْ حَقِّ الْجَاہِلِ بِمَنْزِلَۃِ الْاِجْتِہَادِ فِیْ حَقِّ الْمُجْتَہِدِ یعنی مرد جاہل کو اجتہاد کا رتبہ نہین رکہتا ہی
مجتہد کی فتوی پر عمل کرنا واجب ہی جیساکہ مجتہد پر اپنی اجتہاد کی موافق عمل کرنا اور شاہ عبد العزیز مولانا
عبد العزیز مرحوم نی تفسیر مین سورہ بقر کی آیہ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا کی تفسیر مین لکہا
ہی کہ کسانیکہ اطاعت انہا بحکم خدا فرض است شش گروہ اند ازان جملہ مجتہدین
شریعت و شیوخ طریقت اند کہ حکم ایشان بطریق واجب مخیر لازم الاتباع است
بر عوام زیرا کہ فہم اسرار شریعت و دقایق طریقت ایشان را میسر است فَاسْئَلُوْا
اَہْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ جن لوگون کی اطاعت خدا کی حکم سے
فرض ہی وہ چہ گروہ ہین اونمین سی ایک گروہ شریعت کی مجتہد اور طریقت
کی مشایخ ہین کہ حکم انکا ہی بطریق واجب مخیر کی لازم ہی عوام امت پر اسواسطی
کہ شریعت کی اسرار اور طریقت کی اطوار انکو معلوم ہین جیساکہ اللہ تعالی نی فرمایا
ہی سوال کرو شریعت کی احکام کو عالمون سی اگر نہین جانتی ہو تم اور مولانا
شیخ عبد الحق نے شرح سفر السعادت کی ۲۹ صفحہ مین لکہا ہی چون وحدت
وجہ در مذہب تیسر یافت اکنون تابع مجتہدی را رسد کہ چون حدیث صحیح
مخالف مذہب خود در نظر آید مذہب را بگذارد و عمل بحدیث کند یا نرسد

در ینجا اختلافی در روش پیشینیان و پسینیان رفته گویند که مقتدای حقیقی پیغمبر خدا
صلی الله علیه وسلم است و دیگران همه تابع وی اند چون به یقین معلوم شود که او
فرموده است در پی دیگری رفتن معقول نبود و این طریقه متقدمان است اما
درین روزگار پس این کار صورت نه بندد وجه مجتهدان دین احادیث و آثار را
تتبع نموده و ناسخ را از منسوخ صحیح را از سقیم جدا ساخته و تحقیق و تاویل فرموده و
تطبیق و توفیق میان آنها داده مذهبی قرار داده اند عوام مسلمانان را بلکه علمای
ایشان را درین روزگار این قوت و طاقت کجاست که این کار از دست ایشان
آید ایشان را جز متابعت مجتهدان کردن و در پی ایشان رفتن سبیلی نبود و حاصل
کی خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ جب اجماع سی علما کی یہہ بات قرار پائی کہ ایک مذہب کو
اختیار کرنا ضروری تو پہر تابع کو کسی مجتہد کی پہنچتا ہے کہ جب کوئی حدیث
صحیح اپنے مذہب کی خلاف اوسکی نظر مین گذرے تو اپنی مذہب کو چھوڑے
اور اوس حدیث پر عمل کری یا نہین تو اس مین درمیان متقدمین اور
متاخرین کی اختلاف ہی متقدمین یون کہتی ہین کہ پیشوای حقیقی تو پیغمبر خدا
صلی الله علیه وسلم ہین اور دوسرے سب تابع اونکی پہر جب یقین معلوم ہو
جاوی کہ یہہ کلام حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم کا ہی تو پہر دوسری کی پیروی
کرنی معقول نہین ہے لیکن اس زمانہ مین یہہ کام بن نہین پڑتا یعنی حدیث
پر عمل کرنا نہین ہو سکتا ہے کیونکہ دین کی مجتہدون نی پیغمبر خدا صلی
الله علیه وسلم کے حدیثون کو اور اونکی اصحاب کی حکمون کو چنکر ناسخ کو
منسوخ سی اور صحیح کو غیر صحیح سی جدا کرکے تحقیق اور تاویل فرمایا ہی
پہر اونکی آپس مین موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہی

عوام مسلمانون کو بلکہ اس زمانہ کی عالمون کو وہ قوت اور طاقت کہان ہی
کہ یہہ کام انکی ہاتون سی نکلی اون کی راہ یہی ہی کہ مجتہدون مین سی ایک کی
پیروی کرین اور اونکی طریقہ پر چلین سوا اسکی اور کچہہ تدبیر اور سبیل نہین
ہی یعنی اس زمانی کی لوگون کو اس قدر لیاقت نہین ہی کہ اپنی تحقیق سے
ناسخ کو منسوخ سی تمیز دین اور صحیح کو غیر صحیح سے فرق کرین اور حدیث
مجمل کے تاویل کرین اور اگر دو حدیث مین اختلاف ہو تو تطبیق یا ترجیح
دین اسواسطی کسیکو جایز نہین ہی کہ حدیث مین جو پاوی ویسا عمل مین لاوی
بلکہ یہی فرض ہی کہ کسی مجتہد کی تقلید کری اور اپنی سمجہہ کی موافق قران
اور حدیث پر عمل نکری اور فتوی مین علما حرمین شریفین کی لکھا ہے
الاجماع قد حصل علی حقیۃ المذاہب الاربعۃ وتخلف
ذلک فیما سواہا وان الامۃ جمیعہا قد تلقت المذاہب
الاربعۃ بالقبول ولم یحصل ذلک لغیرہا وقد اوجب اللہ
تعالی علی من لم یعلم طرق الاجتہاد ولم یعلم ما کان
علیہ الصدر الاول من الصحابۃ من اتی الیہم واتیاہم
ان یسال ولا یعمل الا بما یفتیہ المفتی من الایمۃ الاربعۃ
لعدم التحیز فیمن سواہم قال اللہ تعالی فاسئلوا اہل الذکر
ان کنتم لا تعلمون اجماع علما کا حق ہونی پر ان چار مذہب کی ثابت ہوا
ہی اور ان چار کی سوا اور کسی مذہب پر اجماع نہین ہوا اور بیشک سب امت نے
ان چارون کو قبول کیا ہی اور انکی غیر کو قبول نہین کیا اور بیشک خدا نے
تعالی نی اس شخص پر کہ اجتہاد کی طریق کو نجانی اور جو کچھہ صحابہ سی تھی

فرمایا ہی اور کیا ہی اوسکو بہی نجات ہی واجب کیا ہی کہ شرعی حکموں کو سوال کری اور عمل نکری مگر اوس چیز پر کہ فتوی دیوی کوئی مفتی مذہب ایک امام کے ان چارون اماموں سی کیونکہ ویسی شخص کے حق مین سوا اسکی اور کچہہ دلیل نہین ہے فرمایا ہے اللہ تعالے نی پہر سوال کرو اہل علم سی اگر تم نہین جانتی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادۃ کی ۱۸ صفحہ مین لکہا ہے گفتہ است محقق حنفیہ شیخ کمال الدین ہمام کہ این ترتیب کہ محدثین در صحت احادیث دلقدیم صحیح بخاری ومسلم قرار دادہ اند تحکم است وجائز نیست در وی تقلید زیرا کہ اصحیت نیست مگر از جہت اشتمال رواۃ بر شروطی کہ اعتبار کردہ اند اسرا بخاری ومسلم وشک نیست کہ اجتماع شرایط راوی از حکم کردن بخاری ومسلم بآن جزم نمی توان کرد چہ جائز است کہ در واقع خلاف آن باشد زیرا چہ تحقیق اخراج کردہ است مسلم در کتاب خود از بسیاری رواۃ کہ سالم نیستند از جرح وہمچنین در کتاب بخاری جماعہ اند کہ تکلم کردہ شدہ است در ایشان پس مدار کار در حق رواۃ بر اجتہاد علما وصواب دید ایشان باشد وہمچنین در شروط صحت وضعف پس جائز است کہ صحیح شود نزد ایشان حدیثی در غیر کتابین کہ معارضہ کند ما فی الکتابین را یا راجح آید بر ان وحاصل این سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح وتضعیف ائمہ مجتہدین واکابر سلف است وچون ایشان حدیثی را تلقی بقبول کردہ وعمل بدان نمودہ پس انکار واعتراض بر ایشان بتقلید علماء محدثین کہ مشہور اند جائز نباشد والزام ایشان بحکم این جماعہ تحکم ومکابرہ است خلاصہ ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ محدث محقق ابن ہمام نی کہا ہی کہ محدثون نی جو ترتیب دی ہی کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم زیادہ صحیح ہے اور کتابون سی اور یہہ دو تو مقدم ہین اور کتابون پر تو یہہ کہنا

اوسکا اونکی گمان سی ہی اور دعوی بے دلیل ہی اور کسی مجتہد کی مقلد کو اس
بات کی پیروی کرنی درست نہین ہی اسواسطی کہ ان دونون کتابون کا
صحیح ہونا نہین ہی مگر اس لحاظ سی کہ بخاری اور مسلم نے جن شرطون کو
کہ راویون مین اعتبار کی ہین وہ سب شرطین اونکی تلاش کین موافق ان
حدیثون کی راویون مین پائی گئی ہون اور شک نہین ہی اس بات مین
کہ بخاری اور مسلم کے کہتی سی کہ وہ سب شرطین ان راویون مین مجتمع تہین یقین
ہی نہین ہوسکتا ہی کہ واقع مین بہی ویسا ہی ہو کیونکہ جائز ہی کہ حقیقت مین
ویسا نہو کیونکہ ہوسکتا ہی کہ کسی راوی کی ظاہر حال کو دیکہہ کر اونہون نے
مثلا عادل سمجہا ہو اور وہ راوی بعد تفتیش کے ویسا نہ نکلا ہو اس لئی کہ مسلم
نے اپنی کتاب مین بہت سے لوگون سی روایت لکہی ہی کہ ان راویون مین کچہ
خلل اور نقصان تہا اور ویسا ہی صحیح بخاری کا بہی حال ہے تو اب اعتماد
راویون کی احوال مین علمای مجتہدین کی فرمانی پر ہے اور اسی طرح حدیث
کی صحیح ہونی مین اور ضعیف ہونے مین بہی مجتہد کے قول کا اعتبار ہے
یعنے مقلد کے حق مین وہی راوی معتمد ہی کہ جسکو اوسکی امام نے معتمد کہا
ہو اور اوسکی حق مین وہی حدیث صحیح ہے جسکو اوسکی امام نے صحیح
فرمایا ہو تو پہر جائز ہی کہ کوئی حدیث سوای ان دو کتابون کی اور کسی
کتاب مین ہو جو اوسکی امام کی نزدیک صحیح اور معتبر ہو ان کتابون کی
حدیث کی نسبت یا غالب ہو اوس پر اور زیادہ معتبر ہو اوس سی ہو خلاصہ
اس کلام کا یہہ ہی کہ ہر حدیث کی صحیح ہونی مین مجتہدون کی قول پہ
اعتماد ہے مقلدون کی نہین یعنی جو شخص جس مجتہد کا مقلد ہو پہر اوسکے

امام نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو اوس کی حق مین وہی حدیث صحیح ہے
دوسرے کی قول پر اعتماد نہین تو پھر جب کسی مجتہد نے کوی حدیث قبول
کرے اور اوس پر عمل فرمایا تو پھر حدیث اون محدثون کے جو لوگون
مین مشہور ہین اعتراض کرنا مجتہد پر جایز نہین ہے اور مجتہد کو الزام
دینا محدث کے قول سے محض بیجا اور دعوی بی دلیل یعنی جب کسی مجتہد نے ایک
حدیث کو روایت کرکے اوس کے موافق عمل کیا تو اب اوسکی مقابل مین
اور کسی حدیث سے جسکو کسی محدث نی روایت کیا ہو اعتراض کرنا جایز نہین
اور اوس حدیث کو چھوڑنا اور اوس مجتہد کے تقلید سے پھرنا اور اوس
کے مقابل کی دوسری حدیث پر عمل کرنا درست نہین ہے اور شرح سفر
السعادت کی ۳۴ صفحہ مین ہی نزد قدمای ائمہ مجتہدین وکبرای الشان علیم
وافر از حدیث ومعرفت جرح وتعدیل وتنکیر وتعلیل وتطبیق وتاویل وناسخ و
منسوخ بود کہ الزام ایشان بہ تقلید ومتابعت احکام واقوال علمای متاخرین
از اہل حدیث نتوان کرد واز حیطہ ضبط وربط احکام مجتہدین نتوان بدل
کرد برطبق کلامی کہ از شیخ ابن ہمام نقل یافتہ خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ اگلے
مجتہدون یعنی ان چار امامون مین حدیث کا علم کامل تھا اور حدیث صحیح
اور ضعیف وغیرہ کی تمیز امین بڑے کامل تھے یعنی حدیثون کا احاطہ
اور تلاش مین اور ہر حدیث کی حال دریافت کرتے مین جس قدر ان چار امامون
کو علم اور امتیاز تھا ان محدثون مشہورون کی تئین اس قدر نہ تو علم نہ امتیاز
تھا تو پھر ان مجتہدونکو الزام دینا جایز نہین ہے قول سے ان محدثون
کی اور حاکم کرنے سے اون جماعت کی یعنے محدثون کی تحقیق کے لحاظ سے

اور اوس کی جمع کے اعتبار سے مجتہدون پر اعتراض کرنا درست نہین ہو سکتا
ہی اور محدثون کی قول کے اعتبار سے مجتہدون کے تقلید سے
پہرنا درست نہین ہے جیسا کہ ابن ہمام کے کلام سے منقول ہوا اور
حاصل ان دونون عبارت شرح سفر السعادت کا یہ ہی کہ امام ہمام ابن
ہمام محدث نے کہا ہی کہ جس حدیث کو بخاری اور مسلم یا اور کوی محدث اونکی
مانند نے صحیح کہا ہو یا اپنی کتاب مین داخل کیا ہو تو ہم حنفیون کو تقلید
کرنے اوسکی درست نہین ہی اور اسی طرح جس حدیث کو اونہون نے
ضعیف کہا ہو تو ہمکو پیروی کرنے اوسکی جایز نہین ہی اس واسطے
کہ حدیث کی صحت اور ضعف راویون کی حال کے لحاظ سی ہے
اور بہت سی راوی ہین کہ اختلاف کیا ہے لوگون نے اون مین بعضے
محدثون نے اونکو عادل سمجہا ہے اور بعضے دوسری نے اونہین غیر
عادل ٹہیرایا ہے تو ہو سکتا ہے کہ جس راوی کو اون محدثون سے نے
عادل کہا ہے وہ شخص ہمارے امام کی تحقیق مین غیر عادل ہو اور
اسی طرح جس راوی کو اونہون سے نے غیر عادل گمان کیا ہے ہمارے
امام کے تلاش مین وہ عادل نکلا ہو پس اب اعتماد نہین ہمکو مگر اس
چیز پر کہ ہمارے امام نے کہا ہے پہر جب کہ ہمارے امام نے ایک حدیث
کو قبول کر کے عمل فرمایا ہے تو ہمارے حق مین وہی حدیث واجب
العمل ہے اور دوسری حدیث اوسکی مخالف جسکو اون مشہور محدثون
نے روایت کیا ہی اور اپنی کتابون مین درج کیا ہی تو کسی کو مقلد ہو یا
غیر مقلد اوس حدیث سے امام پہ اعتراض کرنا جایز نہین ہی اور اون کے

۶۴

مسئلہ کو اوس حدیث پر عمل کرنا اور اپنی امام کی تقلید سے رجوع کرنا درست
نہین اور اوسی شرح سفر السعادت کی ۲۶ صفحہ مین لکہا ہے آین چہار تن از
امامان دین و مقتدایان ملت اند کہ ضبط و ربط احادیث و اقوال صحابہ و سلف
و تطبیق و توفیق میان آنہا نمودہ و تفسیر و تاویل و بیان ناسخ و منسوخ کردہ
و غایت بذل مجہود درین باب فرمودہ استنباط احکام بقیاس و اجتہاد
از نصوص کتاب و سنت نمودہ اند غیر مجتہد را جز تابع ایشان بودن چارہ
و سبیلی نیست و مشایخ طریقت و بزرگان ایشان ہم برین مذہب بودہ اند یا رب
مگر آنہا نیکہ از ایشان بپایہ اجتہاد رسیدہ موافق یا مخالف ایشان بر آئین
خود اجتہادے می نمودہ باشند واللہ اعلم خلاصہ اوسکا یہہ ہی کہ یہہ چار
مجتہد دین کی امام اور ملت اسلام کی پیشوا ہین کہ اونہون نی پیغمبر خدا کے
حدیثون کو اور اصحاب کے آثار کو جمع کر اور اون سب کے میان موافقت اور
مطابقت دی اور بیان اور تاویل فرمائی اور ناسخ کو منسوخ سے جدا کر بہت
کوشش و جانفشانی اور مشقت و حیرانی اوٹہا شرع کے حکمون کو اونکی
دلیلون سی چہکر خلاصہ ہر ایک کا کیا ہے غیر مجتہد کو سوائی پیروی کرنے
ان چار امامون مین سی ایک کے اور کچہہ تدبیر نہین ہے پہلے ہی سے شریعت
کے علما اور طریقت کے اولیا ہے اسی مذہب پر ہی مگر ان لوگون مین سے
جسکا مرتبہ اجتہاد کو پہنچا ہو تو وہ اپنے اجتہاد کے موافق چلا ہو خواہ
ان چار امامون کی موافق ہو یا مخالف اور اوسی شرح سفر السعادت کے
۲۶ صفحہ مین ہے و بالجملہ مذہب حق و طریق وصول بمنزل مقصود و
ابواب در آمد خانہ دین این چہار ست ہر کہ پائی از این راہ ہا و در ہا [illegible]

دربا اختیار نموده براه دیگر رفتن ودری دیگر گرفتن عبث وبیهوده باشد وکارخانه
عمل را از ضبط وربط بیرون افگند وازراه مصلحت بیرون افتادن است و
اگر قصد سلوک طریق ورع واحتیاط دارد هم از مذهب واحد مختار روایتی که دلیلش
احسن وقوی وفایده اش اعم واتم واحتیاط دران اکثر واوفر بود اختیار کند وراه
رخصت ومسامحه وحیله اندوزی ترک دهد واین طریقه متاخرین است وشک نیست
که این طریقه محکم تر ومضبوط تر است ترجمه فی الحقیقت مذہب حق اور منزل
مقصود کی پہنچنے کی راہ اور دین کی گھر مین آنے کا دروازہ یہی چار مذہب
ہیں جس کسی نے کہ ان راہوں مین سے ایک راہ کو اوران دروازون مین سے
ایک دروازہ کو اختیار کیا تو پھر دوسری راہ پر چلنا اور دوسرے دروازہ
مین درآنا بے فائدہ اور بیہودہ ہے اور عمل کی کارخانہ کو انتظام اور رونق
سے بگاڑ دیتا ہے اور دین کی مصلحت اور خوبی سے دور پڑنا ہے اور جو کوئی
چاہے کہ تقوی اور احتیاط کو اختیار کرے تو ایک مذہب کو ان چار سے
اختیار کرکے اوس مین جو روایت راجح اور غالب ہو اور دلیل اوسکی زیادہ
قوی ہو اور فائدہ اوس کا کامل ہو اور احتیاط اوس مین زائد ہو
اوسی کو اختیار کرے اور اوس مذہب مین جو روایت ضعیف ہو یا رخصت
کی ہو اوسکو بلا ضرورت اختیار نکرے اور حیلہ بازی اور فریب سازی اور
فساد پردازی نکرے اور یہی طریقہ متاخرین علما کا ہے اور شک نہین ہے
کہ یہہ راہ بڑی سیدھی اور استوار اور خوب مضبوط وہموار ہے اور اوسے
شرح سفر السعادت کے ۲۷ صفحہ مین ہے قرار داد
علما ومصلحت دید ایشان در آخر زمان تعیین وتخقیق مذہب

است و ضبط و ربط کار دین و دنیا هم درین صورت بود از اول مخیر است
هر کدام را که اختیار کند صورت دارد و لیکن بعد از اختیار یکی بجانب دیگر
رفتن بی توهم سوء ظن و تفرق و تشتت در اعمال و احوال نخواهد بود و قرار داد
متاخرین علما این است و هو المختار فیه للخیار اجماع اور اتفاق علما کا اور
صواب دید انکا اس اخیر زمانی مین اس بات پر ہی کہ ہر کوئی ان چار مذہبون مین
سی ایک کو اپنی حق مین معین اور خاص کر لیوی کیونکہ کار و بار کا انتظام
اور خیریت اور دین و دنیا کی مصلحت اسی صورت مین ہی ہر شخص ابتدا ئے
حال مین اپنی مختار ہی کہ جسکو ان چار مذہبون سی چاہی اختیار کر لیے
لیکن ایک کو اختیار کرنی کی بعد پھر دوسری مذہب پر چلنا بد اعتقادی اور
بدگمانی سی خالی نہو گا اور عبادات اور معاملات کی بابت مین تفرقہ اور انتشار
اور اختلاف واقع ہوگا علمای متاخرین کا اتفاق اسی بات پر ہی اور یہی
بہتر اور مختار ہے اور خیریت اور مصلحت اسی مین ہی دوسری مین نہین
اور اوسی شرح سفر السعادت کی ۲۰ صفحہ مین ہی در اذہان بعضی مردم چنان
در آمده که مذهب امام شافعی رح موافق احادیث است و سلوک طریقه اقتدا و
اتباع مذهب ایشان بهتر است و مذهب امام ابو حنیفه مبنی بر رای و اجتهاد است
و مخالف احادیث این سخن غلط محض و جهل صریح است آخر در اجتهاد حفظ کتاب
الله و حفظ احادیث رسول الله و معرفت اقوال سلف شرط است و لی آن در
نفی وجون قیاس و اجتهادات امام عظیم الشان اقدم و اسبق و مقرر و مسلم تمام امت
است این گمان را مجال نبود اما آنکه سبب وقوع درین ورطه آن بود که بعض
محدثین که در مذهب امام شافعی بودند در کتابهای که تصنیف کردند چنانچه مصابیح

ومشکوة و مانند آن و دلایل مذهب خود را تتبع و تفحص نموده جمع کرده‌اند و در ابطال
مذهب حنفی بر او طعن و جرح رفته‌اند این باب کوشش تعصبی نخواهد بود و اگر از جانب
ابو حنیفه این کوشش تعصبی نباشد عفا الله عنهم نظر در کتب حنفیه که در دیار عرب مشهور
است باید انداخت تا حقیقت حال منکشف گردد و مواهب الرحمن کتابی است
درین مذهب شارح او التزام کرده است که دلیل از آیات قرآن و احادیث
صحیحه بیارد و گفته‌اند که نزد وی از چهل و چند هزار بود که احادیث مسموعه خود در او درج
ضبط کرده و گفته‌اند که مشایخ او که از ایشان استماع حدیث کرده و در آن جماعتی
از صحابه که از ایشان شنیده و از تابعین سه صد کس بوده‌اند و آنها که از وی
مستند کرده‌اند پانصد کس اند و مجموعه استادی وی در علم چهار هزار کس اند و
جمعی از ایشان بر ترتیب حروف تهجی جمع کرده‌اند و چون احادیث که امام شافعی بآن تمسک
نموده امام ابو حنیفه بدان تمسک نه نموده مردم گمان کرده‌اند که مذهب او
مخالف احادیث است و حال آنکه درینجا احادیث دیگر است صحیح‌تر و قوی‌تر
از آن که بدان اخذ و تمسک نموده و این معنی به تفصیل بیان کرده و اثبات
نموده‌اند اگر از آن ذکر کنیم سخن دراز گردد و بالفعل آن مباحث موجود است
طالب حق را باید که بدان رجوع کند و فی الحقیقت مذهب حنفی جامع معقول
و منقول است و آنا که در اغلب اوقات احوال عادت کریمه آن امام همام آن
بود که در تفهیم و تبلیغ مذهب خود بجهت رعایت طبایع عامه خلق که مجبول اند بر
تطابق معقول و منقول و تایید نقل به عقل اقتصار بر دلیل معقول کردی
و به قصد تسلیه و تشفیه اتباع ایشان در کشف آن می کوشیدی و الا اصل تمسک
وی تمام الا بکتاب و سنت و اقوال سلف بود و خود صحیح دارد که رجوع بکتاب و سنت و اجماع و قیاس کند حال آنکه

شرط عمل بیان عدم آن اصول است و دلایل عقلی ایشان در حقیقت بر آن تایید
و ترجیح بعضی احادیث است بر بعضی بموافقت وی بر قیاس را و لابد از احادیث
آنچه موافق بقیاس بود ارجح است نه آنکه قیاس در مقابل نص کرده باشند و نیز
حکم به صحت و ضعف احادیث در زمان متاخر بر خلاف زمان سابق است
چه می تواند که حدیثی در زمان ایشان صحیح باشد بسبب اجتماع شرائط صحت
و قبول در رواة که واسطه بودند میان ایشان و حضرت پیغمبر خدا صلی الله علیه
وسلم پس از آن از جهت رواة دیگر که بعد از آن آمدند ضعفی پیدا شد پس از
حکم متاخرین محدثین بضعف حدیثی لازم نیاید ضعف وی در زمان امام ابو
حنیفه رح و این نکته ظاهر است و امام اعظم بجهت غایت امتیاز و وفور فضل
و کمال مغبوط و محسود عالم بود و متاخرین شافعیه را چه گفته آید که بعض متقدمین
را نیز با نجناب حسد گونه بود و در حقیقت هر که فاضل تر محسود تر شافعیان را این
حال است امام شافعی رح را به بینید که چه مدح وی و مدح اصحاب وی می کند و میگوید
النَّاسُ کُلُّهُمْ عِیَالٌ علی فِقْهِ اَبِی حَنِیْفَةَ و آنچنانکه تقلید و اتباع امام ابو حنیفه
باحادیث و اقوال صحابه است دیگر بر امثال اصحاب ابو حنیفه رح همه متفق اند که
حدیث هر چند اسناد او ضعیف بود مقدم تر و اولی تر از قیاس و اجتهاد است
و وی رض تا بحد ضرورت نرسد عمل بقیاس نکند و عمل بحدیث با قیاسه از دست
ندهد امام شافعی قیاس را بر چندین از اقسام حدیث مقدم دارد و از اقسام
قیاس نیز جز بقیاس موثر عمل نکند و قیاس مناسب و قیاس شبهی و
و قیاس تردی همه نزد وی متروک و غیر معمول است و در
چندین مواضع قیاس را با حادیث ترک داده و امام شافعی عمل بقیاس کرده

اگر ازاد کرکنم ببرازی کشد دابو حنیفه تقلید صحابی را در انچه صحابی باجتهاد خود کرده
واجب دانند وشافعی گوید هم رجال وهم رجال یعنی وایشان در اجتهاد برابریم وهم
مجتهدانیم مجتهد را تقلید مجتهد دیگر نرسد نقل است که امام ابو حنیفه رح فرمود که
عجب از مردم که مرا می گویند که وی فتوی برای خود میدهد وحال آنکه من هرگز فتوی
ندهم مگر بانچه ماثور ومروی است وامام حجت عبد الله ابن مبارک که از وی رح
نقل کرده که گفت انچه از حدیث رسول خدا صلی الله علیه وسلم آید فبالراس
والعین وانچه از صحابه رسید نیز اختیار کنیم واز گفته ایشان نه بر آئیم ولیکن چون
چیزی از تابعین بیاید ما وایشان برابریم با ایشان مزاحمت کنیم و در تحقیق حق
بحث نمائیم خلاصه ترجمه اوسکا یہہ ہی بعضی لوگون کی گمان مین ہی کہ مذہب امام
شافعی کا احادیث کی موافق ہی اور حدیث کی پیروی اوسکی مذہب مین زیادہ ہے
اور امام ابو حنیفہ کی مذہب کا مدار رای اور اجتہاد پر ہی یہہ کلام محض غلط ہی اور
صریح نادانی ہی کیونکہ کتاب الله اور احادیث رسول الله اور اقوال صحابہ کو جاننا
اور یاد رکہنا اجتہاد مین شرط ہی اور بغیر ان چیزون کی اجتہاد درست نہین ہے
اور جبکہ امام اعظم کا اجتہاد سب مجتہدون کی اجتہاد پر مقدم اور سابق ہی اور
سب علما اور مجتہدون کی نزدیک ثابت ہی اور تمام امت کا مقبول ہے
تو پہر یہہ گمان فاسد کا محل نہین ہی اور سبب اس گمان اور زعم کا یہہ ہے
کہ بعضی محدثین شافعی المذہب نے کتابین حدیث کی جو تصنیف کی ہین جیسے
مصابیح اور مشکوۃ اور اوسکی مانند تو اپنی مذہب کے دلیلین ڈہونڈہ کر اور
حدیثین جو اوسکی مذہب کے موافق ہین جنکو جمع کیا ہی اور جو حدیث کہ
ابو حنیفہ کی مذہب کے موافق ہی اوسپر طعن اور جرح کیا ہے

اور حقیقت مین بسبب تعصب کے بابہرہ تہا اور اکثر اون لوگون کی تعصب
اور بغض سے خالی نہین تہی تو اس صورت مین چاہیئے کہ حنفی مذہب کے
کتابون مین جو عرب کے ملکون مین مشہور ہین نظر کی جاوی تاکہ حقیقت
ظاہر ہو جاوی کہ ہر مسئلہ حنفی مذہب کا موافق قران اور حدیث کی ہے
جیسا کہ مواہب الرحمن حنفی مذہب مین ایک کتاب ہے کہ شارح اوسکا التزام
کرکی ہر مسئلہ کی دلیل کو قران اور احادیث صحیح سے لایا ہے اور منقول
ہی کہ امام ابوحنیفہ کی نزدیک کئی صندوق کتابین حدیث کی تہین کہ جن
حدیثون کو اونہون نے اپنے استادون سے سنا تہا اون کتابون
مین درج کیا تہا اور مروی ہی کہ اوستاد سب اوکی جنسی اونہون نی احادیث
سنی تہین سوای صحابہ کی تین سو تابعین تہے اور بعض لوگون نی کہ امام سے
اوکی سند کو روایت کیا ہے پانچ سو تہے اور جب ایسا ہوا کہ امام شافعی رح
جن حدیثون سی دلیل لاتی ہین اور امام ابوحنیفہ رح اونسی دلیل نہین لاتی تو
لوگون نی گمان کیا کہ امام اعظم کا مذہب حدیث کی مخالف ہی اور حال
یہہ ہی کہ ان حدیثون کی سوا اور بہت سی حدیثین ہین کہ اوکی بہ نسبت
زیادہ صحیح اور بہت قوی ہین جن حدیثون سی امام اعظم رح دلیل لاتی
ہین اور اس بات کو لوگون نی بالتفصیل بیان کیا ہی اگر ہم اون سب
کو ذکر کرین تو کلام دراز ہوتا ہے بالفعل یہی وہ سب احادیث موجود ہین
طالب کو چاہی کہ ان سب حدیثون کی طرف رجوع لاوی تاکہ ان سب احادیث
مخالف کو دیکہہ کر شک اور شبہہ مین نہ پڑی اور حقیقت مین مذہب حنفی
جامع ہی دلیل عقلی اور دلیل نقلی کو اور عادت حضرت امام اعظم رح کے

اکثر اوقات مین یون ہتی کہ اپنی مذہب کے بیان مین صرف دلیل عقلی ذکر
فرماتی اس لئی کہ اکثر آدمیون کی طبیعت خو کرتی ہے اس بات پر نقلی بات کو
عقلی دلیل سے تحقیق دیتی ہین اور اگر کوئی امر نقلی اون کی عقل کے
موافق نہو تو اوس پہ خوب اعتقاد نہین لاتی اس جہت سے امام اعظم رحمہ لوگون
کی قبلے اور تنبیہ کی واسطی مسئلہ کی دلیل کو عقلی وجہ سی ظاہر کرتی ہتی اور حقیقت
مین دلیل امام اعظم کے قران اور حدیث اور قول صحابہ سی ہتے اور ہی الواقع
ہر مجتہد پر واجب ہے کہ حکم کسی مسئلہ کا جب تک قران اور حدیث اور اجماع مین
پایا جاویگا تب تک قیاس کے طرف رجوع کرنا درست نہین ہے اور جب
کسی ایک مین نملی تو بالضرورۃ قیاس سے حکم کری تو پھر ایسی امام کے طرف
کیونکر گمان ہو کہ بغیر تلاش کرنے قران اور حدیث اور اجماع کے قیاس سے
حکم دیا ہو اور دوسری بات یہہ ہی کہ عقلی دلیل امام کے حقیقت مین واسطے
ترجیح دینی بعض حدیث کو بعض حدیث پر ہتی یعنی جبکہ دو حدیث مین اختلاف
ہوتا ہتا اور ترجیح کسی کے کسی طور پر نہو سکتی ہتی تب امام اعظم جس حدیث
کو دلیل عقلی کے ساتھہ موافق پاتی اوسکو غلبہ دیتی ہتی اور یون نہتا کہ
حدیث کی مقابل مین قیاس پر عمل کرتے نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ ذَالِكَ اور تیسری بات
یہہ ہی کہ حدیث کا صحیح اور ضعیف ہونا اگلی زمانی مین اور پچھلی زمانہ مین
مختلف ہے بہت سے حدیثین ہین کہ متقدمین کی نزدیک صحیح ہین اور متاخرین
کے نزدیک ضعیف اور یہہ ہو سکتا ہے کہ جتنی راوی کہ درمیان امام
اعظم کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتے سب مین شرطین صحت
کے جمع ہتین اسواسطی وہ حدیث صحیح ہوئی پھر اون کی زمانی سے کے

بعد راوی سب دوسرے ہوی اور واسطہ زیادہ ہوا تب پچھلی زمانی کی محدثون
کے نزدیک دی حدیث ضعیف ٹہیری اس واسطی کہ اون محدثون سی پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم تک واسطی بہت ہوی یعنی راوی اسباس حدیث کی اون
لوگون اور حضرت کی درمیان اگلی سی زیادہ ہوی اور اون سب راویون مین
شرطین صحت کے پای نہین گئین اس لئی محدثون نی اوس حدیث کو ضعیف کہا
اپنی زعم کی موافق پہر اگر کسی محدث نے جو امام اعظم کی سچی بتی کسی کو ضعیف کہا
ہو تو اوس سی لازم نہین آتا ہی کہ امام اعظم کی زمانی مین بہی وہ حدیث ضعیف
بہی اور جب کہ امام اعظم کو حدیث کا کمال امتیاز تہا اور بڑا افضل و عالم تہا اکثر
لوگ اوپر حسد لیجاتی بہی متاخرین شافعیہ کو کیا کہی بلکہ متقدمین کو بہی
اوس جناب کی ساتہ حسد تہا اور حقیقت تو یہہ ہی کہ جو کوی بڑا فاضل ہوتا ہی
تو ایک عالم کا محسود ہو جاتا ہی تعجب ہے کہ شافعیون کا تو یہہ حال ہی اور پیشوا اونکی
امام شافعی رح کو دیکہا چاہی کہ کس قدر تعریف امام اعظم اور اونکی اصحاب
کی کرتی ہین اور کہتی ہین اَلنَّاسُ عِیَالٌ عَلٰی فِقْهِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ یعنی لوگ
اعتماد کرنی والی ہین ابو حنیفہ کی فقہ پر اور تابع اور پیرو ہین اونکی اور امام
اعظم کو جس قدر تابع داری اور پیروی احادیث اور اقوال صحابہ کی تہی
دوسرے مجتہدون کو نہ تہی اور اصحاب امام ابو حنیفہ کی سب متفق ہین اس بات پر
کہ حدیث ہر چند ضعیف بہی ہو تو قیاس پر مقدم ہے اور امام اعظم رح
کا تو یہہ طور تہا کہ جب تک ممکن ہوتا تو حدیث کو ہاتہ سے نہین
چہوڑتے آخر کو ضرورت کی وقت مین جب کوئی حدیث
معتبر نہ ملتی تب لاچار قیاس پر عمل کرتے اور امام شافعی رح بہت سی

حدیث کی اقسام پر قیاس کو ترجیح دیتی ہین اور امام اعظم صحابی کی تقلید کو جسم
بتے ہین کہ صحابی سنے اپنی اجتہاد سے کہا ہو واجب جانتی ہین اور شافعی کہتے
ہین کہ ہم اور صحابی برابر ہین وہ بھی مجتہد تھے اور ہم بھی مجتہد ہین
مجتہد کو تقلید کرنے دوسری مجتہد کے جایز نہین ہی اور امام حجت عبد
اللہ ابن مبارک نی امام اعظم رح سی روایت کی ہی کہ فرمایا ہی امام اعظم رح
نے کہ جو کچھہ حدیث مین آیا ہی اوسکو بسر و چشم ہم قبول کرتے ہین اور جو
کچھہ کہ اصحاب سے مروی ہی اوسکو بھی ہم اختیار کرتی ہین اور اوس سے باہر
نہین اتی ہین لیکن جو کچھہ کہ تابعین سے منقول ہو تو ہم اور وہ برابر ہین پھر
ہم بھی تحقیق کرینگی اور حق کو تلاش کرینگی

چھپوان سوال

جواب سی سوال سابق کے ظاہر ہوا کہ جسکا مرتبہ اجتہاد کا نہو تو ان چار ون
اماموں مین سی ایک کی تقلید اوس پر واجب ہی اور اگر اوسکو کوئی حدیث اوسکی
امام کی مذہب کے مخالف پہنچی تو اوس شخص کو اوس پر عمل کرنا جایز نہین ہی باوجود
اسکی کہ حضرت امام ابو حنیفہ رح نی فرمایا ہی اِنْ تُخَالِفُ قَوْلِيْ بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ صلے
اللہ علیہ وسلم یعنی جب کوئی حدیث ہمارے قول کے خلاف پاؤ تو اوس پر
عمل کرو اور ہمارے قول کو چھوڑ دو اور اسی طرحسی اور اماموں نی بھی فرمایا
ہی تو پھر وہ شخص اگر اس حدیث پر عمل نکری تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
قول پر بھی عمل نکیا ❀ اور امام کی حکم پر بھی نچلا اور دوسرے بات یہہ ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانی مین ہر ایک صحابی جیسی حدیث سنتی
تھی عمل کرتے تھی یعنی صحابی مجتہد ہو یا عامی ہر ایک پر یہی واجب تھا کہ جو
حضرت فرماتی اپنی سمجھہ کے موافق عمل مین لاتی اور ایسا فرق نہین تھا

کہ جو کوئی مجتہد ہوتا تو وہ حضرت کے فرمانے کی موافق اور اپنی دریافت کے مطابق عمل
کر لیتا اور جو کوئی مجتہد نہوتا تو حضرت کے قول کو چھوڑ کر اور کسی صحابی جو مجتہد
تھے مثلاً ابو بکر یا عمر اونکی تقلید کرتا تو پھر اسمین کیا مضر ہی کہ اس زمانے مین اگر
کوئی شخص غیر مجتہد جب کوئی حدیث معتبر کتاب مین پاوے یا کوئی معتمد عالم سے
سنے تو اوسکو اوس پر عمل کرنا جایز نہووے بلکہ کسی مجتہد کے تقلید اوس پر واجب ہو

جواب باللہ التوفیق ومنہ التحقیق پہلے جاننا چاہیے کہ کوئی حکم حدیث کی رو سے
جو کسی کے حق مین ثابت ہوتا ہی تو اوس مین تین چیز ضروری ہیں یعنی ہر شخص جب تک
تین چیز کو نجانے تب تک کوئی حکم کسی حدیث سے اوسکی حق مین ثابت نہین ہوتا پہلا
جاننے کہ یہہ کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دوسرا جانے کہ مراد اس حدیث سے
سے کیا ہی یعنی اوس کلام سے جو غرض ہو اوسکو سمجھے تیسرا جانے کہ یہہ حکم
ہم پر ہی یعنی اس حکم مین ہم بھی داخل ہین دوسرون کی واسطی خاص نہین ہیے
کیونکہ اگر کوئی ان تین باتون سے ایک بات کو نجانے گا تو اوسکی حق مین وہ ثابت
نہوگا مثلاً اگر حضرت کے کلام ہونیمین شک ہو جیسا کہ کوئی حدیث فاسق یا کافر
سے سُنے تو وہ حکم ثابت نہین ہوتا ہی اور ایسا اگر کسی حدیث کے مراد کو نہ سمجھے
جیسا کہ حدیث مجمل تو جب تک مراد اوسکی نہ سمجھیگا تو کیا عمل کریگا اور ایسے
طرح سے جب جانے کہ یہہ حکم مجھ پر نہین ہی بلکہ دوسرون کی حق مین ہے جیسا
حکم منسوخ کہ اگلی مسلمانون کی حق مین تھا تو وہ حکم بھی ثابت نہین ہوتا ہی جب یہہ بات
معلوم ہوئی تو جانو کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام جب کسیکو خطاب کر کے کوئی حکم فرماتے
تھے تو اوس شخص کے حق مین یہہ تینون باتین پائی جاتی تہین پہلا امر تو ظاہر
ہی کہ جب کسی مسلمان نے حضرت کی زبان سے کوئی حکم سنا تو بے شبہہ جانا کہ یہہ

حکم رسول اللہ کا بہی اور دوسرا امر بہی پایا جاتا تہا اسواسطی کہ حضرت علیہ السلام ہر ایک
کو اونکی سمجہہ کے موافق حکم فرماتی ہتی کہ کسی طرح سی اونکو شبہہ باقی نرہتا تہا
جیسا مشہور ہی کہ حضرت نی خود فرمایا ہی کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِہِمْ
بات کرو لوگون کی ساتہہ اونکی سمجہہ کے موافق یعنی لوگون سی بات اس اندازہ
سی کرو کہ اونکی دریافت مین آجاوی پہر اگر کوی شخص لایق اور ذہین ہوتا تو
اوسکو اجمال اور کنایہ سی فرماتی اور اگر ایسا نہوتا تو حسب حال اوسکی خوب واضح
کرکی ارشاد کرتے کہ اوسکو کچہہ شبہہ نرہتا جیسا کہ مشکوۃ شریف کی کتاب العلم
مین ہی عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَکَلَّمَ
بِکَلِمَۃٍ اَعَادَہَا ثَلٰثًا حَتّٰی تُفْہَمَ عَنْہُ یعنی انس رض نی کہا ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کوی بات فرماتی تو تین بار ارشاد کرتی تاکہ
بی شبہہ خوب سمجہا جاوی اور اگر کوی کلام مبہم ہوتا تو وہ شخص مخاطب اپنے
حال کے قرینے سی یا حضرت کی حال سے یا اور بعضی لوگون کی حال سی یا اپنی
سوال کی قرینے سی یا حضرت کی کلام کے سیاق سی یا اور لوگون کی گفتگو کے
رد سی حضرت کی مراد سمجہہ لیتا جیسا کہ انشاء اللہ تعالی مثال اوس کے
آگی مذکور ہوگی اور بعضا کلام ظاہر کی خلاف ہوتا تہا کہ ہر کوی اوس کے کنہ
کو نہین پہنچتا تہا بلکہ وہ صحابی بہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں
اکثر حاضر رہتی ہتی اور حضرت کی عادات سی خوب واقف ہتی اور آپ کے
صحبت کے تاثیر کے سبب اون کی دل مین صفای اور روشنی ہوگئی تہے
کہ سخن کی تہہ کو پہنچتی ہتی اور حضرت کی مراد اور غرض کو خوب دریافت
کرلیتے تہے جیسا کہ حضرت عایشہ رض کا حال تہا اور ہمونی کی واسطی اوسکی

مثال اسکی مذکور ہوگی اور اگر کلام ایسا مبہم ہوتا کہ مخاطب کسی طرح بہی نہ بوجہتا
تو وہ ناچار پوچہتا جیسا کہ بہت سی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت نے اولا ایک
بات فرمائی پہر کسی صحابی نے پوچہا کہ یا رسول اللہ اس سے کیا مراد ہے حاصل کلام
یہہ ہے کہ بعضا کلام حضرت کا مبہم اور خلاف ظاہر ہوتا تہا پر مخاطب اوس کے
مراد کو کسی ایک طور سے سمجہہ لیتا اور ان باتون کی تفصیل اور ہر ایک کی مثل
لکہنے مین کلام دراز ہوگا اس واسطے بیان مجمل لکہا گیا انشاء اللہ تعالی حضرت
کی بیان مین بطور نمونہ کی حال اوس مثال اوسکا معلوم ہوگا اور تیسرا امر یعنے
اس بات کو جاننا کہ یہہ حکم ہم پر ہے یہہ بہی اوس شخص کے حق مین خاص
ہوتا تہا اس لیے کہ جب حضرت نے اوسکو خطاب کرکے کوئی حکم فرمایا تو ظاہر ہے
کہ اوسکے حق مین اگر دوسرے پر خاص ہوتا تو اوسکو کیون فرماتے پہر بعد حضرت
کی ان تینون باتون کو جاننا بہت دشوار ہوا اس واسطے کہ پہلا امر یعنے یقین کرنا
کہ یہہ حدیث شریف ہے اور یقین اوسکو کہتے ہین کہ بغیر شبہہ اور بدون تردد
کے کسی چیز کو جاننا اور حدیث مین یقین حاصل ہونے کی دو صورت ہے ایک
تو یہہ کہ اپنے کان سے حضرت کی زبان مبارک سے سنے اور بعد انتقال حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے یہہ صورت اختیار سے جاتی رہی اور دوسرے صورت یہہ
کہ خبر تواتر سے سنے اور اسکی صورت یہہ ہے کہ نقل کرنے والے اوس حدیث
کی ہر زمانے مین اس قدر آدمی ہون کہ عقل ہرگز تجویز نکرے کہ اتنے لوگ سب کے
سب جہوٹہہ کہتے ہین اور خبر تواتر مین یہہ بہی ضرور ہے کہ ابتدا سے انتہا
تک ہر زمانے مین اور ہر طبقے مین اس قدر راوی ہون کہ ایک دوسرے برابر
سنتے چلے آتے ہون اور ایسی ہی نقل کو تواتر کہتے ہین اور ایسی حدیث کو

متواتر اور حدیث متواتر مین ہر ایک راوی کا حال تحقیق کرنا اور ہر ایک کے عدالت
اور صداقت کو ثابت کرنا ضرور نہین ہی ہر ایسی روایت سی اوس حدیث مین
یقین حاصل ہوتا ہی کیونکہ عادت جاری ہی کہ جب کسی بات کو اس قدر آدمی نقل
کرتی ہین تو سنتے ہی ہر ایک کو یقین آجاتا ہی مثال اوسکی بغداد کسی شہر کا نام
اور سکندر کسی بادشاہ کا نام اور اسی طرح سی قران شریف کی کلام خدا ہونی پر ہم
لوگون کو جو یقین ہے تو اوسکا سبب سوا اسکی نہین ہی کہ نقل متواتر سی ثابت
ہی کہ حضرت عم نی اوسکو خدای تعالی کا کلام فرمایا ہی پہر بعد حضرت کی جب پہلی صورت
متعذر ہوی تو یقین حاصل ہونیکی لئی ایک صورت تواتر کی باقی رہی پہر اگر ایسی
راوی اوس حدیث کی ہون تو ہر گز یقین حاصل ہوگا تو اب ہر حدیث مین اس
طرح کا یقین حاصل ہونا متعذر ہی کیونکہ حدیث متواتر بہت تہوڑی ہی اس
واسطی اللہ تعالی نے گمان غالب کو یقین کی قایم مقام فرمایا ہی یعنی جب کسی کو گمان
غالب ہو کہ یہہ کلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تو وہ حدیث اوس شخص کے
حق مین ثابت ہوگی اور گمان غالب جب حاصل ہوتا ہی کہ اوسکی راوی کا حال
خوب دریافت کری جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی وَعَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ
قَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ رواہ مسلم
روایت ہی ابن سیرین سی کہا کہ یہہ علم دین ہی یعنی قران اور حدیث یہی دین اور
اسلام ہی سو خوب نگاہ کرو کہ کس شخص سے سیکہتی ہو دین اپنا یہہ کلام اشارہ ہے
اہتمام اور احتیاط کرنیکی طرف دریافت کرنیمین احوال راوی کی یعنی حدیث کی راوی
کو خوب تحقیق کیا جاتا ہی کہ پرہیزگار دیانتدار راست گفتار نیک کردار ہو اور نہ
لیا جاتا ہی حدیث کو ہر کسی سے جو کوئی روایت کری حضور صاحب غرض جو

نیا مذہب نکالنی والی جدا طریقہ رواج دینی والی ہوں کیونکہ وہ اپنا مذہب رواج دینی کی واسطی بہت سے باتیں دین میں افترا کرینگی اور جہوٹہہ حدیثیں لوگوں کو سنا دینگے یہہ خلاصہ ترجمہ شرح فارسی مشکوۃ کا ہی پہر جب کسیکو راوی کی عدالت اور صداقت اور حفاظت پر یقین ہوگا تو اسکی حق میں اوس کلام کے حدیث ہونی پر گمان غالب حاصل ہوگا کیونکہ جب کوئی اپنی افعال میں عادل اور اقوال میں صادق ہوتا ہی تو ظاہر حال ہی اوسکی یہہ سمجہا جاتا ہی کہ حدیث کی روایت میں بہی وہ سچا ہوگا کیونکہ جہوٹہہ کہنا حرام ہی خصوصا پیغمبر علیہ السلام پر جہوٹہہ بات کو افترا کرنا بڑا گناہ ہے اس لئی ایسی شخص کے روایت پر گمان غالب ہوتا ہی لیکن یقین حاصل نہیں ہوتا ہے اسواسطی کہ یقین جب حاصل ہووے کہ کسی طرح کا شبہ اور احتمال باقی نرہے اور حال یہہ ہی کہ عقل کے نزدیک ایسی شخص کا بہی کاذب ہونا جائز ہی اسواسطے کہ ہم تو صرف اوسکی ظاہر حال پر مطلع ہو سکتے ہیں اور اوسکی نیت اور ارادے اور اعتقاد پر تو خدا تعالی ہی واقف ہی کیونکہ بعضی لوگ ایسی بہے ہوتے ہیں کہ اگرچہ ظاہر میں نیک کار خوش اطوار ہیں لیکن باطن میں منافق اور دل میں معتقد جیسا کہ اگلی زمانہ میں وضاع لوگ گذری ہیں اور بعضی آدمی ایسی بہی ہوتی ہیں کہ اگرچہ ظاہر اور باطن میں نیک ہیں لیکن کسی غرض کی سبب سے یا اپنی زعم میں کسی ضرورت کی جہت سے کبہی جہوٹہہ کہتی ہیں اور اپنی اعتقاد میں اوسکو دینداری سمجہتے ہیں جیسا کہ مولانا عبد العزیز رح نی رسالہ اصول الحدیث میں لکہا ہے کہ نوح ابن ابی عصمت کہ فاضل اور ثقہ تہا قران کے سورتوں کی فضیلت میں اوسنی بہت سے حدیثوں کو وضع کرکے رواج دیا تہا اور مشہور کیا تہا پہر جب اوسکو لوگوں نی پکڑا اور سند اوسکی مانگی اور سخت

تمسک کیا بات لاچار ہوکر اقرار کیا کہ میں ان حدیثوں کو بنایا ہی اور نیت میری خیر کی تھی
کیونکہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ قرآن کی طرف کم متوجہ ہیں اور دوسرے علوم کے طرف
مثل تواریخ اور فقہہ کی زیادہ مشغول رہتے ہیں تو لوگوں کو رغبت دلانے کی واسطے
یہہ حدیثیں بنائیں کہ ثواب کی رغبت سے یا اور کسی دنیاوی مطلب کے طمع سے
اکثر قرآن پڑہیں اور بیشتر تلاوت میں مشغول رہیں اور سورتیں یاد کریں اور اسی
طرح سے بعضے واعظ اچھے کام میں رغبت دلانے کی واسطے یا برے کام سے ڈرانے
کی لئے حدیث ضعیف بلکہ حدیثیں وضعی بہی کہتے ہیں باوجودیکہ یہہ بات
کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنی ہر صورت میں اور ہر تقدیر
میں حرام ہی اور راوی میں ایک امر اور بہی ضرور ہی وہ یہہ ہی کہ فہم اور ضبط
اور حفظ یعنی جو کچھہ اوسنے سنا ہو خوب سمجھتا اور ضبط کرتا اور یاد رکھتا ہو اگر
اوسکی فہم میں نقصان یا احاطہ میں قصور یا قوت حافظہ میں کچھہ خلل ہوگا تو
اوسکی روایت پر بہی اعتماد نہوگا پہر جاننا کہ راوی کی عدالت اور صداقت
اور حفاظت پر یقین حاصل ہونے کا دو طریق ہیں اول یہہ ہی کہ اوسکی صحبت
میں ایک مدت دراز رہکر خوب افعال اور اقوال اوسکی صیافت کرے دوسرا
یہہ ہی کہ غائبانہ اوسکا حال مفصلا تواتر سے معلوم کرے یعنی اس قدر لوگ اوسکی
کی عدالت اور صداقت اور حفاظت کو بیان کریں کہ ہرگز عقل تجویز نکرے کہ یہہ
سب کے سب اوسکی جہوٹہہ تعریف کرتے ہیں تو اس صورت میں اوسکی عدالت
اور صداقت اور حفاظت پر یقین ہوگا خلاصہ یہہ ہی کہ اگر درمیان اوسکے
اور حضرت علیہ السلام کے ایک راوی ہو تو فقط اوسی کا حال اون دو صورت
میں سے ایک طور سے یقین حاصل کرے اور اگر ایک واسطے سے زیادہ

سہو لو جیسی پر اوی کا حال اون دو نون فریق سی معلوم ہو سکتا ہی لیکن اوسکی
اوپر کی راویون کا حال جو فوت کر گئی ہین روایت سی دریافت ہونا ممکن نہین ہے
صرف تواتر سی اونکا حال معلوم ہو سکتا ہی الغرض جب سب راویون کی عدالت
اور صداقت اور حفاظت پر بکمال یقین حاصل ہوگا تو اوس حدیث پر گمان غالب ہوگا لو
اگر کسی راوی کی ان سب حالات پر یقین نہی حاصل ہو بلکہ اگر کسی طرح کا بہی اوسکی
حال مین شبہہ واقع ہو جیسے کہ اگر کوئی راوی مجہول الحال ہو یعنی وہ سب صفات جو
راوی مین شرط ہین کچہہ معلوم نہو تو اوس حدیث مین یقین کا تو کیا گذر ہی گمان
غالب بہی حاصل نہوگا اور یقین یا گمان غالب جب تک کسی حدیث پر نہو تو اوسکو روایت
کرنا جایز نہین ہی جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی عن ابن عباس رض قال قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِتَّقُوا الْحَدِيْثَ عَنِّي اِلَّا مَا عَلِمْتُمْ الخ یعنی پرہیز
کرو تم حدیث کی روایت کرنیکو مجہسی مگر جس حدیث کو کہ یقین جانو کہ وہ مجہسی ہے
اخرجہ اور مشکوۃ کی باب الاعتصام بالکتاب والسنہ مین ہی وعن ابی ہریرۃ رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ
یعنی بس ہی مرد کو جہوٹہہ کہنی مین اس قدر کہ حدیث کری جو کچہہ سنے یعنی اگر
کوئی کسی طرح کا جہوٹہہ نہی لیکن جو کچہہ لوگون سی سنی بلا تحقیق کہی ہوئی اسکو روایت
کری تو اسی قدر بس ہے جہوٹہہ کہنی کو تو معلوم کیا چاہی کہ جب آدمی بلا تحقیق
کسی بات کی نقل کرنیسی دروغ گو بنتا ہی تو کوئی حدیث بلا تحقیق اور بدون علم کی
روایت کرنیسی اوسکا کیا حال ہوگا پہر اس زمانی مین بہی اگر کوئی چاہی کہ کسی
حدیث کو خود تحقیق کری تو اوسپر واجب ہی ضرور ہی کہ اپنی اوستاد سی یعنی جس سے
اوس حدیث کو سنا اوس سی لیکر صحابی تک جتنی راوی گذری ہین ہر ایک کو

حال الگلے لوگوں کا حقیقتاً اسی طور سے کہ سابق مذکور ہوا خوب دریافت کرے پھر جب ہر
ایک راوی کا حال بالتفصیل یعنی عدالت اور صداقت اور حفاظت ہر ایک کے
یقین سے معلوم ہو جاوے تب وہ حدیث اسکے حق میں ثابت ہوگی اور اگر ایک
راوی کے حال میں بھی شبہہ گذریگا یعنی اگر کسی راوی کی عدالت یا صداقت یا فہم
یا ضبط یا حفظ میں یقین نہوگا تو اوس حدیث میں بھی شبہہ ہوگا اور اوسکے حق
میں وہ حدیث ثابت نہوگی پھر اس زمانے میں سب راویوں کا حال دریافت کرنا
بہت مشکل ہے بلکہ متعذر ہے کیونکہ کس قدر لوگ گذرے ہیں کہ اونکا احوال خبر
متواتر سے تو کیا معلوم ہوگا نام بھی اونکا مشہور نہیں ہے اور سابق مذکور ہوا
ہے کہ راویوں کے حال کو بالیقین جاننا ضرور ہے اور یقین سے جاننے کی دو ہی
صورت ہے یا تو خود مدت دراز اوسکی صحبت میں رہے یا خبر تواتر سے اور بعضے
لوگوں سے اوسکا حال سننا یا کسی کتاب تواریخ میں دیکھنا کفایت نہیں کرتا پھر
جب یہہ معلوم ہوا تب جانو کہ کسی حدیث کو فقط کسی کتاب معتبر میں دیکھنا
یا صرف کسی عالم مجتہد سے سننا کسی کے حق میں کافی نہوگا کیونکہ اوسکے حق میں ثابت
موقوف اس بات پر ہے کہ وہ شخص خود اپنی تحقیق سے احوال سب راویوں کا
بالیقین معلوم کرے اور ان دونوں صورتوں میں راویوں کا حال کچھہ ثابت نہوا
اور بالفرض اگر حاصل ہوا ہو تو اوس شخص کے حق میں ثابت ہوا کہ جس نے اوس
کتاب کو جمع کیا تھا یا خود یاد رکھا تھا طالب کے حق میں تو یہہ ضرور ہے کہ سب کا
احوال خود تحقیق کرے اور تواتر سے تب اوسکے حق میں ثابت ہوگا اور اس
مقام کے بیان اور تحقیق سے کوئی یہہ نہ سمجھے اور نہ کہے کہ اس تقدیر میں کسی کتاب
حدیث بلکہ کسی حدیث پر اعتماد نرہا اور سب میں شک اور شبہہ پڑ گیا سو جواب

اجماع کی سبب خلیفہ ہوے رسول اللہ کا اور اللہ کے رحمت کا مستحق موافق قیاس صحیح کی اور ایک دوسرے کی چاروں خلیفوں کی امام ابو حنیفہ کی مذہب کو ثابت کرتے ہیں کہ حق تعالی نے سورہ جمعہ میں فرمایا ہے ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم

اوسکا یہہ ہی کہ فرق ہی درمیان تحقیق اور تقلید کے یعنی کسی حدیث کے پانی کا دو
طریق ہی ایک یہہ کہ طالب آپ تلاش کرکی ثابت کری دوسرا یہہ کہ کسی عالم محقق
کے پیروی کری خواہ اوسکی زبان سی سنکر یا اوسکی کتاب مین دیکہہ کر اور سابق
جو مذکور ہوا التحقیق کا بیان تہا اور تقلید کے صورت دوسرے ہی پہر اگر ایک شخص
نے کسی عالم محقق پر اعتماد کرکی اوسکی کتاب مین ایک حدیث پائی اور اوسکو مان
لیا تو حقیقت مین اوس حدیث کی نسبت اوسکی مصنف کی تقلید ہوئی اور دگر
عالم کے صرف پیروی ٹہیری اپنی کچہہ تحقیق نہوئی پہر اس زمانی مین جو شخص آرزو
رکہی کہ تقلید کسی مجتہد کی نکری بلکہ خود آپ جو حدیث مین پاوی عمل کری تو یہہ ہوس اوسکی
ہرگز حاصل نہوگی کیونکہ کوئی حدیث حاصل کرنیمین اوسکو کسی عالم کی تقلید کرنی
ضرور ہوگی اور کسی کتاب کی پیروی ناچاری کرنی پڑیگی تو جسسے بہاگیگا آخر کو اوسی
مین جا گریگا اور دوسری بات یہہ ہی کہ بالفرض اگر کسی غیر مجتہد نے کسی عالم کی تقلید کرکے
اوسکی کتاب پر اعتماد کرلیا اور تقلید کی لحاظ سی حدیث پر اوس کتاب کی اعتقاد کیا
لیکن حدیث کی مراد کو سمجہنی کی واسطی اور اوس سی حکم نکالنی کی لئی جو بہت شرطین
ضرور ہین جیسا کہ آگی مذکور ہوئینگی کہاں سی حاصل کریگا آخر کو گہبرا گہبرا کر لاچار ہوگی اور ما
حدیث کی مراد کو سمجہنی اور حکم نکالنی مین اوسکو کسی عالم مجتہد کی تقلید کرنی ضرور ہو
گی تو حقیقت مین پہرا تہا اور پہرا اوسکا تقلید کی طرف رجوع کریگا تو پہر ابتدا ہی سے
اوسی کیون نہین اپنی اوپر تقلید کسی مجتہد کی واجب کرلی تہی اور افسوس صد افسوس
ہی اوسکی حال پہ کہ جو شخص امام اعظم مجتہد مقدم کی تقلید سے انکار کری اور عار
رکہی اور پہر آخر مین دوسرے عالم کی کہ جسکو نسبت شاگردی کی ہی آنحضرت رح کی
ساتہہ نہین ہی تقلید کری خدا ہمکو اپنی پناہ مین رکہی ایسی حماقت اور ضلالت سی اور الزام

ابو حنیفہ رح لی جو فرمایا ہی اذا صح الحدیث فہو مذہبی اور اترکوا قولی بخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تو اوسکے معنی یہہ ہین کہ جب تم کوئی حدیث کو اپنی تحقیق سی پاؤ تو ہمارے قول کو جو ہمنی اپنی اجتہاد سی کہا ہی اوسکو چہوڑ دو پہر جو قول اونکا کسی آیت یا حدیث یا اجماع کی موافق ہو تو وہ حقیقت مین اونکا قول نہین ہی بلکہ حکم خدا اور رسول کا ہی اوسکو چہوڑنے کی کچہہ معنی نہین پس جو حکم اجتہادی امام کا ہی اوسکی بہ نسبت امام نی یہہ فرمایا ہی لیکن یہہ کلام امام کا حکم عام ہر خاص و عام کی حق مین نہین ہی کیونکہ اگر عام ہوتا تو یون فرماتی یترک قولی کل من سمع خبر الرسول یعنی جو کوئی حدیث سنی تو چہوڑ دی ہمارے قول کو بلکہ یہہ حکم امام کا خطاب خاص ہے اپنی شاگردون کے لئی کہ جنکا مرتبہ حدیث کی تحقیق کا تہا اور اونکو لیاقت اور قدرت حدیث پر عمل کرنی کے تہی جیسی امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر وغیرہ اسواسطی کہ حدیث پہ عمل کرنیکی واسطی ایک شرط جو سابق مذکور ہوئی اوسکی سوا اور بہی بہت سی شرطین ہین کہ آگی مذکور ہونگی اور اون سب شرطون کا پایا جانا عوام مین غیر ممکن ہی بلکہ اس زمانی کی عالمون مین بہی متعذر ہے لیکن خدای تعالی قادر ہے کہ کسیکو وہ رتبہ اپنی فضل سے عنایت کرے جیساکہ جواب سابق مین شرح سفر السعادت سی منقول ہوا پہر اگر کوئی اس مقام کو دیکہہ کر شبہہ کری اور کہی کہ جب مقلد کو حدیث پہ عمل کرنا درست نہین ہی تو پہر سابق کی مسئلون مین حدیثون سی کیون تم دلیل لای ہو تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ ہمنی اون مسئلون کو کہ سابق ذکر کیا ہی اون سب کو ہمارے امام نی قرآن اور حدیث سی استنباط کیا اور فقہ کی کتابون مین ثابت ہوا ہی لیکن جبکہ بعضی لوگ کہتی ہین کہ فلانا مسئلہ فقہ کا مخالف ہی حدیث سی ثابت نہین ہی اسواسطی ہم نی ان مسئلون کی دلیل کو حدیثون سے

جن جن کتابون سی پایا بیان کیا تاکہ عوام کو ان مسئلون مین شبہہ نہ پڑی اور
جو مسئلہ کہ امام سی ثابت ہوا ہی صرف اوسکی دلیل کو بیان کرنا مقلد کی حق مین ممنوع
نہین ہی اسکی بعد یہہ جانو کہ اگر کوی حنفی کسی حدیث کو اوس کتاب مین پاوے
کہ جمع کرنیوالا اوسکا حنفی نہو جیسا کہ مشکوۃ اور بلوغ المرام وغیرہ تو دو حال سے
خالی نہین ہے یا تو امام اعظم کے قول کے موافق ہوگی یا مخالف اگر موافق ہوی تو
کچہہ کلام نہین اور اگر مخالف ہوی تو اوس حدیث پر عمل کرنا حقیقت مین اوس عمل
کی بہ نسبت اوسکی مصنف کی تقلید کرنی ہوی اور امام اعظم کی تقلید سی مونہہ پہیر آنا
حالانکہ اوس قول مخالف کی ترجیح کی کوی وجہ نہین ہی اسواسطی کہ امام اعظم کا قول
بہی البتہ کسی آیت یا دوسری حدیث یا اجماع سی ثابت ہی صراحتہ یا ضمنا ہوا اور یہہ گمان
نہین ہوسکتا ہی کہ حدیث صحیح غیر منسوخ معلوم ہوتی امام نی اپنی قیاس سی کہا ہو
کیونکہ قیاس پر عمل کرنا جب جایز ہوتا ہی کہ قران اور حدیث اور اجماع مین پایا نجاوے
اور یہہ شبہہ بہی محض بیجا ہی کہ امام کو اوس حدیث کی خبر نہین پہونچی تہی اس
واسطی کہ اوس زمانی مین بہت سی صحابی موجود تہی اور وہ زمانہ تابعین کا تہا
اور لوگ حدیثون کو صرف زبانی یاد رکہتی تہی اور دڑسی بہولنی کی عالمون
مین اکثر چرچہ اوسکا رہتا تہا تو اگر وہ حدیث صحیح غیر منسوخ ہوتی اور حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کا بہی عمل اوسپر ہوتا تو ظاہر یہی ہی کہ وہ حدیث البتہ مشہور ہوتے
اور لوگون کی عمل مین آتی پہر صرف یہہ گمان اور شبہہ کرکی امام اعظم کی تقلید
سی بہاگنا اور دوسرے محدث کی طرف دوڑنا دین مین کہیل کرنا ہی نعوذ باللہ
منہ بلکہ ظاہر اور غالب یہی ہی کہ ترجیح امام اعظم کے قول کو ہی اسواسطی کہ امام
اعظم کا زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت قریب تہا اور وہ اوس زمانی مین تہی کہ جبکہ

خیریت کی گواہی حضرت علیہ السلام نے دی ہی کیونکہ وہ تابعین تی بہی اور
بیس صحابی سی اونکو ملاقات ہوی اور سات صحابی سی اونہون نی حدیث روایت
کی جیسا کہ درمختار کی خطبہ مین لکہا ہی اور تین سو تابعین سے حدیث کو سنا اور
کئی مسند و ق حدیثون کی کتابون کی اونکی پاس ہتی جیسا کہ شرح سفر السعادت
کی خطبہ مین مرقوم ہوا ہی پہر ظاہر یہی ہی کہ جس قدر اونکو حدیث صحیح پہنچی ہتی
اور جتنی اونکو حدیث کی تحقیق حاصل ہوئی ہتی باقی مجتہدون کو اور حدیث
کی کتاب جمع کرنیوالون کو جو اون کی بعد ہوی ایک کو بہی یہہ بات حاصل نہین ہوئی
پہر جو حدیث کسی مخالف کی کتاب مین ہوگی تو وہ حدیث وضعی ہوگی یا ضعیف یا منسوخ
یا ماول کسی تاویل کر کی جیسا کہ جواب سابق مین تفصیل اوسکی شرح سفر السعادت سی مذکور
ہوی چنانچہ امام اعظم کی بعد ہزارون علما اور فضلا نی جو امام اعظم کی مسایل اور دلایل
کو حدیث کی کتابون سی ملایا تو اگر کبہی کسی حدیث کو اونکی مذہب کی خلاف پایا تو آخر
بعد تحقیق کی یون معلوم ہوا کہ وہ حدیث وضعی ہی یا ضعیف یا منسوخ یا ماول یا
اوسکی مقابل مین دوسری حدیث زیادہ قوی ہی جیسا کہ آمین بالجہر کی اور رفع یدین
کی حدیث کا بیان سابق مذکور ہو چکا ہی اور اسی طرح سی جتنی حدیث مخالف ہی سب
کا یہی حال ہی تفصیل اوسکی فقہ کی بڑی کتابون مین ہی جیسا فتح القدیر اور بحر
الرایق اور مواہب الرحمان اور تبیین الحقایق اور کافی اور شرح ہدایہ اور تخریج
الہدایہ وغیرہ جسکو اس بات مین شبہہ یا تردد ہو تو اگر وہ کچہہ علم رکہتا ہی تو چاہی کہ
وہ فقہ اور اصول فقہ کی کتابین دیکہی اور اگر وہ شخص جاہل ہی تو اوسکی حق مین
اسی قدر کافی ہی کہ بیشمار علما اور جیساب اولیا اون کی مقلد ہتی اور مرتی دم
تک اونہین کی پیروی کرتی رہی اور تمام جہان کی مسلمانون مین تخمینا تین حصہ حنفی

ہوگی اور ایک حصہ اور مذہب والی اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کہ اصل مقام دین
اور شریعت کا ہی حاکم اور قاضی اور مفتی وہان کی امام اعظم کے مذہب کے موافق
احکام شرع کو جاری کرتی ہین اور پہلا امر یعنی یقین کرنا کہ یہہ کلام حدیث ہی جیسا
اسمین راوی کی عدالت اور صداقت اور محافظت تحقیق کرنی ضروری ایک اور امر بہی ضروری ہی اور وہ یہہ
کہ معلوم کرنا اسکا کہ راوی نی آیا حضرت کی قول کو بالفاظہ اور بعبارتہ یعنی بدون تغیر
اوسکی لفظون مین نقل کیا ہی یا اپنی سمجہہ کے موافق مطلب اوسکا اپنی عبارت مین ادا کیا
ہی اگر اول ہی تو مقبول ہی اور اگر ثانی ہی تو دو حال سے خالی نہین ہی اگر راوی مجتہد
ہی تو مقبول ہی اور نہین تو مردود کیونکہ اکثر کلام حضرت علیہ السلام کا جوامع الکلم ہے
یعنی لفظ تہوڑے اور معنی بہت اور بعضا کلام مبہم یا خلاف ظاہر پہر جو مجتہد ہے تو البتہ
حضرت کی مراد کو سمجہہ سکتا ہی اور غیر مجتہد اون سب معانی کو ضبط نکر سکیگا اور غرض
حضرت کی اگر نہ سمجہی گا تو پہر اکثر غلطی مین پڑ جاویگا اس لئی اوسکی روایت پر اعتماد نہین
جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَہَا وَوَعَاہَا وَاَدَّاہَا
فَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ غَیْرُ فَقِیْہٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ اِلٰی مَنْ ہُوَ اَفْقَہُ مِنْہُ الحدیث
ترو تازہ کری دیوی خدا اوس بندہ کو کہ جسنی سنا ہمارے کلام کو پہر یاد کیا اوسکو جیسا سنا
اور نگاہ رکہا اوسکو اور پہنچایا اوسکو لوگون کو آخر تک وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض
قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَءًا
سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَہٗ کَمَا سَمِعَہٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی لَہٗ مِنْ سَامِعٍ یعنی
تازگی بخشی خدا اوس مرد کو جسنی سنا ہمسی کوئی کلام پہر پہنچایا اوسکو جیسا سنا تہا
سو بہت پہنچائی گئی زیادہ یاد رکہنی والی ہوتے ہین سننی والی سی اور مشکوۃ کے

شرح مین شیخ عبد الحق دہلوی نی لکہا ہی حاصل اوسکا یہہ ہی کہ یہہ حدیث دلالت
کرتی ہی اس بات پر کہ حدیث کو بلفظہ روایت کرنا چاہیی اور نقل بالمعنی مین
علما کا اختلاف ہی لیکن مختار یہہ ہی کہ اگر راوی کلمات کی موارد کو اور عبارت
کی استعمالات کو اور الفاظ کی مقامات کو اور کلمات کی محاورات کو اور نکات اور
اشارات اور مقتضیات کو خوب جانتا ہو اور کمال حذاقت اور لیاقت رکہتا ہو
تو جایز ہی اور نہین تو درست نہین اسکی بعد دوسرا امر یعنی اوس حدیث
کی مراد کو سمجہنی بہت سی امر پر موقوف ہی اس مقام مین بطریق مثال کے چند
امور ذکر کئی جاتی ہین اور وہ شرطین کہ جنکا مضمون دقیق ہی اور عوام کو
اونکا سمجہنا دشوار ہی یہان ذکر نہین کیا گیا بلکہ اوسکو اصول فقہ اور اصول
حدیث کی کتابون پر حوالہ کیا گیا پہلا یہہ کہ اگر وہ شخص عربی ہو تو چاہی کہ اہل
فصاحت اور بلاغت سی ہو اور اپنی زبان دانی مین مہارت تمام اور مشق کامل
رکہتا ہو اور اگر عربی سی ایسا ماہر نہو یا عجمی ہو تو علم صرف اور نحو اور لغت اور
بلاغت کے قواعد کی خوب ضبط رکہی اور اصطلاحات اور محاورات اور استعمالات
کو خوب جانی تاکہ لفظی معنی کو اولا سمجہی جیسا کہ مایۃ المسایل مین ہی حافظ
ابن حجر نی فتح المبین مین لکہا ہی اَلْبِدْعَةُ مُنْقَسِمَةٌ اِلَی الْاَحْکَامِ الْخَمْسَةِ لِاَنَّهَا
اِذَا عُرِضَتْ عَلَی الْقَوَاعِدِ الشَّرْعِیَّةِ لَمْ تَخْلُ عَنْ وَاحِدٍ مِنْ تِلْكَ
الْاَحْکَامِ فَمِنَ الْبِدَعِ الْوَاجِبَةِ عَلَی الْکِفَایَةِ اَلْاِشْتِغَالُ بِالْعُلُوْمِ الْعَرَبِیَّةِ
اَلْوَسِیْلَةِ الْمُتَوَقِّفِ عَلَیْهَا فَهْمُ الْکِتَابِ کَالصَّرْفِ وَالنَّحْوِ وَاللُّغَةِ وَ
الْمَعَانِیْ وَالْبَیَانِ یعنی بدعت کی پانچ قسم ہے حرام مکروہ واجب مستحب
مباح کیونکہ جب اسکو نسبت کیا جاوی قواعد شرعیہ کی طرف تب خالی ہوگا ایک

ان پانچ احکام سے بہر بدعت واجب علی الکفایہ کی قسم سے ہی سیکہنا علوم عربیہ کو جو
موقوف ہی اس پر سمجہنا قران کا جیسا صرف نحو لغت معانی بیان اور ایسا ہی
سمجہنا حدیث کا بہی موقوف ہی ان سب علموں پر اور مایۃ المسایل مین ہی
قَالَ الْقَسْطَلَانِیُّ فِیْ شَرْحِ الْبُخَارِیِّ فِیْ بَیَانِ اَحْوَالِ اَبِی الْاَسْوَدِ ظَالِمِ بْنِ عَمْرِو بْنِ
سُفْیَانَ التَّابِعِیِّ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ تَکَلَّمَ فِی النَّحْوِ بَعْدَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ
رضی کہا قسطلانی نے شرح بخاری مین احوال مین ابی الاسود ظالم کی کہ وہ شخص
پہلا اون لوگون کا ہی جسنے بعد حضرت علی کے علم نحو مین کلام کیا یعنی سب کے
پہلی تو حضرت علی رضی علم نحو کو تصنیف فرمایا پہر اون کی بعد اور لوگون کی بہ نسبت
اول ابی الاسود نے علم نحو کو جمع کیا اور اوسی مایۃ المسایل مین ہی وفی الدر المنثور
عن ابی بکر محمد ابن القاسم الانباری فی کتاب الوقف وابن عساکر فی تاریخہ
عَنْ اِبْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَنْ لَا یُقْرِءَ الْقُرْاٰنَ اِلَّا عَالِمٌ
بِاللُّغَةِ وَاَمَرَ اَبَا الْاَسْوَدِ بِوَضْعِ النَّحْوِ تفسیر درمنثور مین ہی ابی بکر محمد ابن قاسم رضی
سے کتاب الوقف مین اور ابن عساکر سے کتاب تاریخ مین ابن ابی ملیکہ سے کہ کہا
حکم کیا عمر رضی نے کہ قران نہ پڑہی مسلمانون پر جو شخص کہ عالم ہو علم لغت کا اور حکم کیا اونہون نے ابی الاسود کو تصنیف
کرنیکو علم نحو کی ذکر کیا حافظ ابن حجر نے فتح المبین میں اربعین حدیث کی شرح مین وَاَمَّا مَا لَا یَاْتِیْ ذٰلِکَ بِاَنْ
یَشْهَدَ لَهٗ شَیْءٌ مِنْ اَدِلَّةِ الشَّرْعِ اَوْ قَوَاعِدِهٖ فَلَیْسَ بِرَدٍّ عَلٰی فَاعِلِهٖ بَلْ هُوَ
مَقْبُوْلٌ مِنْهُ کَاسْتِخْرَاجِ عُلُوْمِ اللُّغَةِ وَالنَّحْوِ وَالْمَعَانِیْ وَالْبَیَانِ فَاِنَّ ذٰلِکَ
کُلَّهٗ مَعْلُوْمٌ حُسْنُهٗ ظَاهِرٌ فَائِدَتُهٗ مُعِیْنٌ عَلٰی مَعْرِفَةِ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَفَهْمِ
مَعَانِیْ کِتَابِهٖ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم فَیَکُوْنُ مَامُوْرًا بِهٖ وَکَوْضْعِ
الْمَذَاهِبِ وَنَحْوِهَا فَاِنَّهٗ مَقْبُوْلٌ مِنْ فَاعِلِهٖ مُثَابٌ بِهٖ وَرُوْحٌ عَلَیْهِ خلاصہ

یہہ بھی جو بدعت کہ کسی دلیل شرع کی موافق ہو تو وہ مردود نہیں ہے

بلکہ مقبول ہی جیسے علم لغت نحو معانی بیان کہ جس اس سب کا معلوم اور خائدہ

اسکا ظاہر اور کلام اللہ کی دریافت اور قرآن اور حدیث کی معنی سمجھنی پڑتا

ہی تو یہہ سب بہی شرع کا حکم ہی اور اسی طرح سے سب مذہب کو معین اور

مقرر کرنا اور اوسکو جمع کرنا شرع مین مقبول ہی اور فاعل کو اوسکی آخرت مین

ثواب اور دنیا مین تعریف ہی پہر اوسکی بعد مراد اور غرض حضرت علیہ السلام

کی سمجھنی مین اور بہت سی چیزین بہی ضرور ہین منجملہ ان شروط کی یہہ ہی کہ کلام کی سیاق

کو دریافت کری یعنی اوسکی روزیہ اور روش کو بخوبی سمجھی اسواسطی کہ بہت سی الفاظ

حدیث اور قرآن کی ہین کہ اگر صرف اوسی ایک جملہ مین نظر کیجی تو ایک معنی سمجھی

جاتی ہین اور اگر سیاق اور سباق کی طرف لحاظ کیجی تو مراد اوس کلام کی دوسری معلوم

ہوتی ہی جیسا کہ مشکوۃ کی باب التیمم مین ہی خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ کہا جابر نی نکلی

ہم لوگ کسی سفر مین پہر ہم لوگون مین سی ایک مرد کا سر پتہر سی ٹوٹا اور بعد اسکے

اوسکو احتلام ہوا تب اوسنی ہمراہیون سی اپنی پوچہا کہ آیا تم سمجہتی ہو کہ تیمم ہمارے

واسطی درست ہی بولی کہ تیری واسطی تیمم درست نہین اس واسطی

کہ تیری پاس پانی موجود ہی اور خدا تعالی نی فرمایا ہی کہ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا

طَيِّبًا اگر تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو الغرض لوگون نی صرف اسی آیت پر نظر کرکی کہا کہ

تیمم تجکو درست نہین تب لاچار ہوکر اوسنی غسل کیا پہر پانی اوسکی زخم مین سرایت

کر گیا آخر کو وہ مر گیا جابر رضی کہتی ہین کہ جب ہم سب حضرت علیہ السلام کی نزدیک پہنچی

اور حضرت نی اس قصی کو سنا تو فرمایا قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ اَلَا سَأَلُوا اِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَاِنَّمَا

شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ یعنی فرمایا اوسی ڈالون نی اوسکو مار ڈالا خدا تعالی اونکو مارے

چونکہ اونہون نے بے علم کی فتوی دیا اس واسطے حضرت نے اونکو بددعا دی اور فرمایا کہ اگر تم علم نہین رکھتے تھے تو کس واسطے علما سے نہین پوچھا کہ نہین ہی دوا نادانی اور نارسائی کی مگر سوال کرنا اور پوچھنا عالم سے خلاصہ اس قصہ کا یہہ ہے کہ اون لوگون نے صرف اس ایک آیت کو ملاحظہ کرکے حکم دیا اور آیت کی آگی اور پیچھی کو نظر نہ کیا کہ اللہ تعالی پہلی اوسکی فرماتا ہے وَاِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یعنی اگر تم بیمار ہو یا سفر مین ہو اور پیچھی اوسکی فرماتا ہے مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ یعنی خدای تعالی ارادہ نہین کرتا ہے کہ کوئی حکم تمپر کرے کہ اوس مین تمپر سختی اور تنگی ہو پس کلام سابق اور لاحق سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مراد اس آیت سے یعنی فلم تجدوا ماء سے یہہ ہے کہ تمکو پانی کی استعمال پر قدرت نہو تو اوس تقدیر مین تیمم درست ہے تو معلوم ہوا کہ اس شخص زخمی کی حق مین تیمم درست تہا اور اسی واسطے حضرت علیہ السلام نے ناخوش ہوکر اونکو بددعا دی نعوذ باللہ من غضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا بچاوے ایسی نادانی سے کہ حضرت علیہ السلام کی بددعا مین پڑین اس حدیث سے کئی فائدی حاصل ہوی پہلا یہہ کہ بعضا کلام اللہ تعالی کا اگلی یا پچھلی بات سے علاقہ رکہتا ہے کہ جبتک اوسکو نہ ملاوے تو مراد اوسکی نہین سمجھی جاتی دوسرا یہہ کہ اگر کسی کو علم اور قدرت قرآن کی مطلب سمجھنے کا نہو اگرچہ لفظی معنی سمجھتا ہو بلکہ اگرچہ اہل زبان ہی ہو لیکن اوسکی سمجھنے سے اوسکو قرآن سے اپنی سمجھہ کی موافق مسئلہ دینا درست نہین ہے اور تیسرا یہہ کہ جسکو قابلیت قرآن کی مراد سمجھنے کی نہو تو وہ کسی عالم سے پوچھے اور اپنی رائے اور اپنی عقل اور فہم کو قرآن مین دخل نہ دیوے اور چوتہا یہہ ہے کہ اگر کوئی بے علم کسیکو غلط مسئلہ بتا دے اور اسمین کچھہ گناہ ہو تو وہ گناہ مسئلہ بتانیوالی پر پڑتا ہے اور پانچوان یہہ ہے کہ جو کو

ایسا کریگا تو وہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا اور دنیا ہی مین ہر ایک
اور بھا ہر ہی کہ جب وہ حضرت کی بد دعا مین پڑا تب عذاب الہی مین بہی گرفتار
ہوا نعوذ باللہ من غضب اللہ ومن سخط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
مشکوۃ کی کتاب العلم مین لکہا ہی اور یہہ حدیث عمرو بن شعیب کی طویل ہی جس قدر
یہان درکار ہی لکہا جاتا ہی فما علمتم منہ فقولوا وما جہلتم فکلوہ الی عالمہ
یعنی حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی جو بات قران سی جانو تو کہو اور جو نجانو تو اوسکو
اوسکی عالم کی طرف سونپو اور اوسی کتاب مین ہی عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ یعنی جو کوئی
فتوی دیا جاوی بدون علم کی تو گناہ اوسکا اس پر ہی کہ جسنی اوسکو فتوا دیا اب خوب
غور کر کر سمجہا چاہی کہ اصحاب حضرت کی اہل زبان تہی قران اور حدیث کو خوب
سمجہتی تہی کیونکہ اونہین کی زبان کی موافق قران اور حدیث وارد ہوا تہا باوجود
اسکی جو لوگ کہ علم اور فہم کامل رکہتی تہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو مسئلہ
نکالنی کو اور فتوی دینی کو منع فرمایا اور سپرد کرنی کسی عالم کی ارشاد کیا پہر جو
شخص عجمی ہو اور صرف نحو بلاغت کے قواعد سی بہی واقفیت نرکہتا ہو اور لغت
عربی کو نجانتا ہو اور اصطلاحات و استعمالات پر بہی مطلع نہو اور دوسری علوم کہ قران
اور حدیث کی سمجہنی کی واسطی ضرور ہین اوس سی بہی شخص بہی غافل ہو صرف ترجمہ
قران اور حدیث کا پڑہا ہو تو ایسی کو فتوا دینا اور قران اور حدیث سی مسئلہ نکالنا
بلاشبہ حرام ہی اور جبکہ صحابی باوجود ہم زبان اور ہم صحبت ہونی کی حضرت علیہ السلام
کی بد دعا میں پڑ گئی تو پہر ایسی لوگ کہ اونکو زبان عربی مین بہی کچہہ دخل نہو تو کیا
عجب ہے کہ حضرت کی لعنت مین پڑ جاوین نعوذ باللہ منہا بلکہ ایسا شخص خود گمراہ

مین پر کردوسرون کوبہی گمراہی مین ڈالیگا جیساکہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا یَنْتَزِعُہُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یُبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُہَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا متفق علیہ خلاصہ ترجمہ اس مقام کا یہہ ہی کہ آخر زمانی مین علما نہین رہین گی اسوقت لوگ جاہلون سی مسئلہ پوچہین گی تب وہ جہال بدون علم کی فتوا دین گی پہر وہ آپ گمراہ ہونگی اور دوسرون کوبہی گمراہ کرین گی نعوذ باللہ منہا پہر جانو کہ قران کی طرح بہت سی حدیثین ہین کہ مراد اونکی سمجہنی موقوف ہی اگلی یا پچہلی بات پر اور اکثر ایسا ہی واقع ہوتا ہی کہ راوی صرف ایک دو جملہ حدیث کی نقل کرتا ہی اور کلام سابق کو یا سخن لاحق کو چہوڑ دیتا ہی یا اس سبب سے کہ یا تو بہول گیا یا اس جہت سے کہ اوس راوی نی اسی قدر سنا تہا لیکن جب اوسکی روایت کو دوسرے راویون کی روایت سی ملایا جاتا ہی تب معلوم ہوتا ہی کہ اس حدیث کی ما قبل یا ما بعد یہہ جملہ بہی ہی تو اگر کوی صرف حدیث کی اوسی ٹکری پر نظر کری تو ایک مراد سمجہی جاتی ہی لیکن جب کلام سابق کو یا کلام لاحق کو لحاظ کیا جاوے تو ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ مراد نہین ہی بلکہ مراد اس کلام کی دوسری ہی جیساکہ یہہ حدیث مشہور اکثر حدیث اور فقہ کی کتاب مین ہی اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ تو اس کلام کی ظاہر سے یہی سمجہا جاتا ہی کہ ہر عمل موقوف نیت پر ہی یعنی حکم دنیاوی اور حکم اخروی موقوف نیت پر ہی اگر کسی عمل مین نیت پای جاوے تو وہ عمل صحیح ہوتا ہی اور ثواب بہی ملتا ہی اور اگر نیت پای نجاوی تو عمل باطل ہے یعنی نہ صحت اور نہ ثواب جیساکہ امام شافعی رح اس حدیث کی معنی یہی کہتی ہین مثلا اگر وضو مین نیت نکری تو وضو

صحیح نہیں ہی اور ثواب بہی نہیں ہی اور اوس سی نماز بہی درست نہیں بلکہ دوسری بار وضو نیت کی ساتھہ کرنا فرض ہی اور امام اعظم رح اس حدیث کی معنی یون کرتے ہین کہ جزا ہر عمل کی موقوف نیت پر ہی یعنی حکم اخروی ہر عمل کا موقوف نیت پر ہی یعنی اگر نیت ہو کہ یہہ کام خدا کی رضا کی واسطی کرتی ہین تو اسمین ثواب ہے اور اگر خدا کی خوشنودی کی نیت نہو تو ثواب نہین ہی مثلاً وضو مین اگر غرض بردرضے خدا کے نیت ہو تو ثواب ہی اور اگر ایسا نہو برابر ہے کہ اصلا نیت نہو جیسا کہ کوئی تالاب مین بلا قصد کی گر پڑا اور وضو کی اعضا کا غسل اور مسح ہو گیا یا نیت اور کسی امر کی کیا ہو جیسا ہٹنڈا ہونا یا میل کی کو دفع کرنا یا بدن کا میل دہونا یا غیر اسکا اسمین ثواب نہین لیکن وضو درست ہی نماز اس وضو سی جایز ہی دوسری بار وضو کرنیکی ضرورت نہین پہر جب اس حدیث کو پہلی کلام سے کہ بعد اس عبارت کی ہی ملایا جاتا ہی تب صاف معلوم ہوتا ہی کہ جو امام اعظم نے فرمایا ہی حق ہی کیونکہ جو اس کے یہہ مضمون ہے کہ ہر فرد کے واسطی وہ چیز ہی جو نیت کرے پہر جسنی ہجرت مین خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت کی تو اوسکو وہی ہے یعنی ثواب ہے اب جسنی ہجرت مین دنیا کی نیت کی تو اوسکو دنیا ہے یعنی کچہہ ثواب نہین جیسا کہ مشکوۃ کی پہلی حدیث ہے عن عمر بن الخطاب رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات وانما لامرء ما نوی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ والی رسولہ فہجرتہ الی اللہ والی رسولہ ومن کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او امراۃ یتزوجہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ متفق علیہ ترجمہ اسکا موافق شرح عبد الحق دہلوی

رح کی یہہ ہی کہ کوئی عمل بے نیت کی معتبر نہیں اور نہیں ہی ہر ایک مرد کو ثواب
مگر جو کچھہ کہ نیت کیا ہوا وسی پہر جو شخص کہ ہجرت اوسکی خدا اور رسول خدا کی طرف
ہو یعنی خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت ہو تو پہر ہجرت اوسکی خدا اور رسول
ہی کی طرف ہی یعنی ثواب بہت ہی اور جو شخص کہ ہجرت اوسکی دنیا کی طرف
ہو تاکہ وہ اوسکو پاوے یا کسی عورت کی طرف تاکہ اوسکو نکاح کرے تو پہر اوسکے
ہجرت اوسی چیز کی طرف ہی جس کی طرف ہجرت کی یعنی کچھہ ثواب نہیں ترجمہ
تمام ہوا پہر قرینہ سی اس پچھلی عبارت کی صاف ظاہر ہی کہ مراد اس حدیث
إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ سی وہی ہی جو امام اعظم فرماتے ہین کیونکہ حضرت علیہ السلام
نی یہی فرمایا ہی کہ جسکی ہجرت لله و للرسول ہو تو اوسکو ثواب ہے اور اگر یہہ
اور للرسول نہو تو ثواب نہیں پہر اگر حدیث إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کی یہہ معنی ہوتی
کہ کوئی عمل بے نیت کی صحیح نہیں تو آپ یون فرماتے کہ مَنْ كَانَ هِجْرَتُهُ إِلَى الدُّنْيَا
فَبَطَلَتْ هِجْرَتُهُ أَوْ قَالَ هَاجَرَ ثَانِيًا یعنی جسکی ہجرت کی دنیا کی واسطی تو باطل ہوے
ہجرت اوسکی یا یون فرماتے کہ دوسرے بار ہجرت کرے اسواسطی کہ ہجرت اوس وقت
مین فرض تہی اور منجملہ اوسکی یہہ ہے کہ مورد یعنی محل حدیث کا جانے کیونکہ
بہت حکم بلحاظ محل کے مختلف ہو جاتی ہین پہر بعضی حدیث محل خاص مین وارد
ہی حالانکہ حدیث کی عبارت مین اوس محل خاص کا کچھہ بیان نہیں ہوتا تو ایسی
صورتمین اوس حدیث کی مراد سمجہنی کی واسطی اوسکی مورد کو جاننا ضرور
ہی جیسا کہ صحیح مسلم مین ہی عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی الله
علیہ وسلم إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ یعنی نہیں واجب ہے غسل مگر منی نکلنی سی اب ظاہر
ہی اب ظاہر ہی اس حدیث کی یہی سمجہا جاتا ہے کہ اگر دخول پایا جاوے اور

در انزال ہنو تو غسل واجب نہین جیسا کہ بعضی آدمیون نی صرف اس حدیث کی ظاہر
کی طرف نظر کر کی یہی سمجہا تہا لیکن حقیقت مین مورد اس حدیث کا احتلام ہی یعنی
اگر کوئی خواب مین اپنی جماع کو دیکہی تو غسل اوسپر واجب نہین ہوتا جب تک کہ انزال
نہ پایا جاوی بخلاف جماع حقیقی کی کہ اگر آلت کا سر بہی داخل ہو تو غسل واجب
اگرچہ انزال نہو جیسا کہ مشکوۃ کی باب الغسل مین ہی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّمَا الْمَاءُ
مِنَ الْمَاءِ فِي الْاِحْتِلَامِ یعنی یہہ حکم کہ بغیر انزال کی غسل واجب نہین اگرچہ مطابق ہی
لیکن احتلام کی صورت مین وارد ہی اور بعضی محدثون نی جو محل اس حدیث کا
معلوم نہین کیا تو کہا ہی کہ یہہ حکم یعنی جماع مین بی انزال کی غسل واجب نہو ابتدای
اسلام مین تہا پہر منسوخ ہوا اور منجملہ اوسکی جاننا اس بات کو کہ راوی اس حدیث کا
ابتدا سی اس قصہ کی حضرت کی حضور مین حاضر تہا یا درمیان مین یا آخر مین کیونکہ
بسبب اختلاف آمد و رفت راویون کی احادیث کی روایت مین بڑا اختلاف ہوتا
ہی تو جو راوی ابتدا سی انتہا تک حاضر ہوگا اسکی روایت پر اعتماد ہوگا اور
اوسکی حدیث سی مراد اور حکم شرعی معلوم ہوگا اور جو راوی ابتدا سی انتہا تک حاضر
نہو تو اوسکی روایت مین اکثر خلل اور نقصان ہوگا اور حضرت کی مراد اوسکی حدیث
سی سمجہی نہین جاویگی جیسا کہ تیسیر الوصول کی فروع تلبیہ مین ہی عَنْ ابْنِ جُبَيْرٍ
رض قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رض عَجِبْتُ لِاخْتِلَافِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی
الله علیه وسلم فِي إِهْلَالِهِ حِينَ أَوْجَبَ فَقَالَ إِنِّي لَأَعْلَمُ
النَّاسِ بِذٰلِكَ إِنَّهَا إِنَّمَا كَانَتْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم
حَجَّةٌ وَاحِدَةٌ فَمِنْ هُنَالِكَ اخْتَلَفُوا خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم
حَاجًّا فَلَمَّا صَلّٰى فِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْهِ أَوْجَبَهُ فِي مَجْلِسِهِ فَأَهَلَّ

بِالْحَجِّ حِينَ فَرَغَ مِنْ رَكْعَتَيْهِ فَسَمِعَ ذَلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَحَفِظْتُهُ عَنْهُ ثُمَّ
رَكِبَ فَلَمَّا اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ أَهَلَّ وَأَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ وَذَلِكَ
أَنَّ النَّاسَ إِنَّمَا كَانُوا يَأْتُونَ أَرْسَالًا فَسَمِعُوهُ حِينَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ يُهِلُّ
فَقَالُوا إِنَّمَا أَهَلَّ حِينَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ ثُمَّ مَضَى ﷺ فَلَمَّا عَلَا عَلَى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ
أَهَلَّ وَأَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَقَالُوا إِنَّمَا أَهَلَّ حِينَ عَلَا عَلَى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ
وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ أَوْجَبَ فِي مُصَلَّاهُ وَأَهَلَّ حِينَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ وَأَهَلَّ
حِينَ عَلَا عَلَى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ خلاصہ ترجمہ اسکا یہہ ہی کہ ابن جبیر
سی روایت ہی کہ اونہوں نی کہا ابن عباس رض کو کہ متعجب ہوں میں اصحاب کے
اختلاف سی کہ حضرت نی کسوقت تلبیہ کو شروع کیا تہا تب ابن عباس رض نی فرمایا کہ میں
سب لوگوں سی اس امر میں خوب واقف ہوں حضرت نی ایک ہی حج کیا تہا یعنی حج متعدد
نہ تہا کہ ہر بار ایک ایک طور سی کیا ہو اور ہر ایک صحابی ایک ایک حال کو دیکہہ کر حکایت
کرتی ہوں بلکہ سبب اختلاف کا یہہ تہی کہ نکلی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حج کی ارادے
سی پہر جب مسجد میں ذو الحلیفہ کی پہونچی تو دو رکعت نماز پڑہنی کی بعد پہلا تلبیہ کہا
پہر سنا اوسکو لوگوں نی اور اوسکو اچہی طرح یاد رکہا اور روایت کیا پہر اوسکی بعد آپ
سوار ہوی اور جب اونٹ نی حضرت کو اوٹہایا تب تلبیہ فرمایا اور اوسکو دوسرے لوگوں
نی سنا اور ویسیہی یاد رکہا اور ویسیہی اوسکو نقل کیا اوسکی بعد جب حضرت بلندی
پر چڑہی تلبیہ کہا اور اوسکو تیسرے قوم نی سنا سو اوسی کو یاد رکہا اور حکایت کیا
اور یہہ اسواسطی تہا کہ لوگ حضرت کی پاس جماعت جماعت متفرق آتی تہی جیسے
جسنے جسوقت سنا ویساہی نقل کیا تمام ہوا خلاصہ اسکا پہر جو شخص ابتدا سے
حضرت کی ساتہہ تہا جیسے ابن عباس رض وہی حقیقت حال پر مطلع ہیں اور

اور روایت اوسکی شبیکہ ہے اور نتیجہ اوسکی یہہ ہی کہ اگر کوئی حدیث جواب میں کسی از
کی واقع ہو تو ضروری کہ سایل کی لفظوں میں تامل کیا جاوے اسواسطے کہ جواب موافق
سوال کی ہوتا ہی پہر بعضی حدیث ایسی ہے کہ اگر صرف اوس حدیث کی طرف نظر
کی جاوی تو ایک مطلب سمجہا جاتا ہی اور اگر سوال کو لحاظ کیا جاوی تو دوسری
مراد معلوم ہوتی ہی جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
میں لکہا ہی اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّی اَفَضْتُ قَبْلَ اَنْ اَحْلِقَ فَقَالَ
اِحْلِقْ وَلَا حَرَجَ وَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِیَ قَالَ اِرْمِ
وَلَا حَرَجَ الْحَدِيثَ خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ آیا حضرت کی پاس ایک مرد موسم حج میں
پہر کہا اوسنے یا رسول اللہ افاضہ کیا مینی سر منڈانی کے پہلی فرمایا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے سر منڈا اور کچہہ حرج نہیں پہر دوسرا مرد حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ ذبح کیا مینی رمی کی پہلی فرمایا رمی کر
اور کچہہ حرج نہیں اب ظاہر اس حدیث کی معلوم ہوتا ہے کہ حج کی افعال کو الٹ
یعنی مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کریں کچہہ گناہ اور کچہہ فدیہ نہیں ہوتا ہے
خواہ قصدا ہو خواہ بہول کر خواہ نادانستگی سے ہو جیسا کہ بعضی لوگ ایسا ہے
سمجہتی ہیں لیکن مسایل کے لفظ کی طرف اگر نظر کیا جاوی تو معلوم ہوتا ہے
کہ یہہ حکم صرف بہول سی اور نادانستگی کی صورت میں ہی اور بالقصد کی تقدیر
میں نہیں جیسا مواہب لدنیہ میں ہی کہ صحیح مسلم میں لکہا ہی روایت سی ابن عمرو بن
العاص کی وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی رَاحِلَتِهٖ فَطَفِقَ نَاسٌ
يَسْاَلُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ الْقَائِلُ مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّی لَمْ اَكُنْ اَشْعُرُ اَنَّ الرَّمْیَ
قَبْلَ النَّحْرِ فَنَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمْیِ فَقَالَ اِرْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سَمِعْتُهٗ يُسْاَلُ يَوْمَئِذٍ

تَحْرِيمِ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ بَلْ مِنْ تَقْدِيمِ بَعْضِ الْأُمُورِ قَبْلَ بَعْضٍ وَأَشْبَاهِهَا فَقَالَ افْعَلْ
وسلم قَالَ افْعَلْ ذَلِكَ وَلَا حَرَجَ الحديث خلاصہ یہہ ہی کہ لوگ سوال کرتی تہی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے سو پوچھا ایک نے یا رسول اللہ کہ مجہی خبر نہ تہی کہ رمی پہلی ذبح
کی ہی سو میں نے ذبح کیا پہلی رمی کی پہر حضرت نے فرمایا رمی کرو اور کچہہ حرج نہیں
اور جب کوی حضرت سی سوال کرتا تہا کہ کسی مردنی بہول کر کی یا انجان ہو کر کوی کام
کیا یعنی پہلی کو پیچہی اور پیچہی کو پہلی تب حضرت فرماتی تہی کہ کرو اور کچہہ حرج نہیں اور
سمجہہ اوس کی یہہ ہے کہ سمجہی کہ یہہ حکم علی الاطلاق ہی یا حکایت کسی حال کی کیونکہ
راوی کبہی سمجہتا ہی کہ یہہ حکم ہر حال میں ہی اور دلیل یہی روایت کرتا ہی باوجود
اس بات کی کہ واقع میں حضرت نی بطور قصی کی کسی کا حال فرمایا ہی اور ظاہر الفاظ
کی حدیث کی یہہ نہیں معلوم ہوتا ہی پہر جو صرف عبارت پر حدیث کی نظر کریگا تو پڑے
غلطی میں پڑیگا جب تک کہ قصہ اوس حدیث کا نجانی اور قصہ حدیثوں کا متن حدیث
مین اکثر مذکور نہیں ہوتا بلکہ کتب سیر اور شروح حدیث اور فقہ مین مرقوم ہوتا ہی جیسا کہ
مشکوٰۃ کی باب البکاء علی المیت میں دو حدیث ہی کہ اون دونوں کی ذکر کرنی مین بہت
طول ہوتا ہی اسو اسطی صرف مثال کی لئی خلاصہ اون دونوں حدیثوں کا مختصر کر کی لکہا گیا
جب عائشہ رض کی نزدیک ذکر کیا گیا کہ عبد اللہ بن عمر رض کہتی ہیں اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ
بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ یعنی مردہ عذاب کیا جاتا ہی بسبب رونی زندی کی اوپر تب عائشہ رض نے
فرمایا کہ خدا مغفرت کری عبد اللہ کی خبردار رہو کہ عبد اللہ نے قصدا جہوٹ نہیں کہا
لیکن بہول گیا جو حضرت سی سنا یا خطا اوسکی سننی یا سمجہنی میں واقع ہوی سو قصہ اوسکا
یون ہی کہ یکبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذری ایک یہودیہ کی قبر کی سامنی کہ اوسپر کو
روتا تہا تب حضرت نی فرمایا کہ یہہ لوگ اوسپر روتی ہیں اور حال اوسکا یہہ ہے کہ وہ عذاب

کی جاتی ہین ایسی قبرین اور ایک روایت مین اس قدر زیادہ ہی کہ حضرت عائشہ رضی
فرمایا کہ کافی ہی تمکو قرآن اللہ تعالی فرماتا ہی وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی یعنی کوئی
نفس نہین اوٹھاویگا دوسرے کی بوجھہ کو یعنی ایک کا گناہ دوسرے پر پڑے کو سور رونا
اور نوحہ کرنا یہہ گناہ زندہ کا ہے مردی پر کیون پڑیگا اور منجملہ اوسکی یہہ ہے کہ تمام
آیات احکامی قرآن کی اسکی معنی اور مراد اور تاویل کی ساتھہ خوب معلوم اور یاد
ہو کیونکہ بہت سی حدیثین ظاہر مین آیت قرآنی کی خلاف ہین تو اوسپر عمل جائز نہین
مگر جب معلوم ہو کہ وہ حدیث متواتر ہے اور یہہ بہی معلوم ہو کہ وہ آیت پہلی اسکی
نازل ہوئی تہی یا قرابت سی اور علامات اور تاویلات سی تطبیق ان دونون کی درمیان
ہو سکی یا اوس حدیث کی ترجیح اور قوت دوسرے کسی طور سی تحقیق اور ثابت ہو
تو البتہ ایسی حدیث پر عمل کیا جاویگا لیکن اس بات کی تحقیق کی واسطی بہت علم
درکار ہے کہ اس مقام مین گنجایش اسکی نہین ہو سکتی ہی جیسا کہ توضیح کی فصل
النسخ مین اور اور تفسیر احمدی کی خطبی مین لکھا ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَكْثُرُ لَكُمُ الْاَحَادِيْثُ مِنْ بَعْدِيْ فَاِذَا رُوِيَ لَكُمْ حَدِيْثٌ فَاعْرِضُوْهُ عَلٰی
كِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ وَافَقَهٗ فَاقْبَلُوْهُ وَاِنْ خَالَفَهٗ فَرُدُّوْهُ یعنی بہت حدیثین روایت
کی جاوین کی تمہاری واسطی ہمارے انتقال کے بعد سو جب روایت کی جاوے
تمہارے واسطی کوئی حدیث تو پیش کرو اوسکو کلام اللہ پر پھر اگر اوسکو موافق قرآن مجید
کے پاؤ تو قبول کرو اور اگر مخالف پاؤ تو رد کرو یہہ حدیث اصول کی کتابون مین منقول اور
بعضی حدیث اور تفسیر کی کتابون مین مروی ہی اور بعضی محدثون کی نزدیک یہہ ثابت
ثابت نہین ہی لیکن مضمون اس حدیث کا دوسرے مقامون سی بہی معلوم ہوتا ہی جیسا کہ
نور الانوار کی بحث سنت مین ہی رَدَّتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ اَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلٰثًا

وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً وَرَدَّهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَقَالَ
لَا نَدَعُ كِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا بِقَوْلِ امْرَأَةٍ لَا نَدْرِيْ اَصَدَقَتْ اَمْ كَذَبَتْ
اَمْ حَفِظَتْ اَمْ نَسِيَتْ یعنی روایت کی ہی فاطمہ بنت قیس نے کہ اوسکی شوہر نی اوسکو
تین طلاق دی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکی عدت کی نفقہ وغیرہ کا حکم نہیں فرمایا
تہا پہر عمر رض نی اوسکی روایت کو رد کیا اور کہا نہ چہوڑ دین گی ہم کتاب پروردگار کو
اور نہ سنت رسول خدا کو روایت سی ایک عورت کی کہ نہیں دریافت کرتی ہین ہم
کہ سچ کہا اوسنی یا جہوٹ اور یاد رکہا ہی اوسنی یا بہول گئی اور منجملہ اوسکی یہہ ہے
کہ احکام اجماعیہ سی بہی واقف ہو اسواسطی کہ احکام شرع کی دلیل صرف قران اور
حدیث ہی نہین ہی بلکہ اجماع بہی حجت ہی جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی وعن
ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلم ثلثۃ اٰیۃ محکمۃ او سنۃ
قائمۃ او فریضۃ عادلۃ الخ اصول شریعت کا تین ہے پہلا آیۃ محکم یعنی کتاب اللہ
کہ جس سے حکم ظاہر ہو اور دوسرا سنت قائمہ یعنی حدیث کہ سند صحیح سے ثابت
ہو تیسرا فریضہ عادلہ یعنی جو دلیل کہ برابر ہی قران اور حدیث کی تو یہہ تینون واجب
العمل ہین یہہ اشارہ ہی اجماع اور قیاس کی طرف اور بعضی حدیث کی ظاہر معنی بالاجماع
متروک ہین یعنی اتفاق سب علما کا ثابت ہوا کہ اوس حدیث کی ظاہر معنی مراد نہین بلکہ تاویل اوسکی
دوسری ہی پہر اس صورت مین اس حدیث کی ظاہر معنی پر عمل کرنا خلاف اجماع کا ہوتا
ہے اور اجماع کا خلاف کرنا حرام اور باطل ہے اور اجماع کو حق نہ جاننا کفر اور ضلالت
ہی جیسا کہ کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم مین ہی والحدیث الوارد فیہ ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال الغیبۃ تفطر الصائم وھو مأول بالاجماع والفتوی
بخلاف الاجماع غیر معتبر یعنی قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا

کہ غیبت روزی کو توڑتی ہی بالاجماع ماول ہی اور تاویل اوسکی یہہ ہی کہ غیبت سے روزے کی فضیلت جاتی رہتی ہی اور فتوی دینا خلاف اجماع کی باطل ہی اور اسی واسطی اگر کسی روزہ دار نی کسی کی غیبت کے پہر اوس نی اوس حدیث کی ظاہر معنی کو اعتبار کرکی سمجہا کہ روزہ اوسکا ٹوٹ گیا پہر اوسنی قصد اکہانا کہا لیا تو اس صورۃ مین قضا اور کفارہ دونون اوسپر واجب ہین اور حدیث مین پانی کا عذر اوسکی حق مین مقبول نہین ہی کیونکہ بالاجماع اس حدیث کی ظاہر معنی مراد نہین جیسا کہ کفایہ کی اوسی مقام مین ہی فَلَوْ ظَنَّ اَنَّ الْغِیْبَۃَ تُفَطِّرُہٗ فَاَکَلَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَعَلَیْہِ الْقَضَاءُ وَالْکَفَّارَۃُ سَوَاءٌ اِعْتَمَدَ حَدِیْثًا اَوْ فَتْوٰی لِاَنَّ ھٰذَا الظَّنَّ وَالْفَتْوٰی فِیْ غَیْرِ مَوْضِعِہٖ یعنی کسی روزہ دار نی کسی کی غیبت کی پہر گمان کیا کہ اوس غیبت نی اوسکی روزی کو توڑا پہر یہہ سمجہہ کر کہانا کہا لیا تو اس صورت مین قضا اور کفارہ دونون اوسپر واجب ہی خواہ کسی حدیث پر اعتماد کرکی روزہ توڑا ہو یا کسی عالم کا فتوی پاکر کہایا ہو اس واسطی کہ یہہ گمان اور فتوی بی محل ہی تو اب معلوم ہوا کہ جو کوئی مسائل اجماعیہ سی واقف نہو اور وہ حدیث کہ بالاجماع ماول ہی اوسکی ظاہر پر عمل کریگا تو حرام اور سخت گناہ اور خرابی مین پڑیگا اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ بعضی حدیث کی معنی سمجہنا موقوف ہی مسائل اجماعی کی جاننی پر اور منجملہ اوسکی یہہ ہی کہ جو حدیث دو معنی کا احتمال رکہی تو ایک معنی کو ترجیح دیوی دوسرے دلیلون سی اسواسطی کہ بہت ایسی حدیث ہوتی ہی کہ ظاہر عبارت سی اوسکی دو معنی مخالف سمجہی جاتی ہین تو جبتک اوس حدیث کو قرآن سی یا اور دوسرے حدیثون سی تطبیق نہ دیوین تو ہرگز مراد اوس حدیث کی نہین سمجہی جاتی ہی تو جو کوئی صرف ایک حدیث کی طرف لحاظ کریگا تو سخت خبط اور اضطراب مین پڑیگا جیسا کہ

حدیث ہی مشکوۃ کی باب القراۃ فی الصلوۃ مین لاصلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب

اس عبارت کی دو معنی ہو سکتی ہین ایک معنی تو یہہ ہین کہ نہین جایز ہی نماز اوس شخص
کی جو نہین پڑہتا ہی سورہ فاتحہ کو اور اس طور کی عبارت اور معنی دوسرے حدیث
مین بہی آئی ہین جیسا کہ لاصلوۃ لمن لا وضوء لہ یعنی نہین جایز ہی نماز اوس
شخص کی جسکو وضو نہین ہی جیسا کہ امام شافعی رح اس حدیث کی معنی یہی کہتی ہین
اور دوسری معنی یہہ ہین کہ نہین ہی فضیلت اور کمال نماز مین اوس شخص کی کہ نہین
پڑہتا ہی وہ سورۃ فاتحہ کو اور اسی طرح کی عبارت اور معنی دوسرے حدیث مین
بہی آئی ہین جیسا کہ لاصلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد یعنی نہین کامل ہی نماز
مسجد کی ہمسایہ کی مگر مسجد مین اور اسی طور پر دوسری حدیث ہی لاصلوۃ بحضرۃ الطعام
یعنی نماز کامل نہین ہی جس وقت کہ کہانا سامنی حاضر ہو اور دل بہی راغب ہو پس جبکہ
اس حدیث نی دو معنی کا احتمال رکہا اور کچہہ قرینہ حدیث کی عبارت مین کسی معنی
کی ترجیح کا نہین ہی تب ضرور پڑا کہ اوس حدیث کو قرآن اور دوسرے حدیثون
سی ملایا جاوے تو بعد ملانی کی ظاہر ہوا کہ مراد اوس حدیث سی یہی ہی نہین کمال ہے
نماز کا بدون سورہ فاتحہ کی یعنی بی سورہ فاتحہ کی نماز ادا ہوتی ہی لیکن کامل نہین
بلکہ ناقص اور یہی ہی مذہب امام ابوحنیفہ رح کا موافق اس آیت شریعت کی
فاقرؤا ما تیسر من القرآن کی یعنی پڑہو جسقدر تمکو آسان ہو قرآن سی اور اس آیت
سی معلوم ہوا کہ کوی سورہ معین فرض نہین ہی اور ایسی ہی حدیث مشکوۃ مین
ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی کسیکو نماز تعلیم کرنی کی وقت فرمایا ہی فاقرؤا
ما تیسر من القرآن اور دوسرے حدیث تیسیر الوصول کی کتاب التفسیر مین ہی ثلث
آیات یقرؤہن احدکم فی صلوتہ خیر لہ من ثلث خلفات عظام سمان

یعنی تین آیتین ہین کہ جو بہی امام عین سی کوئی اوسکو نماز مین پڑہی تو بہتر ہی اوسکی حق
مین تین تو مثل حالت ہوتی سی تو اس حدیث سی معلوم ہوا کہ تین آیہ جس سورہ سی ہو
نماز مین پڑہنی کافی ہی اور جانا چاہی کہ یہہ حکم امام اور منفرد کی حق مین ہی اور مقتدی
کو قراءۃ حرام ہی الغرض اس حدیث کو اگر پچھلی معنی پر حمل کیا جاوے تو قران اور
دوسری حدیثون سی تطبیق ہوتی ہی اور اگر پہلی معنی پر حمل کیا جاوی تو قران اور
دوسرے حدیثون کی خلاف ہوتا ہی خلاصہ یہہ ہی کہ جب تک اوس حدیث کو
قران اور دوسری حدیثون سی ملایا نجاوی تو ہرگز مراد اوس حدیث کی نہین سمجھی جاتی
ہی اور منجملہ اوسکی معلوم کرنا وجہ ترجیح کو یعنی اگر دو حدیث آپس مین متعارض ہوں
تو دریافت کرنا کہ غالب کون ہی اور عمل کرنا کس پر صحیح ہی اور ترجیح بہت سببون
سی ہوتی ہی ہر ایک کی تفصیل اور ہر ایک کی مثال کا بیان بہت درازی بیان
ہونی کی واسطی چند چیزین ذکر ہوتی ہین کہ کبہی ترجیح بعضی حدیث کو بسبب موافقت
کلام اللہ کی ہوتی ہی یعنی دو حدیث مین اختلاف ہو تو قران جس حدیث سی موافق
ہو وہ راجح ہی اور کبہی واسطی توافق حدیث متواتر یا مشہور کی اور کبہی اس
جہت سی کہ ایک حدیث بعضی وقت مین وارد ہی اور دوسرے اکثر احوال مین
اور کبہی اس جہت سی کہ ایک حدیث کی راوی فقیہ اور مجتہد تہی یا وہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین بیشتر حاضر رہتی تہی تو اونکی روایت دوسرون
کی نسبت سے غالب ہے اور کبہی بجہت تقدم اور تاخر کی یعنی حدیث موخر راجح
ہی کیونکہ موخر ناسخ مقدم کی ہی جیسا کہ مسئلہ آمین کہنی کا بعد سورہ فاتحہ کے
کہ اوسکی اخفا مین بہی حدیث وارد ہی اور جہر مین بہی مروی ہی پہر یہہ حدیث اخفا
کی کئی وجہ سی غالب ہے اول یہہ ہے کہ حدیث جہر کی بعضی وقت مین وارد ہے

یعنی امت کو تعلیم کے لیے تو لوگ جانتے ہیں کہ فاتحہ کے بعد امین کہنا چاہیے جیسا کہ
مروی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں کبھی آواز بلند کر کے قراءت
فرماتے تھے تاکہ لوگ قراءت کی مقدار کو معلوم کر لیں یعنی کس وقت میں کس قدر
قرآن پڑھنا چاہیے جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل صلاۃ الظہر والعصر میں ہے عن
اَبِی قَتَادَۃَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَاُ فِی الظُّہْرِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ
بِاُمِّ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ
اَحْیَانًا وعن البراء قَالَ کُنَّا نُصَلِّی خَلْفَ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم الظُّہْرَ
فَنَسْمَعُ مِنْہُ الْاٰیَۃَ بَعْدَ الْاٰیَاتِ مِنْ لُقْمَانَ وَالذَّارِیَاتِ اور بخلاف حدیث اخفا
کی کہ وہ مطلق احوال اور اکثر اوقات میں ہے تو اس واسطے حدیث اخفا کی غالب ہے جیسا
کہ ملا علی قاری محدث نے شرح مختصر الوقایہ میں لکھا ہے اِنَّ الْجَہْرَ بِہَا فِیْ بَعْضِ الْاَحْیَانِ
کَانَ لِلتَّعْلِیْمِ فِعْلًا کَمَا وَرَدَ وَکَانَ یُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا لَا لِیَکُوْنَ سُنَّۃً مُسْتَمِرَّۃً
وَاِلَّا لَمَا تَرَکَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہم اور کافی میں ہے وَالْجَہْرُ
الْمَرْوِیُّ مَحْمُوْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ کَانَ اِتِّفَاقًا لَا قَصْدًا اَوْ کَانَ لِتَعْلِیْمِ النَّاسِ اَنَّ الْاِمَامَ
یُؤَمِّنُ کَمَا یُؤَمِّنُ الْقَوْمُ دوسری وجہ یہ ہے کہ اخفا کی راوی عمر ابن الخطاب اور
علی ابن ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود رض اور اونکے مانند ہیں جیسا کہ لمعات التنقیح
اور شرح سفر السعادۃ میں ہے اور یہ راوی بہ نسبت جہر کی بڑے فاضل ہیں اور
قاعدہ ہے کہ جس حدیث کا راوی بڑا فقیہ اور فاضل ہو تو دوسرے حدیث پر جسکا راوی
ویسا نہو غالب ہے جیسا کہ اصول کی کتابوں میں مذکور ہے اور یہاں بھی ترجیح
یدین کی مسئلہ میں مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی خصوصا روایت اور مذہب عمر
رضی اللہ عنہ کا کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو فرمایا ہے کہ ہمارے

پیروی کرو ابو بکر اور عمر کی جیسا کہ مشکوۃ کی باب جمیع المناقب میں ہی حذیفہ سے مروی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اقتدوا بالذین بعدی ابی بکر وعمر اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی کی شان مین فرمایا ہی کہ مین گہر ہون علم کا اور علی دروازہ ہی اسکا جیسا کہ مشکوۃ کی باب مناقب علی مین ہے انا دار الحکمۃ وعلی بابھا اور علی الخصوص عبد اللہ ابن مسعود رض کو حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو فرمایا ہی کہ دین کی امر مین جو عبد اللہ ابن مسعود تمکو کہی اوسکو سچ جانو جیسا کہ مشکوۃ کی اوسی باب مین ہی وما حدثکم ابن مسعود فصدقوہ پہر جب راوی اخفای آمین کی عمر ابن الخطاب اور علی ابن ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود ٹہیری اور یہہ تینون صحابی جلیل القدر عظیم الشان ہین اور عمل بہی اونکا یہی تہا تو بیشک اخفا راجح ہی اور پیروی اوسکی واجب اور تیسری وجہ یہہ ہی کہ آیت قرآن کی حدیث اخفا کی موافق ہی اسواسطی کہ قرآن مین آیا ہی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین دعا کرو تم خدای تعالی سی عاجزی اور پوشیدگی سی بیشک خدا نہین دوست رکہتا ہی حد سی گذرنیوالون کو یعنی اللہ نے دعا مین عاجزی اور اخفا کو حد کیا تو جو کوی عاجزی اور اخفا نکرے اوسپر رحم نہین کرتا ہی اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے اذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ دون الجہر من القول یاد کرو اپنے پروردگار کو اپنی دل مین عاجزی اور ڈر سی بلند آواز کرکی نہین اور تیسیر الوصول کی باب التفسیر مین ہی قال اصحابہ اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید فننادیہ فنزلت واذا سالک عبادی عنی فانی قریب پوچھا اصحاب رض نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ پروردگار ہمارا نزدیک ہے تو چپکی دعا کرین یا دور ہے

تو سورہ کی پچاس میں تہہ نازل ہوی یہہ آیت جب نہ پہنچین تجہسی یہہ بستی پیر حال کہ
تو کہو کہی شبہہ مین نزدیک ہون پہر اون تین آیتون سی معلوم ہوا کہ ہر دعا کا
اخفا واجب ہے مگر جس جامین کہ جہر کرنا اوسکا دلیل یقینی اور اجماع سے ثابت ہو اور اخفا
کی نیت ہو تو البتہ وہان جہر جائز ہی جیسا کہ حج کی تلبیہ وغیرہ مین اور جب کہ لفظ آمین
کا بہی دعا ہے کیونکہ معنی اسکی ہین قبول کر اور جہر اوسکا دلیل یقینی سے اور اجماع
سے ہرگز ثابت نہو بلکہ حدیث مین تعارض واقع ہوا تو حدیث اخفا کی کہ جو کلام
اللہ کی موافق ہی راجح ہوی جیسا کہ نہایہ مین ہی وَتَرجِیحُ اَصحَابِنَا بِاَنَّ التَّامِینَ دُعَاءٌ
فَاِنَّ مَعنَاہُ اَللّٰہُمَّ استَجِب وَالسُّنَّۃُ فِی الاَدعِیَۃِ المَخَافَۃُ عَلٰی مَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی
اُدعُوا رَبَّکُم تَضَرُّعًا وَّخُفیَۃً وَقَالَ عَلَیہِ السَّلَامُ خَیرُ الدُّعَاءِ الخَفِیُّ او
عنایہ اور کافی مین بہی ایسا ہی ہی لیکن عبارت مین کچہہ اختلاف ہی طوالت کی خوف
سی نہین لکہا گیا اور چوتہی وجہ یہہ ہے کہ حدیث جہر کی جو وائل بن حجر سے
مروی ہی ضعیف ہے جیسا کہ یحیی ابن معین نی کہ سردار محدثون کی اور شیخ کو
استاد ہین امام محمد بخاری کی جنکا حال تیسیر الوصول کی خطبی مین لکہا ہی ضعیف کہا
ہی اور اس وجہ کو امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکہا ہی وَاَنَّ الشَّافِعِیَّ یَحتَجُّ
لِمَا عِندَہُ الجَہرُ بِالقِرَاءَۃِ بِحَدِیثِ وَائِلِ بنِ حُجرٍ اَنَّہُ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ
اَنَّہُ قَالَ اٰمِین وَمَدَّ بِہَا صَوتَہُ وَمَا رَوَاہُ ضَعَّفَہُ یَحیَی ابنُ مَعِینٍ فَلَا یَکُونُ
حُجَّۃً اور محدث شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے اس حدیث کو معلول کہا ہی تحقیق
اس بات کو شیخ عبد الحق دہلوی نی لمعات التنقیح مین اور شرح سفر السعادۃ مین نقل
کیا ہی اور پانچوین وجہ یہہ ہی کہ جہر آمین کا مقدم اور اخفا اسکا موخر ہی یہہ حدیث
اخفا راجح ہے حدیث جہر پر اسواسطی کہ جہر منسوخ ہے جیسا کہ کفایہ اور عنایہ او نہایہ

یہ ہی قال عبد اللہ بن مسعود رض ترک الناس السنۃ بالتاویل وکان تکرار اللہ علیہ السلام فرمایا ہی عبد اللہ ابن مسعود رض نی کہ لوگون نی آمین بشور کہنا بہوڑ
دیا اور یہہ چہوڑ اونکی کہ سبب یقین حاصل ہوا اون سب کو اوسکی منسوخیت کا اور جیسا
کہ مسئلہ رفع یدین کا کہ عدم رفع اور رفع دونون مین حدیث وارد ہی لیکن عدم رفع
کی حدیث کو بہت وجہ سی غلبہ ہے وجہ اول یہہ ہی کہ حدیث عدم رفع کی راوی
زیادہ معتمد اور معتبر اور بڑی فقیہ اور بڑی فاضل ہین جیسا کہ عبد اللہ ابن مسعود رض
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر اور حضر مین ملازم رہتی اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی احوال پر کمال مطلع تہے اور اس واسطی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نی فرمایا ہی کہ دین کی امر مین جو عبد اللہ ابن مسعود کہی اوسکی پیروی کرو اور اصحاب
عشرہ مبشرہ یعنی دس صحابی جنکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی بہشت کی خوشخبری
دی ہی اور یہہ سب صحابی حضرت کی صحبت مین اکثر حاضر رہا کرتی اور حضرت کی مجلس
مین حضوصا نماز کی وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی بہت نزدیک رہتی تہی اور
حضرت صلعم کی احوال پر خوب واقف تہی بخلاف حدیث رفع کی راوی کہ اس مرتبہ
مین نہ تہی تو البتہ حدیث عدم رفع کی راجح ہی جیسا کہ فتح القدیر اور لمعات التنقیح
مین ہی واعلم ان الآثار عن الصحابۃ والطرق عن النبی صلعم کثیرۃ جدا و
الکلام فیہا واسع من جہۃ الطحاوی وغیرہ والقدر المتحقق بعد ذلک کلہ ثبوت روایۃ کل من الامرین عنہ علیہ
السلام فیحتاج الی الترجیح لقیام التعارض ویترجح ما صرنا الیہ بانہ کانت
اقوال مباحۃ فی الصلوۃ وافعال من جنس ہذا الرفع وقد علم نسخہا
فلا یبعد ان یکون ہو ایضا من شملہ النسخ خصوصا وقد ثبت ما یعارضہ
ثبوتا لا مرد لہ وکذا افضلیۃ الرواۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ثم حدث من يحيى عن عبد الله بن مسعود رض وشق عليهم ترك الرفع
وحد دد و معتقد لاحوال النبي صلى الله عليه وسلم ملازم له في اقامته و
سفره فيكون الاخذ به عند التعارض اولى من قرابته اور بنايه اور عنايه
اور ذخيرة العقبى مين ہى و ذكر ذخيرة الذين هم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
الذين كانوا يلون النبي صلى الله عليه وسلم في الصلوة وعبد الله بن عمر وابن الحجر
كانوا يقومون ابعد منه صلى الله عليه وسلم والاخذ بقول الاقرب اولى و ذكر
بن عباس رض انه قال ان العشرة الذين بشرهم النبي صلى الله عليه وسلم بالجنة
لم يكونوا يرفعون ايديهم الا عند افتتاح الصلوة اور دوسری یہہ وجہہ ہی کہ بعضی
صحابی حضرت کی رفع یدین کو روایت کیا اور بعضی نی عدم رفع یعنی ارسال کو روایت
کیا لیکن قول حضرت کا عدم رفع کی موافق ہی اور رفع کی مخالف اور قاعدہ ہے
کہ جب حضرت کا دو فعل مختلف مروی ہو تو جو فعل اوسکی موافق ہو تو اوس فعل کو
غلبہ ہی جیسا کہ کفایہ اور کافی اور نہایہ میں ہی لما تعارضت روايتا فعله
وجب المصير الى قوله وهو الحديث المشهور لا ترفع الايدي الا في
سبع مواطن عند افتتاح الصلوة وقنوت الوتر وتكبيرة العيدين والاربع
في الحج اور یہی حدیث طحاوی اور طبرانی اور مسند امام ابو حنیفہ حدیث کے کتابون
مین ہی اور ہدایہ اور فتح القدیر اور عنایہ اور تبیین الحقائق مین بھی ہی لیکن
عبارت میں ان سب کتابون کی کچھہ کچھہ اختلاف ہی اور مضمون سب کا ایک
ہی تیسرے وجہ یہہ ہی کہ رفع یدین صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے
ثابت ہوا ہی قول اور حکم سے ثابت نہین ہے بلکہ قول حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کا عدم رفع مین وارد ہی اور قاعدہ ہی کہ جب حضرت کی فعل اور قول مین

اختلاف ظاہر ہو تو قول کو ترجیح ہی جیسا کہ اصول کی کتابون مین ہی القول مقدم علی الفعل اور دوسری مقام مین ہی حکایۃ الفعل لا تعم اور بعضو صاحبکہ منع حضرت کا وارد ہوا یعنی حضرت نی لوگون کو نماز مین رفع یدین کرنیکو منع فرمایا ہو تو بی شک حدیث عدم رفع کی غالب ہوئی جیسا کہ اوپر حدیث مذکور ہو چکی ہے کا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن الحدیث اور دوسری حدیث نہایہ مین ہی رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقوامًا یرفعون ایدیہم فی الصلوۃ عند الرکوع وعند رفع الرأس من الرکوع فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوۃ اور یہی حدیث بحر الرائق اور تبیین الحقائق اور شرح مختصر الوقایہ مین بہی ہی لیکن عبارت مین کچہہ اختلاف ہی اور چوتہی وجہ یہہ ہی کہ رفع یدین مقدم ہی یعنی ابتدای اسلام مین تہا پہر منسوخ ہوا تو ضرور عدم رفع کی حدیث راجح ہوئی جیسا کہ کفایہ اور غنایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح سفر السعادۃ مین ہی ما رواہ محمول علی الابتداء ای انہ کان ثم نسخ عن ابن الزبیر رض انہ رأی رجلا یرفع یدیہ فی الصلوۃ عند الرکوع فقال مہ فان ہذا شیء فعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترکہ اور کافی اور نہایہ اور کفایہ اور شرح سفر السعادۃ مین ہی قال ابن مسعود رض رفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرفعناہ وترک فترکناہ الغرض رفع یدین کا منسوخ ہونا بہت سی کتابون سی ثابت ہی جیسا کہ ہدایہ اور فتح القدیر اور نور الانوار اور ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق رح اور کفایہ اور غنایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح سفر السعادت لیکن طوالت کی خوف سی ہر ایک کے عبارت جدا جدا نہین لکہی گئی اور تیسرا امر یعنی جاننا کہ ہم اس حکم مین داخل ہین اور اس بات کو ماننا بہی بہت سی چیز کی جاننی پر موقوف ہی اس مقام مین مثال کی واسطی تہوڑا ذکر

کہ جاتا ہی سمجھ اوسکی یہہ ہی کہ جانی کہ یہہ حدیث مکلف کی حق مین ہی یا خاص بعضی کردہ
کی حق مین کیونکہ بہت سی احکام بلحاظ اشخاص کے مختلف ہوتی ہین ایک کسکی حق مین
درست اور دوسری کی حق مین نادرست توجب اس بات کو جانیگا تب سمجھیگا کہ یہہ خود
کس جنس مین ہی اور اوسکی تحقیق کیا حکم ہی اور اگر یہہ فرق نہ جانیگا تو بڑی گمراہی مین
پڑیگا جیسا کہ تیسیر الوصول کی باب القبلۃ والمباشرۃ مین ہی وعن ابی ہریرۃ رض
قال سال رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المباشرۃ للصائم فرخص لہ
فاتاہ آخر فسالہ فنہاہ وکان الذی رخص لہ شیخا کبیرا والذی نہاہ شابا
اخرجہ ابو داؤد یعنی ابو ہریرہ رض نی کہا کہ سوال کیا ایک مرد نی حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ روزہ دار کو مباشرت یعنی لگانا اپنی بدن کو عورت کی
بدن سی درست ہی یا نہین آپ نی اوسکی واسطی درست رکہا پہر دوسرے نی یہہ
ایسی ہی سوال کیا سو اوسکو حضرت نی منع فرمایا تو جس شخص کی واسطی درست رکہا
تہا وہ بڑا بوڑہا تہا اور جسکو منع کیا وہ جوان تہا اور منجملہ اوس کی یہہ ہے کہ جانی
یہہ کہ حکم خاص ایک شخص معین کی حق مین تہا یا عام تہا سب مکلف کی لئی کیونکہ
بعضا حکم کسی سبب سے یا کسی مصلحت کے روی حضرت علیہ السلام ایک شخص خاص
کی حق مین درست رکہتی تہے اور دوسری کی حق مین نادرست اور حضرت
کی بعد سب مکلف کی حق مین برابر ہوا جیسا کہ تیسیر الوصول کی باب وجوب الصلوۃ مین
ہی عن عبد اللہ ابن فضالۃ عن ابیہ قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وکان فیما علمنی حافظ علی الصلوۃ الخمس قال قلت ان ہذہ الساعات
لی فیہا اشغال فمرنی بامر جامع اذا انا فعلتہ اجزا عنی فقال حافظ علی
العصرین وما کانت من لغتنا فقلت وما العصران قال صلوۃ قبل طلوع

للشمس وصلوة قبل غروبها اخرجه ابو داود عبد الله بن فضاله نے روایت کیا
ہے اپنے باپ سے کہ کہا اوسنے تعلیم کیا مجھکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جس بات کو
کہ حضرت نے مجھکو سکھلایا تھا اون میں سے ایک یہہ تھا کہ حفاظت کر پانچ وقت کے
نماز کو پھر کہا اوسنے کہ عرض کیا میں نے کہ ان سب وقتوں میں میرے واسطے بہت کام
رہتا ہے سو مجھکو حکم کیجئے ایسی ایک عبادت کا کہ جب میں اوسکو کرون تو کفایت کرے
مجھکو سو فرمایا حضرت نے کہ حفاظت کر عصرین کی اور لفظ عصرین کا میری بولی سے نہ تہا
اسواسطے میں نے اوسکو نہ سمجھا پھر میں نے پوچھا تب فرمایا حضرت نے کہ نماز پہلے طلوع آفتاب
کی اور نماز پہلے غروب اوسکی اور معنی اوسکے یہہ جانے کہ یہہ حدیث کون سے شہر
والون کے حق میں وارد ہے اس واسطے کہ بہت احکام باعتبار شہرون کے مختلف
ہوتے ہین اور حدیث کی عبارت میں اوس شہر کا کچھ ذکر نہیں ہوتا ہے جب وہ شخص
اس بات کو جانیگا تب سمجھیگا کہ یہہ حکم ہر شہر پر ہے یا دوسرے پر اور اگر یہہ فرق نجانیگا
تو سخت خرابی میں پڑیگا جیسا کہ مشکوۃ کے باب اداب الخلا میں ہے عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رَضِیَ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ
وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا وَلٰکِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی جب تم پاخانہ میں آؤ
تو قبلہ کی طرف موںہہ یا پیٹھ نکرو ولیکن پچھم یا پورب کے طرف موںہہ کرو تو یہہ حکم
مدینے والون کے حق میں اور مانند انکے ہے اس واسطے کہ مدینہ مطہرہ اور مکہ معظمہ
کے ہے تو جب پچھم یا پورب کی طرف منہہ کرینگے تو قبلہ کی جانب میں منہہ نہو گا جیسا کہ
تیسیر الوصول کے باب اداب الاستنجا میں ہے قولہ شَرِّقُوْا وَغَرِّبُوْا اَمْرٌ لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ
وَمَنْ قِبْلَتُہٗ عَلٰی ذٰلِکَ السَّمْتِ فَاَمَّا مَنْ کَانَتْ قِبْلَتُہٗ اِلَی الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ فَلَا یُشَرِّقُ وَلَا یُغَرِّبُ
یعنی قول حضرت کا شرقوا اور غربوا حکم ہے اہل مدینہ کے لئے اور جو لوک کہ قبلہ

111

ان یعمل بما فی الحدیث وما لم یجده فی الحدیث یستنبطه بعقله وفهمه فترک العمل بکتب الفقه بالکلیة وصار دابه العمل بالحدیث والاجتهاد مع ذلک [illegible] صحیح الحدیث وضعیفه [illegible]

اورنہ اوسی جانب مین ہی اور جسکا قبلہ مشرق یا مغرب کی جانب ہو اون کی حق مین
یہہ حکم نہین ہے اور جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل استقبال القبلہ مین ہی عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَابَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَۃٌ
اخرجہ الترمذی یعنی درمیان پورب اور پچہم کے قبلہ ہی تو یہہ حکم بہی اہل مدینہ
اور مثل اون کی واسطے ہی اور منجملہ اوسکی یہہ ہی کہ اوس حدیث کی مجلس کو جاننے
کیونکہ بعضا حکم بسبب اختلاف مجلس کے مختلف ہوتا ہی جیسا کہ ایک حدیث لوگون
مین مشہور ہے اور فتاوی حمادیہ مین بہی ہی اَکْرِمُوا الْخُبْزَ فَاِنَّہَا مِنْ بَرَکَاتِ السَّمَاءِ
وَالْاَرْضِ یعنی روٹی کی تعظیم کرو کیونکہ وہ برکت سی آسمان اور زمین کی ہے
یعنی روٹی جب آوی تو انتظار سالن کا مکرو تو یہہ حکم گہر کے کہانی مین ہی ضیافت
مین نہین کیونکہ ضیافت مین صاحب خانہ کی اذن کی انتظاری کری جیسا کہ اوس
فتاوی حمادیہ کی کتاب الاستحسان مین ہی وَہٰذَا فِی بَیْتِہٖ وَاَمَّا فِی الضِّیَافَۃِ فَیَنْتَظِرُ
الْاِذْنَ تو جسکو مورد اس حدیث کا معلوم نہو گا تو ضیافت کی مجلس مین جیسے لوگون
کی عادت ہی کہ پہلی روٹی لاتی ہین تو وہ شخص پہلی روٹی ہی ٹہونسنے لگیگا اور سالن
کی لئی شور مچانی لگیگا اور میزبان کو انتظار مین ڈالیگا اور دوسرے مہمانون کو
انتظار سے اور تاخیر مین پہنسیگا جیسا کہ اس طرح کی خرابیان اکثر مجلسون مین
واقع ہوتی ہین نعوذ باللہ منہم اور منجملہ اوسکی جاننا کہ یہہ حدیث کس وقت مین وارد
ہوئی تہی کیونکہ بہت سے حدیثین ہین کہ حکم اونکا ابتدائی اسلام مین تہا پہر وہ حکم منسوخ
ہوا تو جب منسوخیت کو معلوم کریگا تب جانیگا کہ ہم اوس حکم مین داخل نہین ہین جیسا
کہ مشکوۃ کی کتاب الایمان مین ہی نَہَاہُمْ عَنْ اَرْبَعٍ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِیْرِ وَالْمُزَفَّتِ
یہہ چار نام اون برتنون کی ہین کہ جسمین شراب رکہتی تہی سو جب شراب حرام ہو

تو ان برتنون کا استعمال بھی حرام ہوا تا کہ لوگون کو شراب یاد نہ پڑے اور الفت
اوسکی ترہی اور کمال نفرت اور اجتناب آجاوی اور جب لوگ خوب شرع کی حکمون
مین مضبوط ہوئی تو یہہ حکم منسوخ ہوا اور منجملہ اوس کی یہہ جاننا کہ وہ حدیث
مطلق احوال مین وارد ہی یا کسی عذر کی حالت مین واقع ہی کیونکہ بہت سی حدیثین
ہین کہ عبارت اونکی مطلق ہی اور حقیقت مین مورد اونکا حالت عذر ہے اور
جس شخص کو عذر نہو اوسکی حق مین وہ حکم نہین ہے تو جب تک اس بات کو نہ
سمجھیگا بجا لائیگا کہ یہہ حکم ہم پر ہی یا دوسرے پر جیسا کہ مشکوۃ کی باب صفۃ
الصلوۃ مین ہی وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُصَلِّي فَإِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلٰوتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
روایت ہی مالک بن حویرث سی کہ دیکہا اوسنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑہتے
اور جب ہوتی حضرت طاق رکعت مین یعنی ایک رکعت کے یا تین رکعت کی بعد تو نہ
اوٹہتی یہانتک کہ اچھی طرح سے بیٹھتے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے اسکی
ترجمہ مین لکہا ہے کہ یہہ بیٹھنا حضرت کا بسبب عذر کی اور حاجت کی تہا جس
طرح بیماری اور ضعف اور کبرسن وغیرہ اور جس کسیکو اوسکی حاجت اور ضرورت
ہو تو اوسکی حق مین وہ سنت ہی نہین اور ہدایہ اور فتح القدیر اور بحر الرائق مین
بہی ایسیہی مذکور ہی خلاصہ اس جواب کا یہہ ہی کہ قرآن اور حدیث سی حکم نکالنی
کی واسطی بہت سی امور ضرور ہیں کہ تفصیل اون کی اس مقام مین نہین
ہو سکتی ہی اس واسطی صرف مثال کی لئی چند باتین کہہ عوام اور خواص اوسکو
بی تکلف سمجہین یہان بیان کی گئین اور اونکی سوا اور شرطین بہی ضرور ہین
کہ اونکی مضمون کو بہی سمجہنا ہر ایک عوام کو دشوار ہی جیسا کہ اصول فقہ اور اصول

حدیث کی کتابوں میں مشکل اور مصرح ہے اور اون سب شرطوں کا اس زمانہ
میں پایا جانا سخت مشکل اور بعید ہو گیا بلکہ متعذر اور محال ہی چنانچہ سابق جو
شرطیں مجتہد ہونے کی مذکور ہوئی ہیں اونکی مضامین میں غور کرنے سے صاف ظاہر
ہوتا ہی اسواسطے اس زمانہ میں بلکہ زمانہ دراز سے سب عالموں نے خوب دریافت
کیا کہ قرآن اور حدیث سے بالاستقلال حکم نکالنا نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ ہر حدیث
کو ثابت کرنا اور اوسکی راویوں کا احوال دریافت کرنا اور صحیح اور حسن اور ضعیف
اور غریب کو تحقیق کرنا اور مجمل اور ماول اور ناسخ اور منسوخ کو تمیز دینا اور ہر ایک
کی غرض اور مراد کو پہنچنا بالاستقلال یعنی صرف اپنی تلاش اور جستجو سے
حاصل نہو سکیگا بلکہ آخر کو لاچار ہو کر پشیمان ہو کر اون سب شرطوں کو
حاصل کرنیکے لئے کسی محدث یا مجتہد یا فقیہہ کی تقلید کرنی پڑیگی تو ابتدا سے
تقلید کسی مجتہد کی اپنے اوپر واجب کر لی ہی اور اسی واسطے سب علما نے اجماع کیا اس
بات پر کہ جس مجتہد کے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہو اور سب فاضلوں کی نزدیک
اسکا اجتہاد مقبول ہو اور مذہب اوسکا نقل تواتر سے منقول ہو اور مسایل اور قواعد
اوس کی مذہب کی بجنسہ مفصلا مروی ہوں تو ایسے کے تقلید درست ہی
پھر کوئی مجتہد ان اوصاف کی ساتھ سوای ان چار امام کی پایا نہیں گیا اور کوئی
مذہب ان صفات کی ساتھ سوا ان چار مذہب کے ثابت نہیں ہوا اس واسطے
سب علما اور تمامی فضلا کا اجماع اس بات پر ہوا ہی کہ ان چار مذہب میں سی ایک
مذہب کے پیروی کرنی واجب ہے اور ان کی سوای اور کسی مجتہد کی تقلید
یا دوسرے کسی طریقہ کی پیروی جایز نہیں ہی اور کوئی یہہ گمان نکرے کہ صرف
علمای حنفی نے یہہ اجماع کیا ہی بلکہ دوسرے مذہب مختلف کی علما نے بھی اس

اسی بات پر اتفاق کیا ہی جیسا ساں جواب بین سوال چوبیسوں کی بہت سے
کتابوں سے مذکور ہوا ہی ہر بابہ تفصیل کی حاجت نہیں ہی لیکن بطور نمونہ
کی صرف ایک کتاب سے اٹھایا ہی نہایۃ المراد شرح مقدمہ ابن عماد من ہی
وَفِیْ زَمَانِنَا قَدِ انْحَصَرَتْ صِحَّۃُ التَّقْلِیْدِ فِیْ هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَۃِ فِی الْحُکْمِ الْمُتَّفَقِ
عَلَیْهِ بَیْنَهُمْ وَفِی الْحُکْمِ الْمُخْتَلَفِ فِیْهِ اَیْضًا لَا بِاعْتِبَارِ اَنَّ مَذَاهِبَ غَیْرِهِمْ مِنَ السَّلَفِ
بَاطِلَۃٌ وَاِنَّمَا بِاعْتِبَارِ اَنَّ مَذَاهِبَهُمْ وَصَلَتْ اِلَیْنَا بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ وَنُقِلَ اِلَیْنَا
بَعْدَ جَمَاعَۃٍ فِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ مِنْ زَمَانِهِمْ اِلٰی زَمَانِنَا هٰذَا۔ لَا یُمْکِنُ عَدُّ الرُّوَاۃِ
وَلَا اِحْصَاءُهُمْ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَبُیِّنَتْ لَنَا شُرُوْطُ مَذَاهِبِهِمْ وَفُصِّلَتْ
مُجْمَلَاتُهَا وَقُیِّدَتْ مُطْلَقَاتُهَا بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ بِخِلَافِ مَذَاهِبِ غَیْرِهِمْ
مِنَ السَّلَفِ فَاِنَّهَا نُقِلَتْ اِلَیْنَا بِطَرِیْقِ الْاٰحَادِ فَلَوْ فُرِضَ اَنَّ حُکْمًا مِنَ الْاَحْکَامِ نُقِلَ عَنْ
بَعْضِ مَذَاهِبِ السَّلَفِ بِطَرِیْقِ النَّقْلِ یُحْتَمَلُ اَنْ یَّکُوْنَ مُجْمَلًا لَمْ یُفَصِّلْهُ نَاقِلُهُ وَاِنَّ لَهُ
قَیْدًا لَمْ یَنْقُلْهُ نَاقِلُهُ اَوْ شَرْطًا یَتَوَقَّفُ الْقَوْلُ بِصِحَّتِهِ عِنْدَ ذٰلِکَ الْمُجْتَهِدِ فَیَکُوْنُ الْعَمَلُ
بِهِ بَاطِلًا فَلِهٰذَا الْاَمْرِ انْحَصَرَتْ صِحَّۃُ التَّقْلِیْدِ فِیْ اِتِّبَاعِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَۃِ لَا غَیْرُ
خلاصہ مضمون اسکا یہ ہی کہ اس زمانے میں تقلید منحصر ہی انہیں چار کی ایک مذہب
مین اور ان چار کی سوا اور کسی مجتہد کی تقلید درست نہیں ہی اسواسطی کہ ان چار
اماموں کا مذہب بنقل متواتر سے منقول ہوا ہی اور اونکی زمانے سے لیکر اس زمانے تک اس
قدر راوی ان مذہب کی گذری ہین کہ شمار کرنا اونکا ممکن نہیں ہی اور ان مذہبوں
کی شرطین اور تفصیل خوب بیان کی گئی ہین بخلاف اور اور مذہبوں کی کہ تواتر
سے مروی نہیں ہی اور تفصیل اونکی نہیں ہوئی ہی تو شاید کوئی کلام مجمل ہو کر
اوسکی تفصیل نہیں ہوئی ہو یا کوئی قید چھوٹ گئی ہو یا کوئی شرط کہ جسپر صحت

اور اس قول کی موقوف ہو متروک ہوئی ہو تو ان صورتوں میں عمل اوسپر باطل ہوگا
اسواسطی نہیں چار مذہب میں تقلید منحصر ہوئی ہی اور شافعی علما نی بہی ایسی ہی کہا
ہی جیسا حافظ ابن حجر شافعی المذہب کہ فاضل اور محدث اور مصنف کتاب بلوغ
المرام کا اور شافعیوں کی نزدیک بڑا معتمد اور معتبر ہی اوسنی فتح المبین فی شرح الاربعین
کی اربعین حدیث کی شرح میں لکہا ہی اما فی زماننا فقال ائمتنا لا یجوز تقلید غیر
الائمة الاربعة الشافعی ومالک وابی حنیفة واحمد رضوان اللہ علیہم اجمعین
لان ھولاء عرفت قواعد مذاھبھم واستقرت احکامھا وخدمھا تابعوھم
وحرروھا فرعا فرعا وحکما حکما فلا یوجد حکم الا وھو منصوص لھم اجمالا
او تفصیلا بخلاف غیر ھؤلاء فان مذاھبھم لم تحرر ولم تدون کذلک فلا نعرف
لھا قواعد حتی تخرج علیھا احکامھا فلم یجز تقلیدھم فیما یحفظ عنھم فیھا
لانہ قد یکون مشروطا بشروط اخر وکلوھا الی فھوم من قدمھم فقلت
الثقة بخلو ما یحفظ عنھم من قید او شرط فلم یجز التقلید لجمیع ذلک خلاصہ ترجمہ
اوسکا یہہ ہی ہماری اماموں نی بہی شافعیوں نی کہا ہی کہ اس زمانہ میں ان چار
اماموں کی سوا اور کسی مجتہد کی تقلید جایز نہیں ہی اسواسطی کہ ان اماموں کی
مذہب اور اونکی قاعدہ خوب معلوم اور مشہور ہیں اور مسئلہ اونکی خوب ثابت ہیں اور
تابعوں نی اونکی مذہب کو خوب صفت کیا ہی اور بالتفصیل ہر ایک کو لکہا ہی بخلاف
اور مجتہدوں کی کہ اونکا مذہب لکہا ہوا نہیں اور قاعدہ اونکی معلوم نہیں اور تفصیل
اون کی مذہب کی منقول نہیں اور مسئلہ اون کی مذہب کی منضبط نہیں اسواسطی
اونکی مذہب پر خوب اعتماد نہیں اور مالکی اماموں نی بہی ایسے ہی کہا ہی کہ علامہ ابراہیم ابن
مرعی سرخسی کہ مالکی المذہب اور فاضل اور محدث اور مالکیوں میں معتمد علیہ ہی اور

فتوحات الوهبية في شرح الاربعين النووية . اٹھائیسوین حدیث کی شرح مین لکھا ہی

ما عرفت من فتوى الصحابة الآحادية او عن بعضهم اذن بالاجماع من بقية الصحابة اذ وقع بينهم الخلاف الى قوله وقد آل المتاخرين في تلك الازمنة القريبة من زمن الصحابة . اما فيما بعد ذلك فلا يجوز تقليد غير الائمة الاربعة مالك وابي حنيفة والشافعي واحمد لان مذاهبهم عرفت قواعدها على قدرهم وتبين عرفت احكامها وخدمها تابعوهم وحرروها فرعا فرعا وحكما حكما

خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ جو حکم شرع کا ان چار خلیفون سی یا بعض سی اونکے معلوم ہوا ہی تو وہ مقدم ہی دوسری صحابی کی قول پر اور یہہ ابتدا اوس زمانہ کی متقدمین کی ہی لیکن اوس زمانی کی بعد جایز نہین ہی تقلید سوائی ان چار امامون کی یعنی مالک ابو حنیفہ شافعی احمد رح کیونکہ اون کی مذہب کی قاعدی سب معروف ہین اور مسائل اون کی خوب ثابت اور مشہور ہین اور تابعون نی اونکی خوب ضبط کیا ہی اور ہر ایک بات کو مفصلا لکہا ہی اب حاصل اس سب کا یہہ ہی اکثر سنت کی علما اور ہر مذہب کی فضلا کا اجماع اور اتفاق اسی بات پر ہو گیا ہی کہ اس زمانی مین تقلید ایک امام کے ان چار امامون مین سی واجب ہے اور اون کی سوا اور کسی کے تقلید درست نہین ہی اور کسی عوام کو بلکہ اس زمانی کی خواص کو بہی اپنی سمجہہ کی موافق قران اور حدیث پر عمل کرنا اور اپنی درایت پر اعتماد کرکی مسئلہ نکالنا جایز نہین اور اگر کوی فاضل یا کوی درویش اس اجماع سی نکلا ہو یا ادسنی اس اتفاق کی برخلاف کیا ہو یا اوسکی مخالف کہا ہو تو اوس شخص کا کچہہ اعتبار نہین ہی کیونکہ وہ اجماع کہ حدیثون کی روسی پیروی کرنی اوسکی واجب ہی وہ اس سی عبارت ہی کہ اکثر علمای دین دار اور فضلای نیک کردار ایک بات پر اتفاق کرین پہر اگر گوشے

شخص اگرچہ عالم بھی ہو اس اجماع مین شریک ہو تو اوسکا کچھہ اعتبار نہین
ہی بلکہ وہ خود برخلاف ہوا اور جماعت کا مخالف بنا جیسا کہ مشکوۃ کی باب الاعتصام
مین ہی عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد
الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار یعنی پیروی کرو جماعت کی سو مقرر یون
ہی کہ جو جدا ہوا جماعت سی گر پڑا وہ جہنم مین و عن معاذ بن جبل رض قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ
الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ یعنی بی شبہہ شیطان
آدمی کی حق مین ایسا ہی جیسا بھیڑیا بکری کی حق مین ہی کہ پکڑتا ہی بکری بھڑکی ہوی اور دور پڑی
اور کنارے کری ہوئی کو تو واجب ہی تمپر ہی کہ جماعت اور اکثر مسلمانون کے
پیروی کو لازم کرو و عن ابی ذر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ یعنی جو کوئی جدا
ہوا جماعت سی ایک بالشت کی اندازی تو لی شبہہ اوسنی اسلام کا ڈورا اپنی گردن سی
نکالا الغرض ان حدیثون سی صاف ظاہر ہوا کہ اکثر مسلمان جس بات پر اتفاق کرین وہ
واجب ہوتا ہی اور بعضی کا خلاف کرنا کچھہ نہین ہی بلکہ جو اکثر کا مخالف ہو تو اوسپر
خوف ضلالت کا اور ڈر جہنم کا ہی نعوذ باللہ منہا ومنہم اور جو کوئی جماعت
کی پیروی کریگا تو وہ ہدایت پر رہیگا اور ضلالت سی بچیگا اللہم ثبت قلوبنا علی شریعتک
ورضاک واتم اقدامنا علی طریقتک وھداک وصل وسلم علی رسولک سید المرسلین و
آلہ الطیبین واصحابہ الراشدین وتابعی صحبیہ الہادین سیما علی سید المجتہدین
امامنا وامام المسلمین وعلینا وعلی جمیع مقلدیہ الی یوم الدین وآخر دعوانا ان الحمد للہ

رب العالمین فقط

الحمد للہ کہ یہ رسالہ نظام الاسلام جسکی سوالون کو کئی شخصون نی کیا تہا اور جواب انکا
کو اوسکی عالم باعمل فاضل بی بدل مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ کلکتہ نی
مدتہا بحث اور تلاش کرکی آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور بڑی معتبر اور معتمد کتابون کی عبارت سی مدلل اور ثابت کیا اور بعد اتمام کی تمام علما
اور فضلا و صلحانی بنور و تامل اوسی دیکہہ موافق عقاید مذہب سنت و جماعت خصوصا
مطابق طریقہ حنفی صحیح کی منظور اور پسند کرکی اپنی دستخط اور مہرسی مزین
فرمایا اللہ تعالی اپنی فضل و کرم سی اس نسخہ کی مولف کو جزای خیر عطا فرماوی امین
ثم آمین + بتصحیح سی خیر خواہ خلق اللہ خاکسار سید عبد اللہ ابن سید بہادر علی
عفی اللہ عنہما کی مطبع احمدی مین پہلی سنہ ۱۲۵۷ ہجری مین چہاپا گیا تہا اب وہ نسخہ
کمیاب ہوگئی اور خواہش مند بہت رہی اس لئی دوسری بار پہر سید موصوف کی تصحیح
سی اوسی مطبع مین چہاپا گیا سنہ ۱۲۵۹ ہجری النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

بر نسخہ ہذا از اول تا آخر نظر کردم ظاہر شد کہ مسایل مندرجہ آن مطابق عقیدہ اہل سنت
و جماعت و موافق طریقہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ است حنفی المذہب را اعتقاد و عمل بر
طبق آن واجب و متحتم است

صدر کلکتہ — امین محکمہ کلکتہ — مفتی عدالت کلکتہ

جوابہای این رسالہ
ہمہ صحیح و درست بی کم و کاست موافق آیات قرآن و مطابق احادیث سید پیغمبران صلی
اللہ علیہ وسلم و بر حسب اجماع علمای راسخین و بر طبق اتفاق فضلای کاملین است

مدرس ایضاً
معاون ایضاً
مدرس ایضاً
مدرس
مدرس

قریب التحصیل ہیں ان میں سی بعض کی نام
قریب التحصیل ہیں اور ان میں سی بعض کی نام

جانا چاہیے کہ بعضے لوگ چارون مذہب کو انکار کرتے ہین اور کسی کی ان چارون
سے تقلید نہین کرتے اور عوام حنفیون کو اپنے مذہب سے بد اعتقاد کرواتے ہین
اور مسئلون مین شک ڈالتے ہین اور اعتراضات بیجا کرتے ہین اور مخالف حدیث
کی بنا کرکے عوام کو گمراہ کرتے ہین اسواسطے اکثر مسلمان سب اس دیار کے مسئلے
پوچھنے کے لیے اور اپنے مذہب کی تحقیق کے جناب مستطاب مدرس صاحب حضرت
محمد وجیہ صاحب سلمہ اللہ کا سمہ وجیہا فی الدنیا والاخرۃ کے حضور مین آتے تھے
اور جو لوگ کہ خود حاضر نہین ہوسکتے تھے فتوی لکھوا کر منگواتے تھے پھر جب
مدرس صاحب نے دریافت کیا کہ اس صورت مین لوگون کو بہت تکلیف ہوتی
ہے اس واسطے بنظر نفع عام اور ہدایت تام کے ایک رسالہ تالیف فرمایا اور
اوسکا نام نظام الاسلام رکھا تاکہ لوگ اس رسالہ کو پڑھ کر اپنے مذہب مین مضبوط
ہو دین اور لوگون کے بہکانے سے گمراہ نہ ہوین اسکے بعد جناب حاجی سید
عبد اللہ صاحب نے بلحاظ رفاہیت خلائق کے اوسکو چھپوایا پھر یہہ رسالہ
اکثر ملکون مین منتشر ہوا اور بہت لوگ اسکو پڑھ کر اپنے مذہب مین مضبوط
ہوگئے اور جو لوگ کہ ان قوم کے بہکانے سے شک مین پڑے تھے اس کتاب

کو سنی یانی سی او نکا شبہہ دفع ہوگیا اور بعضی بیچارے عوام اور ضعیف
الاعتقاد کہ ان قوم کی گمراہی مین پڑے تھے اس رسالہ پر واقف ہو کر اپنی گمراہی
سی توبہ کی تب ان قوم نے جب یہہ حال دیکھا اور دریافت کیا کہ جو کوئی اس
رسالہ سی واقف ہوتا ہی اون کی حق مین فساد اور فریب اونکا کچھہ تاثیر نہین
کرتا ہی اور مسلون پر طعن کرنا اور شک ڈالنا اور تقلید پر اماموں کی اعتراض
کرنا کچھہ فایدہ نہین دیتا ہی تب اس قوم نے اس طور کی فریبون کو چھوڑ کر ایک
دوسرا نکالا اور وہ یہہ ہی کہ اس رسالہ کی مختصر کرنے لگی اور جاہلوں کی سامنے اس رسالہ پر اعتراض کرنے لگی تاکہ لوگ اس
رسالہ سی بد اعتقاد ہووین اور اسکو نہ پڑھین اور نہ سنین پھر بعضی لوگ
جناب مدرس صاحب کی حضور مین عرض کرنے لگی کہ ان قوم بدمذہب کے
سوالکا جواب کچھہ لکھنے کہ چھپوا دیا جاوی تاکہ ان قوم کا فساد کچھہ نہ چلے اور
لوگون کو اس رسالہ مین کچھہ شک نہ پڑی لیکن جناب مدرس صاحب اصلا اسکی
طرف التفات نہین کرنے اور فرمانے کہ سوال بیجا کا جواب دینا ہی بیجا ہی کیونکہ
جواب جاہلان باشد خموشی ✤ پھر جب بندہ حقیر فقیر غلام قادر جیلانی نے دیکھا کہ
جاہلون کا کچھہ جواب ہی نہ دینا سبب اونکی جرأت اور دلیری کا ہوتا ہی اس
واسطے مختصر کرکی لکھا جاتا ہی تاکہ ہر کوئی اسکو دیکھہ کر یا سنکر اون قوم کی
جہالت اور فساد پر واقف ہووے اور اون کی اعتراض اور اوسکی جواب کو دریافت
کرکی معلوم کرے کہ اسی قیاس پر ہر اعتراض اور شبہہ انکا بے حقیقت ہی
اور صرف فساد اور شرارت ہی اور ہر چیز مین خدا ہی سی توفیق ہی اور اوسی
کی عنایت سی تحقیق ان قوم کا اعتراض یہہ ہی کہ پہلی حدیث پر رسالہ نظام
الاسلام کے یعنی عن مالک بن الحویرث قال کان رسول اللہ صلی اللہ

علیه وسلم اذا کبر رفع یدیه حتی یحاذی بهما اذنیه وفی روایة حتی یحاذی بهما

فروع اذنیه اس حدیث کو سارا نہین لکہا ہی اور حدیث مین چوری کی ہی یعنی
مسئلہ رفع یدین کا بعد رکوع کی جو اس حدیث مین مذکور ہی اس مقام مین اوسکو
نہین لکہا اس فریب کا رفع کئی طور سی لکہا جاتا ہی پہلا دفعہ یہہ ہے کہ اس
حدیث کا نشان تمام ذکر کیا ہی یعنی نام کتاب کا اور تعین مقام کا اور تعداد
صفحہ کا ذکر کیا ہی اسواسطی کہ جسکو اس حدیث کا تمام دیکہنا منظور ہو یا اسمین
کچہہ شک ہو تو وہ شخص اس کتاب مین دیکہہ لیوی تو اس صورت مین چوری
نہین ہوی کیونکہ چور سے مین تو چہپانا منظور ہوتا ہے نہ ظاہر کرنا اور علامت
رکہنا چور سے تو جب ہو وی کہ نام کتاب کا ذکر نکرے یا نام ذکر کرے مقام
کو تعین نکرے یا جو بات کہ جواب کی مخالف ہو اوسکو چہوڑ دیوی جیسا
کہ ان قوم دجالیون نی ایک مسئلہ چہپوایا ہے اور اوسمین فارسی عبارت سے
لکہا ہے کہ شیخ عبد الحق دہلوی بہ سنیت رفع یدین و ترجیح تامین بجہر رفتہ
اور نام کتاب کا او تعین مقام کا دونون کو چوری کیا ہی اور حال یہہ ہی کہ شیخ
عبد الحق دہلوی نی سفر السعادت کی شرح رفع الیدین کی مسئلہ کی مقام مین ۴۸ صفحہ
مین اور مشکوٰة کی شرح بیچ باب الصفة الصلوة مین کہا ہے کہ رفع الیدین
منسوخ ہے اور عدم رفع کو ترجیح ہی جسکو کچہہ شبہہ ہو تو ان کتابون میں
اسی مقام کی پتی سی دیکہہ لیوی اور اس قوم نی ایک کتاب رفع الیدین کی بنائی
ہی اور نام اوسکا تنویر العینین رکہا ہی اوسمین اکثر حدیثون کو ناتمام لکہا ہے
کسی کی اول سی کسی کی آخر سی کچہہ کچہہ عبارت چہوڑ دی ہی جیسا کہ مالک ابن حویرث
کی حدیث کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے سی نقل کیا ہے اور اوسمین رفع

یدین کرنیکی مضمون کو لکھا ہی اور کانون تک ہاتھ اوٹھانی کی مضمون کو جو اوسی حدیث مین روایت ہی بالکل ترک کیا ہی اور تنویر العینین مین یون کہا ہے
انہ رای مالک بن حویرث اذا صلے کبر واذا اراد ان یرکع رفع یدیہ و اذا رفع راسہ من الرکوع رفع یدیہ وحدث ان رسول اللہ صلعم صنع ہکذا
تو اس حدیث مین لفظ حتی یحاذی بہما اذنیہ او فروع اذنیہ کو چھوڑ دیا ہے دوسرا دفعیہ یہ ہے کہ یہ کتاب کچھ کتاب حدیث کی نہین ہی کہ اگر مقام مین تمام حدیث کو ذکر کرین یہ فتوا ہی اور فتوی مین اوسی قدر ضرور ہے کہ جس قدر سوال ہو اوسی قدر جواب اور اوس سی زیادہ کہنا حماقت اور جہالت ہے یہان سوال اوسی قدر لکھا گیا ہی کہ حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون تک ہاتھ اوٹھاتی ہین اوسپر کیا دلیل ہے پس رفع الیدین کی مسئلہ کو اس مقام مین کچھ علاقہ نہین ہی جیسا کہ اگر کوی پوچھی کہ نماز فرض ہونی کی دلیل کیا ہی تو اوسکا جواب اسی قدر کہنا چاہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اقیموا الصلوۃ اور اگر کوئی اسکی جواب مین یون کہی کہ اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ تو اوسکو دیوانہ یا نادان کہین کی مثال اوسکی فقہ کی کتابون مین بہت سی موجود ہی نمونہ کی واسطے یہان ذکر کیا جاتا ہی کہ خرید اور فروخت کی مشروعیت کی دلیل مین لاتی ہین کہ احل اللہ البیع باوجود اس بات کی کہ قران مین ایک آیت کی اندر یون ہی کہ احل اللہ البیع وحرم الربوا لیکن چونکہ بیع کی مقام مین ربا کا ذکر کرنا محض بیجا ہے اسواسطے صرف احل اللہ البیع لکھا ہی اور مثال اوسکی انہین نئی مذہب والون کی کتاب سی کہ جسکا نام تنویر العینین رکھا ہی مذکور ہوا کہ مولف تنویر العینین نے اس حدیث مین فقط رفع الیدین کی مضمون کو جو اوسکی غرض اور مقصود تھا اوسکو وہان

لکہا ہی اور ہاتہہ کانون تک اوٹہانی کو کہ اوس سی اوسکو غرض نہ تہی بالکل اوسکو ترک کیا تو یہہ بہی کیا چوری ہی مثل مشہور ہے کہ خود را فضیحت و دیگران را نصیحت اور تیسرا دفع یہہ ہی کہ مولف نی نظام الاسلام کی رفع الیدین کی مسئلہ کو چہوڑا نہین ہی بلکہ اوسکو علاحدہ جدا کرکی بصورت سوال اور جواب کی لکہا ہی صفحہ مین اور وہان مفصلا بیان کیا ہی کہ رفع الیدین منسوخ ہی اور مکروہ اور اوسکی دلیلون کو بالتفصیل لکہا ہی تو پہر اس مقام مین کہ یہان صرف کان تک ہاتہہ اوٹہانی کی دلیل کا ذکر ہی رفع الیدین کا ذکر کرنا محض بیجا ہی اور ایسی بیجا ذکر کرنیوالی کو بلکہ جو ایسی ذکر کو تجویز کری اوسکو مرغ بی ہنگام کہتی ہین اور وہ شخص مصداق ہی مثل مشہور مصرع سر بریدن واجب ست آن مرغ بی ہنگام را جیساکہ مولف نی تنویر العینین کی کان تک ہاتہہ اوٹہانی کی حدیث کو ترک کیا اسواسطی کہ وہ رسالہ صرف رفع الیدین کی بیان مین ہی چوتہا دفع یہہ ہے کہ رفع الیدین منسوخ ہی جیساکہ اوسکی دلیلین مفصلا ۱۷۱۶ صفحہ مین مذکور ہی اسواسطی اوسکو اس مقام سی حذف کیا کیونکہ کسی بات پر دلیل لانی کے مقام مین اس عبارت کو کہ جسکا مضمون منسوخ ہوا ہی مطلب مین خلل ڈالتا ہے الغرض ہر مسلمان پر واجب ہی کہ ایسی لوگون سی احتراز کرین اور اونکو دشمن دین کا سمجہین کہ یہہ سب دین مین مفسد ہین جیساکہ کتاب مجمع الزوائد مین ہی اور یہہ کتاب حدیث کی کتابون کا مجموعہ ہے جیساکہ جامع الاصول یہہ کتاب کی حدیث کی جامع ہی ویسا ہی کتاب مجمع الزوائد چہہ کتابون کی سوا اور کتابین حدیث کی جو بڑی معتبر ہین اونکا مجموعہ ہی جیسا طبرانی اور بیہقی اور طحاوی وغیرہ تو اس کتاب کی باب ما جاء فی الکذابین مین کہا ہے عن عبد اللہ

مولوی عین علی مولوی عنایت علی پیر لعنت جلال الدین بلگرامی خلیفہ حضرت سید احمد قدس سرہ کی

عن عمرو رضی رعی الطبرانی انہ قال واللہ لقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول لیکونن بین یدی الساعۃ الدجال وبین یدی الدجال کذابون ثلاثون او اکثر قلنا ما ایاتھم قال ان یاتوکم بسنۃ لم تکونوا علیھا لیغیروا بھا سنتکم ودینکم فاذا رایتموھم فاجتنبوھم وعادوھم

طبرانی نے روایت کی ہی عبد اللہ بن عمر رضی سے کہ کہا انہوں نے قسم خدا کی ہی کہ بے شک میں نے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے ہیں کہ بے شک پیدا ہوگا نزدیک قیامت کی دجال اور پہلے اوسکی ایک قوم جھوٹی تیس بلکہ زیادہ پھر ہم صحابیوں نے حضرت سے پوچھا کہ اون گروہ کی کیا علامتیں ہیں پھر فرمایا حضرت نے کہ سکھلاوے گی وہ قوم کذاب تم سب کو ایک سنت کہ تم سب اس سنت کو عمل نہیں کرتے ہو یعنی ایک بات نئی کو سنت کہکر تم کو بتلاوینگے یا حقیقت میں سنت ہو لیکن تم اوسکو نہیں کرتے ہو بلکہ دوسری سنت کو عمل کرتے ہو تو وہ قوم کذاب اس لیے سنت کو تمکو سکھاوینگی تاکہ جس سنت کو تم عمل کرتے ہو اوسکو تغیر اور تبدیل کریں اور تمہارے مذہب کو بھی تبدیل اور تغیر دیویں پس جب تم اون قوم کذاب کو دیکھو تب اوسے کنارہ کرو دور رہو اور اون گروہ کو دین کا دشمن جانو اور اوسے دشمنی رکھو اور تم سب بھائی مسلمانوں جانو کہ اگر یہہ گروہ کذاب کسیکو شک میں ڈالیں کہ یہہ حدیث نہیں پایا اور کچھہ فریب کی باتیں کہیں تو وہ کتاب مجمع الزوائد جناب مدرس صاحب ممدوح کی نزدیک موجود ہے جسکا جی چاہے اسمیں دیکھہ لیوی فقط

١٢٠٨

در مطبع احمدی باہتمام امو جان مطبوع گردید

ائمہ اربعہ کی ہیں اور نیا طریقہ اختیار کیا ہے اور کہتے ہیں کہ ہم محمدی ہیں حالانکہ
اونکو کچھ بھی مسایل ضروریہ میں نہیں ہے بالکل محض امی ہیں معاذ اللہ منہا
کہ طعن کرتے ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی وغیرہ پر باوجودیکہ
کچھ اونکو مس کتب دینیہ سے نہیں ہے تقلید ائمہ اربعہ کی فی زماننا واجب ہے
انکار انکا تقلید سے باطل ہے قابل حجت کے نہیں ہے چنانچہ روایات کتب سے
صاف مبین ہے اور بطلان انکی کی بشرطیکہ نظر انصاف سے غور کریں التقلید
اتباع الانسان انسانا فیما یعتقد من غیر ان یقف علی دلیل ہدیعۃ التقلید انواع
ثلاثۃ تقلید واجب تقلید جائز والتقلید مذموم اما الواجب فتقلید الانبیاء صلعم و
لیس ہذا تقلید فی الحقیقۃ بل عمل بالدلیل لان قولہم حجۃ وکذا تقلید الائمۃ الماضین
فیما اجتمعوا علیہ واجب ایضا وہو لیس تقلید فی الحقیقۃ لان اجماعہم حجۃ فیکون
عملا بالدلیل وکذا تقلید العلماء فی فروع الدین واجب عند الفقہاء وہو لیس
بہ تقلید فی الحقیقۃ لانہم لا یقولون الا بدلیل ہذا میزان الاصول للاصولی لامام
علاء الدین کشف الغطاء انہ لا یرجع المقلد فیما قلد فیہ من الاحکام احد من المجتہدین
ای عمل بہ اتفاقا علی ما نقلہ الآمدی وابن الحاجب فلو التزم مذہبا کابی حنیفۃ و
الشافعی رضی اللہ عنہما فیلزم الاستمرار علیہ ولا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل ملا علی
قاری شرح عین العلم ان الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل اتفاقا در مختار لیس للعامی
ان یتحول من مذہب الی مذہب یستوی فیہ الحنفی والشافعی وقیل من انتقل الی
مذہب الشافعی رحمہ اللہ لیزوج لہ اخاف ان یموت مسلوب الایمان لاہانتہ بالدین
لجیفۃ قذرۃ در کتاب قنیۃ ارباب فی الانتقال مذہب الی مذہب کذا فی التاتارخانیہ
وکذا فی العالمگیری حررہ محمد عبد القادر